WWW.PAKSOCIETY.COM

نمرہ احمد

نمل

فارس غازی انٹیلی جنس کے اعلا عہدے پر فائز ہے۔ وہ اپنے سوتیلے بھائی وارث غازی اور اپنی بیوی کے قتل کے الزام میں چار سال سے جیل میں قید ہے۔ سعدی یوسف اس کا بھانجا ہے جو اس سے جیل میں ہر ہفتے ملنے آتا ہے۔

سعدی یوسف تین بہن بھائی ہیں' ان کے والد کا انتقال ہو چکا ہے۔ حنین اور اسامہ' سعدی سے چھوٹے ہیں۔ ان کی والدہ ایک چھوٹا سا ریسٹورنٹ چلاتی ہیں۔ زمر' سعدی کی پھپھو ہے۔ وہ چار سال قبل فائرنگ کے ایک واقعہ میں زخمی ہو جاتی ہے۔ فائرنگ کا الزام فارس غازی پر ہے۔ فارس غازی کو شک تھا کہ اس کی بیوی اس کے بھائی کے ساتھ انوالو ہے۔ اس نے جب فائرنگ کی تو زمر اس کی بیوی کے ساتھ تھی۔ فائرنگ کے نتیجہ میں بیوی مر جاتی ہے اور زمر شدید زخمی ہو جاتی ہے۔ ایک انگریز عورت اپنا گردہ دے کر اس کی جان بچاتی ہے۔ یقین ہے کہ اس کا ماموں بے گناہ ہے۔ اسے پھنسایا گیا ہے۔ اس لیے وہ اسے بچانے کی کوشش کرتا ہے' جس کی بنا پر زمر اپنے بھتیجے سعدی یوسف سے بدظن ہو جاتی ہے۔ بدظن ہونے کی ایک اور بڑی وجہ یہ ہے کہ زمر جب موت و زندگی کی کشمکش میں ہوتی ہے تو سعدی اس کے پاس نہیں ہوتا۔ وہ اپنی پڑھائی اور امتحان میں مصروف ہوتا ہے۔

جواہرات کے دو بیٹے ہیں۔ ہاشم کاردار اور نوشیرواں۔

ہاشم کاردار بہت بڑا وکیل ہے۔ ہاشم اور اس کی بیوی شہرین کے درمیان علیحدگی ہو چکی ہے۔ ہاشم کی ایک بیٹی سونیا ہے۔ جس سے وہ بہت محبت کرتا ہے۔

فارس غازی' ہاشم کی پھپھو کا بیٹا ہے۔ جیل جانے سے پہلے وہ ہاشم کے گھر میں جس میں اس کا بھی حصہ ہے' رہائش پذیر تھا۔ سعدی کی کوششوں سے فارس رہا ہو جاتا ہے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مکمل ناول

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

والد کے کہنے پر زمر سعدی کی سالگرہ پر اس کے لیے پھول اور ہاشم کی بیٹی سونیا کی سالگرہ کارڈ لے کر جاتی ہے۔ سعدی، ہاشم کی بیوی سے ہاشم کے لیپ ٹاپ کا پاس ورڈ مانگتا ہے۔ شہرین اپنے دیور نوشیرواں سے، جو اپنی بھابھی میں دلچسپی رکھتا ہے، بہانے سے پاس ورڈ حاصل کرکے سعدی کو سونیا کی سالگرہ میں دے دیتی ہے۔

پاس ورڈ ملنے کے بعد سعدی، ہاشم کے کمرے میں جاکر اس کے لیپ ٹاپ پہ فلیش ڈرائیو لگا کر ڈیٹا کاپی کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

چیف سیکریٹری آفیسر خاور، ہاشم کو اس کے کمرے کی فوٹیج دکھاتا ہے جس میں سعدی کمرے میں جاتے ہوئے نظر آتا ہے، ہاشم، خاور کے ساتھ بھاگتا ہوا کمرے میں پہنچتا ہے، لیکن سعدی اس سے پہلے ہی وہاں سے نکلنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

ہاشم کو پتا چل جاتا ہے کہ سعدی اس کے کمرے میں لیپ ٹاپ سے ڈیٹا کاپی کرنے آیا تھا اور شہرین نے نوشیرواں کو استعمال کرکے پاس ورڈ سعدی کو دیا تھا۔ دوسری جانب بڑے ابا زمر کو یہ بتادیتے ہیں کہ زمر کو کسی یورپین خاتون نے نہیں بلکہ سعدی نے گردہ دیا تھا۔ یہ سن کر زمر کو بے حد دکھ ہوتا ہے۔

نوشیرواں ایک بار پھر ڈرگز لینے لگتا ہے اس بات پر جواہرات فکرمند ہے۔

بعد میں سعدی لیپ ٹاپ پہ فائلز کھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن فائلز ڈیمج ہوجاتی ہیں۔

سعدی، حنین کو بتاتا ہے کہ وہ گیم کے ہائی اسکورز کی فہرست میں پہلے نمبر پر نہیں ہے، حنین حیران ہوکر اپنی گیم والی سائٹ کھول کر دیکھتی ہے تو پہلے نمبر "آنس ایور آفٹر" لکھا ہوتا ہے۔ وہ علیشا ہے ورجینیا سے۔ حنین کی علیشا سے دوستی ہوجاتی ہے۔

اب کہانی ماضی میں آگے بڑھ رہی ہے۔ فارس، زمر سے لاء کی کچھ کلاسز لیتا ہے۔ ندرت اس سے شادی کا پوچھتی ہیں۔ وہ لاپروائی سے زمر کا نام لے لیتا ہے۔ ندرت خوش ہوکر ابا سے بات کرتی ہیں۔ ان کی ساس فارس کو اجڈ اور بدتمیز سمجھتی ہیں اور اس کے مقابلے میں فہد سے زمر کی بات طے کردیتی ہیں۔ وارث غازی، ہاشم کے خلاف منی لانڈرنگ کیس کے پر کام کررہا ہے۔ اس کے پاس مکمل ثبوت ہیں۔ اس کا باس فاطمی، ہاشم کو خبردار کردیتا ہے۔ ہاشم، خاور کی ڈیوٹی لگاتا ہے کہ وہ وارث کے پاس موجود تمام شواہد ضایع کرے۔ وارث کے ہاسٹل کے کمرے میں خاور اپنا کام کررہا ہے۔ جب وارث ریڈ سگنلز ملنے پر اپنے کمرے میں جاتا ہے۔ پھر کوئی راستہ نہ ہونے کی صورت میں بہت مجبور ہوکر ہاشم، خاور کو وارث کو مار دینے کی اجازت دے دیتا ہے۔ دوسری صورت میں وارث، فارس کو وہ سارے شواہد میل کردیتا۔ وارث کے قتل کا الزام ہاشم، فارس پہ ڈلواتا ہے۔

زرتاشہ کو قتل اور زمر کو زخمی کرنا بھی فارس کو وارث کے قتل کے الزام میں پھنسانے کی ہاشم اور خاور کی منصوبہ بندی ہوتی ہے۔ وہ دونوں کامیاب ٹھہرتے ہیں۔ زرتاشہ مرجاتی ہے۔ زمر زخمی حالت میں فارس کے خلاف بیان دیتی ہے۔ فارس جیل چلا جاتا ہے۔ سعدی، زمر کو سمجھاتا ہے کہ فارس ایسا نہیں کرسکتا۔ اسے غلط فہمی ہوئی ہے۔ زمر کہتی ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی اور اپنے بیان پر قائم رہتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے ناراض ہوجاتے ہیں۔ زمر کی ناراضی کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ وارث کے قتل کے وقت بھی اس کی شادی لیٹ ہوجاتی ہے اور وہ اپنی شادی روک کر فارس کے لیے مقدمہ لڑتی ہے۔ اب وہی شخص اپنے اس قتل کو چھپانے کے لیے اسے مارنا چاہتا ہے۔ وہ بظاہر اتفاقاً "بچ جاتی ہے، مگر اس کے دونوں گردے ضائع ہوجاتے ہیں۔ اور اس حادثے کی صورت اس کی شادی ٹوٹ جاتی ہے۔

حنین کی نیٹ فرینڈ علیشا دراصل اورنگ زیب کی بیٹی ہے جسے وہ اور ہاشم تسلیم نہیں کرتے۔ وہ باقاعدہ منصوبہ بندی کرکے حنین سے دوستی کرتی ہے اور پڑھائی کے لیے کاردار سے پیسے کے لیے غیر قانونی پاکستان آتی ہے۔ مگر ہاشم اس سے بہت برے طریقے سے پیش آتا ہے اور کوئی مدد نہیں کرتا۔ زرتاشہ اور زمر کے قتل کے وقت فارس اور حنین، وارث کیس کی ایلی بائی کے سلسلے میں علیشا کے پاس ہی ہوتے ہیں، مگر علیشا ہاشم کی وجہ سے کھل کر ان کی مدد کرنے سے قاصر ہے۔

زمر فیصلہ کرچکی تھی کہ وہ فارس کے خلاف بیان دے گی۔ گھر میں اس فیصلے سے کوئی بھی خوش نہیں، جس کی بنا پر زمر کو

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

دکھ ہوتا ہے۔
جواہرات' زمر سے ملنے آتی ہے اور اس سے کہتی ہے کہ فارس کے خلاف بیان دے۔ وہ زمر کے ساتھ ہے' اسی وقت زمر کا منگیتر اس کو دیکھنے آتا ہے۔ اس کی ہونے والی ساس یہ رشتہ ختم کرنا چاہتی ہے۔ جواہرات اس کے منگیتر کو اپنی گاڑی میں بٹھالیتی ہے اور اسے آسٹریلیا بھجوانے کی آفر کرتی ہے۔
سعدی' فارس سے ملنے جاتا ہے تو وہ کہتا ہے ہاشم اس قسم کا آدمی ہے جو قتل بھی کر سکتا ہے اور وہ فارس سے مخلص نہیں ہے۔
سعدی کو پتا چلتا ہے کہ اسے اسکالر شپ نہیں ملا تھا۔ زمر نے اپنا پلاٹ بیچ کر اس کو باہر پڑھنے کے لیے رقم دی تھی۔ اسے بہت دکھ ہوتا ہے۔
زمر کو کوئی گردہ دینے والا نہیں ملتا تو سعدی اسے اپنا گردہ دے دیتا ہے۔ وہ یہ بات زمر کو نہیں بتاتا۔ زمر بدگمان ہو جاتی ہے کہ سعدی اس کو اس حال میں چھوڑ کر اپنا امتحان دینے ملک سے باہر چلا گیا۔
سعدی' علیشا کو راضی کر لیتا ہے کہ وہ یہ کہے گی کہ وہ اپنا گردہ زمر کو دے رہی ہے' کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اگر زمر کو پتا چل گیا کہ گردہ سعدی نے دیا ہے تو وہ کبھی سعدی سے گردہ لینے پر رضامند نہیں ہوگی۔
ہاشم' حنین کو بتا دیتا ہے کہ علیشا نے اورنگ زیب کا کردار تک پہنچنے کے لیے حنین کو ذریعہ بنایا ہے۔ حنین اس بات پر علیشا سے ناراض ہو جاتی ہے۔
ہاشم' علیشا کو دھمکی دیتا ہے کہ وہ اس کی ماں کا ایکسیڈنٹ کروا چکا ہے اور وہ اسپتال میں ہے۔ وہ علیشا کو بھی مروا سکتا ہے۔ وہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ اور اس کی ماں بھی امریکن شہری ہیں۔
جواہرات' زمر کو بتاتی ہے کہ زمر کا منگیتر حماد شادی کر رہا ہے۔
فارس کہتا ہے کہ وہ ایک بار زمر سے مل کر اس کو بتانا چاہتا ہے کہ وہ بے گناہ ہے۔ اسے پھنسایا جا رہا ہے۔ وہ ہاشم پر بھی شبہ ظاہر کرتا ہے' لیکن زمر اس سے نہیں ملتی۔
ہاشم کو پتا چل جاتا ہے کہ سعدی اس کے کمپیوٹر سے ڈیٹا چرا کر لے جا چکا ہے۔ وہ جواہرات سے کہتا ہے کہ زمر کی شادی فارس سے کرانے میں خطرہ ہے' کہیں وہ جان نہ جائے کہ فارس بے گناہ ہے' لیکن وہ مطمئن ہے۔ جواہرات' زمر کو بتاتی ہے کہ فارس نے اس کے لیے رشتہ بھجوایا تھا' جسے انکار کر دیا گیا تھا۔ زمر کو یقین ہو جاتا ہے کہ فارس نے اسی بات کا بدلہ لیا ہے۔ زمر' جواہرات کے اکسانے پر صرف فارس سے بدلہ لینے کے لیے اس سے شادی پر رضامند ہو جاتی ہے۔

ڈیڑھ ماہ قبل ایک واقعہ ہوا تھا جس سے سعدی کو پتا چلا کہ ہاشم مجرم ہے۔
ہوا کچھ یوں تھا کہ نوشیرواں نے ایک ڈراما کیا تھا کہ وہ کوریا میں ہے اور اغوا ہو چکا ہے۔ تاوان نہ دیا گیا تو وہ لوگ اس کو مار دیں گے۔
ہاشم' حنین اور سعدی کو آدھی رات کو گھر بلاتا ہے اور ساری سچویشن بتا کر اس سے پوچھتا ہے' کیا اس میں علیشا کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔
وہ حنین سے کہتا ہے کہ تم اس کے بارے میں پتا کرو۔ حنین کمپیوٹر سنبھال لیتی ہے۔ سعدی اس کے ساتھ بیٹھا ہوتا ہے۔ تب ہی ہاشم آکر اپنا سیف کھولتا ہے تو سعدی کی نظر پڑتی ہے۔ اس کو جو کچھ نظر آتا ہے۔ اس سے اس کے ہوش اڑ جاتے ہیں۔
اس میں وارث کی بیٹیوں کی تصویر ہوتی ہے۔ جو وارث ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا۔ وہ ہاشم کے سیف کے کوڈ آئینے میں دیکھ لیتا ہے اور کمرے سے اس کے جانے کے بعد سیف کھولتا ہے۔ اس سے ایک لفافہ ملتا ہے' جس میں اس ریسٹورنٹ میں فائرنگ کے فوراً" بعد کی تصویر ہوتی ہے' جس میں زمر خون میں لت پت نظر آتی ہے اور ایک فلیش ڈرائیو بھی ملتی ہے۔
تب اسے پتا چلتا ہے کہ ہاشم مخلص نہیں تھا۔ یہ قتل اسی نے کرایا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

حنین، نوشیرواں کی پول کھول دیتی ہے، وہ کہتی ہے کہ نوشیروا پاکستان میں ہی ہے اور اس نے پیسے اینٹھنے کے لیے اغوا کا ڈراما رچایا۔

سعدی وہ فلیش سنتا ہے تو سن رہ جاتا ہے۔ وہ فارس کی آواز کی ریکارڈنگ ہوتی ہے۔ جس میں وہ زمر کو دھمکی دیتا ہے۔ سعدی بار بار سنتا ہے تو اسے اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ جعلی ہے۔ وہ فارس کے وکیل کو فارغ کر دیتا ہے۔ جو ہاشم کا آدمی تھا۔ سعدی، زمر کے پاس ایک بار پھر جاتا ہے اور اسے قائل کرنے کی کوشش کرتا ہے کہ فارس بے گناہ ہے۔ وہ کہتا ہے اس میں کوئی تیسرا آدمی بھی ملوث ہو سکتا ہے۔

"مثلاً" "کون؟" زمر نے پوچھا۔

"مثلاً"..... مثلاً "ہاشم کاردار....." سعدی نے ہمت کر کے کہہ ڈالا۔ زمر سن سی ہو گئی۔

زمر کو ہاشم کاردار کے ملوث ہونے پر یقین نہیں آتا سعدی، زمر سے کسی اچھے وکیل کے بارے میں پوچھتا ہے تو وہ ریحان خلجی کا نام لیتی ہے۔ سعدی فارس کا وکیل بدل دیتا ہے۔

حنین علیشا کو فون کرتی ہے تو پتا چلتا ہے کہ وہ جیل میں ہے کیونکہ اس نے چوری کی کوشش کی تھی۔

ہاشم کو پتا چل جاتا ہے کہ سعدی نے وہ آڈیو حاصل کر لی ہے جس میں فارس کا جعلی فون ٹیپ ہے لیکن وہ مطمئن ہے کہ جج تو ان کا ہے۔

ہاشم کی بیوی شہرین ایک کلب میں جوا کھیلتی ہے اس کی سی سی ٹی وی فوٹیج ان کے کیمروں میں ہے۔ اسے غائب کرانے کے لیے سعدی کی مدد لیتی ہے۔

ریحان خلجی عدالت میں زمر کو لاجواب کر دیتا ہے۔ یہ بات فارس کو اچھی نہیں لگتی۔

فارس جیل سے نکلنا چاہتا ہے لیکن اس کا ساتھی غلطی سے زمر کو اس میں استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ زمر کا غصہ فارس کے خلاف مزید بڑھ جاتا ہے۔

زمر، فارس سے ملتی ہے تو فارس کہتا ہے کہ ایک بار وہ اس کے کیس کو خود دیکھے۔ فارس کہتا کہ وہ زمر سے معافی نہیں مانگے گا۔

جیل سے علیشا، حنین کو خط لکھتی ہے وہ حنین سے کہتی ہے تم میں اور مجھ میں ذہانت کے علاوہ ایک اور چیز مشترک ہے ہے ہماری برائی کی طرف مائل ہونے والی فطرت۔ اس لیے کسی کی کمزوری کو شکار مت کرنا۔ گناہ مت کرنا ورنہ کفارے دیتے عمر بیت جائے گی۔

حنین کو اپنا ماضی یاد آجاتا ہے جب اس نے کسی کی کمزوری سے فائدہ اٹھایا تھا اور وہ شخص صدمہ سے دنیا سے رخصت ہو گیا تھا۔ وہ کفارہ کے لیے آگے پڑھنے سے انکار کر دیتی ہے۔ وہ سعدی کو یہ ساری بات بتاتی ہے تو سعدی کو شدید صدمہ ہوتا ہے۔

اورنگ زیب، نوشیرواں کو عاق کرنا چاہتے ہیں۔ یہ جان کر جواہرات غصہ سے پاگل ہو جاتی ہے۔ وہ اورنگ زیب کو قتل کر دیتی ہے اور ڈاکٹر سے مل کر اسے بلیک میل کر کے _____ پوسٹ مارٹم رپورٹ بھی اپنی مرضی کی حاصل کر لیتی ہے۔

گیارہویں قسط

کیا میں ہوں اپنے بھائی کا رکھوالا؟
اور ہابیل تھا بھیڑوں کا رکھوالا۔

جبکہ قابیل تھا کھیت کا کسان
اور گزرتے وقت کے ساتھ ایسا ہوا کہ

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

قابیل لایا اپنے باغ کا پھل (قدرے کم تر پھل)
قربانی کے طور پہ اپنے رب کے لیے
اور ہابیل لایا اپنے ریوڑ کی اول زاد صحت مند بھیڑ
اور خدا نے عزت دی ہابیل اور اس کی قربانی کو
مگر قابیل اور اس کی قربانی کو عزت نہ بخشی
پس قابیل بہت غضب ناک ہوا
اور اس کا چہرہ بجھ گیا تو پکارا خدا نے قابیل کو
کہ کیوں ہو تم غصے میں؟ کیوں بجھ گیا ہے تمہارا
چہرہ؟
اگر تم (خالص) نیکی کرو گے، تو کیا وہ قبول نہ کی
جائے گی؟
اور اگر تم نہیں کرو گے (خالص) نیکی
تو گناہ تمہاری چوکھٹ گھات لگائے بیٹھا ہے
اور تم اس کی خواہش کے تابع ہو گے
اور قابیل بات کرنے لگا اپنے بھائی ہابیل سے
اور ایسا ہوا کہ جب تھے وہ دونوں کھیت میں
تو قابیل اٹھ کھڑا ہوا اپنے بھائی ہابیل کے مدمقابل
اور قتل کر ڈالا اسے
پس پوچھا خدا نے قابیل سے
"کہاں ہے تمہارا بھائی ہابیل؟"
تو کہنے لگا
"مجھے نہیں معلوم، کیا میں ہوں اپنے بھائی کا
رکھوالا؟"
اور اس پہ خدا تعالیٰ نے فرمایا
یہ تم نے کیا کر ڈالا؟
تمہارے بھائی کے لہو کی آواز
مجھے زمین کے اندر سے پکار رہی ہے
اور اب تم ملعون ہو اس زمین میں
جس نے اپنے لب کھول کر
تمہارے بھائی کا خون
تمہارے ہاتھ سے جذب کر لیا ہے
اب جب تم کھیتی باڑی کرو گے
تو یہ زمین تمہیں نفع نہیں دے گی
ایک مفرور اور آوارہ گرد کی طرح
بھٹکتے پھرو گے تم اس زمین پہ
پس کہا قابیل نے خدا سے
"میری سزا میری برداشت سے بہت زیادہ ہے۔"
(تورات)

عقد نکاح ہو چکا تھا۔ زمر کو اندر سے لایا گیا تو ایک طرف سیم اور دوسری طرف سعدی تھا۔ اس نے سعدی کی کہنی تھام رکھی تھی اور اسی طرح قدم قدم چلتی، نرم مسکراہٹ کے ساتھ آگے آ رہی تھی۔ وہاں موجود تمام لوگ اٹھ کھڑے ہوئے۔ فارس بھی۔ وہ زمر کے چہرے کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ نگاہیں سعدی کی کہنی تک تھیں۔ زندگی پیچیدہ ہو گئی تھی۔

زمر کو اس کے ساتھ بٹھا دیا تو وہ بھی اسی سنجیدگی سے بیٹھ گیا۔ بظاہر وہ ندرت کی طرف متوجہ تھا جو اس سے کچھ کہہ رہی تھیں، مگر کن انکھیوں سے اس کا نیم رخ دکھائی دے رہا تھا۔ وہ دوپٹا اور پھر گھٹنوں سے نیچے میکسی کا فلیئر درست کرتی، مسکرا کر کسی رشتے کی دار کی مبارک باد کا جواب دے رہی تھی۔ اس نے ہلکا میک اپ کر رکھا تھا اور عام حالات میں (اپنی پُرکشش شخصیت سے ہٹ کر دیکھو تو) وہ جو محض متناسب شکل وصورت کی مالک تھی۔ آج واقعی بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔

تب ہی ندرت جھک کر زمر سے کچھ کہنے لگیں۔ آنکھیں نم تھیں جن کو وہ بار بار پونچھتیں۔ وہ جواب میں نرم مسکراہٹ سے سر اثبات میں ہلاتی رہی۔

مبارک، سلامت، مٹھائی، اس مختصر سی تقریب کا آخری جزو مکمل ہو چکا تو صداقت دوسرے ملازموں کے ساتھ کھانا لگانے لگا۔ سیم نے صوفے پہ بیٹھے بیٹھے گردن اونچی کر کے آتے جاتے ملازموں کی ٹرے دیکھنی چاہی تو حنین نے ہاتھ دبا کر اسے ٹھنڈا کیا۔

"یہ چاول اور چکن ہے۔ اتنی محنت نہ کرو۔ بارنی کیو آخر میں ہے۔ میں پہلے ہی دیکھ چکی ہوں۔"

اطمینان سے اطلاع دی۔ وہ فارس اور زمر کے صوفے کے قریب بیٹھی تھی۔ درمیان میں صرف بڑے ابا کی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہیل چیئر تھی۔

دفعتاً" ابا حنین کی طرف رخ کر کے کہنے لگے۔

"لڑکی! کیا تم وہ نوز رنگ پہنو گی بھی یا ایسے ہی لے لی میری بیٹی سے؟"

"اگر آپ کو لگتا ہے کہ آپ کی اس بات پہ غیرت میں آکر میں وہ نتھ واپس کردوں گی تو ایسا نہیں ہونے والا۔ میں نارمل نہیں ہوں' میں حنین ہوں۔ پھپھو پہ یہ ہی لونگ سوٹ کرتی ہے۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ اسے اتاریں۔"

وہ بڑے ابا کی جانب چہرہ جھکا کر' آنکھیں گھما کر بولی اور فارس نے بے اختیار اس کو دیکھا۔ مگر حنین نے بھرپور کوشش کی کہ وہ فارس کی طرف نہ دیکھے یا شاید اسے ہنسی آجائے۔ شاید ڈھیر سارا رونا۔

ندرت نے بھی سن لیا تھا۔ کافی ملال سے (اور حنہ کو گھورتے ہوئے) اس کی اس "ڈھٹائی" کو تفصیل سے بیان کرتے افسوس کرنے لگیں۔ فارس نے اپنے پیر کے انگوٹھے کو دیکھتے پوری بات سنی۔ مگر چپ رہا۔

زمر نرمی سے اتنا ہی بولی۔ "حنہ ٹھیک کہہ رہی ہے بھابھی! مجھے یہ لونگ بہت پسند ہے' میں اسے چھوڑنا بھی نہیں چاہتی۔"

"کہاں سے بنوائی تھی؟" فرزانہ باجی زمر کے دوسری طرف بیٹھتے ہوئے پوچھنے لگیں۔

"یہ میری ایک اسٹوڈنٹ نے مجھے دی تھی۔ آپ کو پتا ہے نا' بچیاں اپنی ٹیچرز کو ایسے گفٹس دینے کے لیے کریزی ہوتی ہیں' میں ہمیشہ واپس کردیتی ہوں' مگر یہ رکھ لی۔" وہ جو واقعتاً" اس لونگ کے حسب نسب سے ناواقف تھی' سادگی سے ان کی طرف چہرہ کیے بتائے گئی۔

کھانا لگ چکا تھا۔ اشتہا انگیز خوشبو ہر سو پھیلی تھی۔ باتوں' مسکراہٹوں کے شور میں فارس بالکل خاموش بیٹھا تھا۔ نگاہیں سامنے میز پر جمی تھیں۔ پہلو میں بیٹھی زمر اپنا کام دار دوپٹا درست کررہی تھی۔ سیم نے کھانے کے لیے حامی' اس کے گھٹنوں پہ پھول لاکر رکھے تھے' ایک کلی سے اس کے دوپٹے کا کام اٹک گیا تھا۔ وہ الجھے تاروں سے اس کو نکالنے کی کوشش کررہی تھی۔ بار بار ٹہنی کو کھینچتی' مگر وہ الگ نہ ہوپاتی۔ وہ بے اختیار گردن جھکا کر دیکھنے لگا۔ وہ غلط سمت سے کھینچ رہی تھی اور مسلسل حرکت پہ فارس کو اکتاہٹ ہورہی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھایا اور ٹہنی کھینچ لی۔ زمر نے چونک کر اسے دیکھا۔ نگاہیں ملیں' اس کی رسمی مسکراہٹ مدھم ہوئی' چہرے پہ برہمی آئی۔

"مجھے آپ کی کسی مدد کی ضرورت نہیں ہے۔" دبی دبی سی آواز میں بولی اور سختی سے اپنا دوپٹا چھڑایا۔

"جب تک زندہ ہیں یاد رکھیے گا۔" اور قدرے دوسری طرف سرک گئی۔ چونکہ کھانا ڈال کر اکا دکا لوگ ادھر ہی آرہے تھے تو وہ اگلے ہی لمحے چہرے پہ پھر سے مسکراہٹ لے آئی۔

فارس نے کچھ نہیں کہا' محض لب بھینچے سامنے دیکھنے لگا' جہاں میز کے گرد کھڑے لوگ جھک کر کھانا نکال رہے تھے۔ منظر تبدیل ہونے لگا۔ فضائیں بدلیں۔ وقت چند سال پیچھے گیا۔ یونی ورسٹی کی لائبریری میں اس شام کا منظر نمایاں ہوا۔ اس منظر پہ ایسی زردی چھائی ہوئی تھی جیسے پرانی کتابوں میں ملنے والے سوکھے پھولوں پہ چھائی ہوتی ہے۔

لائبریری کی کھڑکی سے باہر اترتی شام گہری ہوتی دکھائی دے رہی تھی۔ کونے والی میز پہ گھنگھریالے بالوں والی لڑکی بیٹھی' سر جھکائے کاغذ پہ کچھ لکھ رہی تھی۔ بائیں ہاتھ' پہلی کرسی پہ وہ پیچھے ہو کر بیٹھا زمر کے کاغذات کو دیکھ رہا تھا۔ جھکے سر کے باعث ایک گھنگریالی لٹ کاغذ کو چھو رہی تھی۔

دفعتاً" ساتھ رکھا چھوٹا' پرانا نوکیا ذرا سا بج کر خاموش ہوگیا۔ زمر نے قدرے کوفت سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

"ایک تو لوگ صرف مسڈ کال کیوں دیتے ہیں؟" وہ بڑبڑائی۔ موڈ آف تھا اور تھکن زدہ لگتی تھی۔ موبائل اٹھا کر کال ملائی اور اسے کان پہ لگایا۔ قلم

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انگلیوں میں گھماتی، منتظر خاموش سنے گئی۔ پھر کمپیوٹرائزڈ آواز آئی تو اس کی آنکھوں میں ڈھیروں بے زاری اُتری۔ (بیلنس ختم) جھنجلا کر فون کان سے ہٹایا اور پرس میں ہاتھ ڈالا۔

"انسان کا فون خراب نہ ہو بس!"

"یہ کس کا فون ہے؟" وہ مسکراہٹ دبائے اسے دیکھ رہا تھا۔

"میرا می کا' پری پیڈ ہے۔" پرس سے ایک کارڈ نکالا۔ "میں پوسٹ پیڈ استعمال کرتی ہوں' وہ خراب تھا تو عارضی طور پہ یہ ہی سہی۔" وہ اتنی لمبی' غیر ضروری بات اس سے نہیں کیا کرتی تھی' اب بھی بس برے موڈ میں بول گئی۔ کارڈ نکالا اور سر جھکائے اس کی سلور کوٹنگ' ناخن سے رگڑنے لگی۔ فارس کے ابرو بھنچے' قدرے غیر آرام دہ سادہ آگے ہوا۔

"یہ۔" وہ متذبذب سا رکا۔ زمر نے رگڑتا ناخن روک کر نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔

"جی؟"

"یہ ناخن سے نہیں اسکریچ کرتے' ادھر لائیے۔" جیب سے چابی نکالتے ہوئے دوسرا ہاتھ بڑھایا۔

زمر نے ایک نظر اس کے ہاتھ پہ ڈالی۔ دوسری کارڈ پہ اور پھر کارڈ اس کے ہاتھ پہ رکھا۔ فارس چابی نکال کر اٹھا اور کارڈ اسکریچ کرتے چند قدم آگے چلتا گیا۔ لائبریرین کی ٹیبل تک رکا' باکس سے دو ٹشو نکالے اور واپس آیا۔ کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ ٹشو اس کی طرف بڑھائے۔

"ناخن صاف کرلیں۔ یہ کوٹنگ صحت کے لیے خطرناک ہوتی ہے۔" زمر نے ٹشو پکڑ لیے اور پھر ناخن صاف کرتی اس کو دیکھے گئی۔ وہ اب اس کا موبائل اٹھائے کارڈ سے نمبر دیکھ کر ٹائپ کر رہا تھا۔ ری چارج کر کے موبائل اس کے سامنے رکھا۔ پھر اس کا چہرہ دیکھا۔ وہ متذبذب سی اسے دیکھ رہی تھی۔ جب وہ بولی نہیں تو فارس کو کہنا پڑا۔

"اب ملا لیجیے کال!"

زمر نے کچھ کہے بنا پرس میں ہاتھ ڈالا اور کچھ نکال کر سامنے رکھا۔ فارس نے چونک کر دیکھا۔ وہ پلاسٹک میں لپٹے نو کارڈ کی اسٹرپ تھی۔ ان میں سے دسواں کارڈ وہ تھا جو اس نے ابھی ابھی فیڈ کیا تھا۔ کارڈز اٹھاتے ہوئے چابی دوبارہ جیب سے نکالتے وہ مسکرا دیا اور زمر... وہ سر جھٹکتے ہوئے ہنس دی۔

"تھینک یو... مجھے یہ..." انگوٹھے کا ناخن اٹھا کر بتایا۔ "ناخن سے نہیں کرنا۔ جب تک زندہ ہوں' یاد رکھوں گی۔"

زرد زمانوں کی شام وقت کی دھول میں مدھم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ نئے اور رنگین مناظر اطراف میں ابھرنے لگے۔

باتیں' قہقہے' برتنوں کی آواز' کھانے کی خوشبو' وہ سر جھٹک کر واپس حال میں آیا۔ تقریب جاری و ساری تھی۔

☆ ☆ ☆

کاش کوئی ہم سے بھی پوچھے
رات گئے تک کیوں جاگے ہو؟

قصر کاردار کے اونچے ستون رات میں بھی روشن نظر آتے تھے۔ ایسے میں فیٹونا لاؤنج کی سیڑھیاں چڑھ کر اوپر آئی اور نوشیرواں کے کمرے کا دروازہ بجا کر کھولا۔ نوشیرواں اندر نہیں تھا' غالباً" باتھ روم میں تھا۔ مدھم بتی جل رہی تھی۔ وہ پانی کا جھرنا لیے بالکونی کی سمت باہر نکل آئی۔ باری باری پودوں کو پانی دیا۔ گاہے بگاہے نگاہ اٹھا کر انیکسی کی سمت بھی دیکھ لیتی جہاں سفید پاؤں کو چھوتے لباس والی دلہن کو ایک خاتون ہاتھ سے پکڑ کر گاڑی سے باہر لا رہی تھیں۔ فیٹونا نے اشتیاق سے گردن اونچی کر کے دیکھنا چاہا' مگر دلہن کی پشت تھی۔ وہ مایوس ہو کر اندر آگئی۔

واپس جاتے جاتے اسٹڈی ٹیبل تک ٹھہری۔ وہاں کاغذ کی کھلی پڑیا رکھی تھی۔ اس پہ سفید دانے دار شے رکھی تھی۔ اس نے ٹھٹک کر اس پڑیا کو دیکھا۔ بے اختیار استعجابیہ ابرو اٹھائی۔ تب ہی باتھ روم کا دروازہ کھلا۔ فیٹونا چونک کر اس طرف دیکھنے لگی جہاں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہ آرہا تھا۔ ملگجے لباس اور سرخ آنکھوں کے ساتھ وہ بہت سست سا لگ رہا تھا۔ فینونا نہیں ہلی' وہیں کھڑی رہی۔ نوشیرواں اسے دیکھ کر چونکا' فوراً" اسے اور پڑیا کو دیکھا۔ پھر ابرو تن گئے ۔ بے زاری سے سر جھٹکا۔

"جاؤ' جاکر بتادو ہاشم بھائی کو کہ میں ڈرگز لے رہا ہوں۔"

فینونا نے تھوک نگلا' بظاہر مسکرائی۔

"اگر میں گھر کے ایک فرد کی بات دوسرے کو بتانے والی ہوتی تو مسز کاردار مجھے پہلے دن ہی نکال دیتیں سر! میں آپ کی ملازمہ ہوں' آپ کے حکم کی پابند ہوں۔"

وہ تابعداری سے سر جھکا کر بولی تو شیرو مشکوک نظروں سے اسے گھورتا رہا' پھر اسٹڈی ٹیبل کی کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ چابی کے لوہے سے ٹکڑوں کو چور چور کرنے لگا۔

"سر۔۔۔ کیا میں آپ کی کوئی مدد کرسکتی ہوں؟"

قدرے ہمدردی سے اس نے ڈرگ پیتے شیرو کے ہاتھوں کو دیکھا۔

"مجھے کسی کی مدد کی کیا ضرورت؟" بے پروائی سے شانے اچکائے' مگر آواز میں اداسیاں گھل رہی تھیں۔

"میں نوشیرواں کاردار ہوں' بھائی کہتا ہے' تم ایک بڑے خاندان میں پیدا ہونے والے بڑے انسان ہو۔ میں کیوں مدد مانگوں گا کسی سے؟" وہ جیسے خود پہ طنز کررہا تھا۔ فینونا جھرنا پکڑے فکرمندی سے بھنویں سکیڑے دو قدم آگے آئی۔

"آپ کو ایسے نہیں سوچنا چاہیے۔ آپ واقعی ایک بڑے انسان ہیں۔" فینونا نے رک کر مزید خوبیوں والے سابقے لاحقے جوڑنے کی کوشش کی' مگر۔۔۔ شیرو کی کوئی خوبی یاد نہیں آرہی تھی۔

"ہونہہ۔۔۔" سر جھکائے' چابی سے پاؤڈر پیستے' اس نے استہزا سے سر جھٹکا۔ "پتا نہیں' کون بڑا ہے کون چھوٹا۔ ممی نے میرا نام نوشیرواں رکھا۔ جانتی ہو اس کا مطلب کیا ہوتا ہے؟" فینونا نے نفی میں گردن ہلائی۔

"بادشاہ۔۔۔ سپر ہیرو' ہونہہ۔۔۔" پھر سر جھٹکا۔ بے اختیار ایک منظر یاد آیا۔

کوریا جاکر اغوا کا ڈرامہ کرنے سے چند دن قبل حنین کو دیے جانے والے ڈنر میں جب سب لاؤنج میں بیٹھے تھے تو جواہرات نے ندرت کی کسی بات کے جواب میں کہا تھا۔

"مجھے نہیں لگتا' مجھے اپنے چھوٹے بیٹے کے نام سے زیادہ کوئی نام پسند ہے' نوشیرواں' ایک بڑا بادشاہ' ایک بڑا ہیرو' سپر ہیرو۔" فخر سے گردن تان کر نوشیرواں کو دیکھتے ہوئے اس کی ماں مسکرا کر بولی تھی' وہ بھی ذرا سا مسکرایا۔

اور وہ تیز طرار لڑکی۔ وہ شدید جھنجلاہٹ میں مبتلا کرنے والی حنین' وہ فوراً" سعدی کے قریب جھکی اور کان میں سرگوشی کی۔

"بھائی' اگر یہ لوزر سپر ہیرو ہے تو میں تو پھر ہیلن آف ٹرائے ہوں۔" اور سعدی نے بہت دقت سے اپنی مسکراہٹ روک کر اس کو چپ رہنے کو کہا' کیونکہ نوشیرواں قریب ہی بیٹھا تھا اور اس نے سن لیا تھا۔

"میرے نام سے لے کر میری شخصیت تک' میری ہر چیز کا مذاق بناتے ہیں وہ دونوں۔" چابی زور' زور سے پاؤڈر پہ دباتا وہ کہہ رہا تھا۔ "یونیورسٹی سے لے کر اب تک وہ سعدی وہ ہمیشہ میرا کمپٹیٹر بنا رہتا ہے۔ ممی کی نظر میں' ہاشم بھائی کی نظر میں' وہ بہت اعلا چیز ہے اور میں کیا ہوں؟ ایک لوزر؟" اس کی آواز سے اکتاہٹ مفقود ہوکر دکھ میں بدلتی جارہی تھی۔ فینونا تاسف سے اسے دیکھتی' سنتی گئی۔

"اس نے میرا ہر رشتہ خراب کیا ہے۔ ممی کو میری شکایت لگاتا تھا' تب سے اب تک' ممی میری طرف سے ان سیکیور رہتی ہیں۔ ہاشم بھائی کو وہ اغوا والی بات بتائی' وہ آج تک مجھ پہ بھروسا نہیں کرتے' کبھی میرا فون لے لیتے ہیں' کبھی مجھے جھڑک کر کہتے ہیں کہ شیرو' تم کچھ نہیں کروگے' جیسے میں تو اب قابل اعتبار رہا ہی نہیں۔ پتا نہیں کیا کر بیٹھوں۔" چابی پرے ڈالی اور گہری سانس لے کر ٹیک لگالی۔ چہرہ اب بالکونی کے دروازے کی طرف تھا اور وہاں سے آتی روشنی میں اس کی آنکھوں میں کچھ بھیگتا دکھائی دے رہا تھا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور میرے ڈیڈ..... اس نے ڈیڈ اور میرے درمیان اتنا فاصلہ پیدا کردیا کہ میں ان کی منتیں کرتا رہا' وہ مجھے معاف کردیں' مگر وہ مجھ سے بات ہی نہیں کرتے تھے۔" اس نے آنکھیں بند کیں' زخم پھر سے تازہ ہوئے۔ "اس رات تو میں نے سوچ لیا تھا' آج سونے سے پہلے میں ان کے پاس جاؤں گا' ان کے گلے لگ جاؤں گا اور..... اور اس دفعہ وہ مجھے معاف کردیں گے اور اسی رات فینو نا! میرے ڈیڈ مرگئے۔"

فینو نا کو احساس ہوا کہ بے خودی کے عالم میں بند آنکھوں سے بولتا شیرو غالباً" منشیات کے زیر اثر ہے۔ اسٹڈی ٹیبل کے قریب ڈسٹ بن میں خالی پڑیاں تازہ تازہ کرائی نظر آرہی تھیں۔

"اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ مجھ سے ناراض تھے۔ مجھے لگا' سعدی اس سے بڑا نقصان مجھے نہیں پہنچا سکتا مگر....." کرب بڑھا۔ "اس نے پہنچایا۔ وہ لڑکی جسے میں پسند کرتا ہوں' اس نے اسی کو بلیک میل کیا اور پھر میرے اور اس کے رشتے کو اتنا پیچیدہ کردیا کہ ہاشم بھائی اور ممی....." آنکھیں کھولیں' نفی میں سرہلایا۔ "اب وہ کبھی مجھے اس لڑکی کے ساتھ تعلق رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ سعدی نے میرے ہر رشتے کو خراب کیا ہے۔ میں اسے کبھی معاف نہیں کروں گا۔" وہ سست ڈھیلے انداز میں نفی میں سرہلاتے کھڑکی کو دیکھتے کہے جارہا تھا۔

"ایک دن میں اس سے انتقام لوں گا۔ ہر چیز کا انتقام۔" ذرا دیر کو ٹھہرا۔ "اب تم جاؤ فینو نا اور دوبارہ شکل مت دکھانا مجھے۔"

فینو نا قدرے گڑبڑا کر "جی اچھا" کہتی باہر نکل گئی۔ نوشیرواں کرسی پہ بیٹھا' اسی طرح باہر کی روشنی کو دیکھتا رہا جو کمرے کا اندھیرا دور کرنے کے لیے اب بھی ناکافی تھی۔

☆ ☆ ☆

خود کو بکھرتے دیکھتے ہیں' کچھ کر نہیں پاتے پھر بھی لوگ خداؤں جیسی باتیں کرتے ہیں

وہ کتنی ہی دیر ادھر بیٹھا رہا۔ پھر مدھم سی دستک ہوئی تو اٹھا۔ انداز پہچانتا تھا' سو سائیڈ ٹیبل سے ماؤتھ فریشنر اٹھا کر منہ میں اسپرے کیا اور چہرے پہ بشاشت لاتے دروازہ کھولا۔ ہاشم کافی کا مگ پکڑے سامنے کھڑا تھا۔

"سعدی نے میری سیکرٹری کو فون کیا ہے۔ وہ صبح آئے گا ہم سے ملنے۔ ہم تینوں کو وہاں ہونا چاہیے۔ ایک خاندان کی طرح' ہوں؟" مگ سے گھونٹ بھر کر اسے نیچے کرتے ہوئے سنجیدگی سے تاکید کی۔ وہ مطمئن اور پُراعتماد لگ رہا تھا۔ نوشیرواں نے ہلکے سے اثبات میں سرہلایا۔

"میں تیار رہوں گا۔"

"گڈ!" اس کی نگاہوں اور الفاظ کے "عجیب" سے انداز کو وہ محسوس کرتا' مگر جیب میں رکھا موبائل بجا۔ وہ پیغام چیک کرتا اپنے کمرے تک آیا۔ مگ اور فون اسٹڈی ٹیبل پہ رکھا اور بالکونی کے دروازے میں کھڑی سونی کو پیچھے سے آکر بازوؤں میں اٹھالیا۔ اس کا گال چوما اور چہرہ اپنی طرف کیا۔ وہ گردن پیچھے پھینک کر ہنسنے لگی۔

"بابا..... اُدھر کون آیا ہے؟" چہرہ سیدھا کرکے اس نے چمک دار شرارتی آنکھوں سے پوچھا۔ ہاشم نے بالکونی کے پار دیکھا جہاں رات اُتر چکی تھی اور نیچے انیکسی کی بتیاں جل رہی تھیں۔ ایک گاڑی واپس جارہی تھی۔ سعدی کی کار اور برآمدے میں سفید کرتے میں کھڑا فارس گاڑی کو جاتے دیکھ رہا تھا' ہاشم مسکرایا۔

"ہماری فیملی میں ایک ناخوش گوار اضافہ' صبح ملاقات کریں گے ان سے بھی۔" وہ بھی محظوظ سا ہوکر خود سے بولا اور سونیا کو اٹھائے اسٹڈی ٹیبل کی طرف آیا' جہاں لیپ ٹاپ کھلا تھا اور چند فائلز اس کی منتظر تھیں۔

"بابا! اب کام کریں گے اور سونی اب سونے جائے گی' ٹھیک۔" وہ کرسی دھکیل کر بیٹھتے ہوئے اسے کہہ رہا تھا جب موبائل بج اٹھا۔ نمبر دیکھ کر ہاشم نے بے چینی سے اسے اٹھایا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ درست تھے۔ سعدی فرشتہ نہیں ہے، مجھے کچھ ملا ہے۔" دوسری طرف خاور بولتا جارہا تھا اور ہاشم مسکرا کر سنتا گیا۔ پورے جسم و جاں میں گویا سکون سا پھیل گیا۔

"زبردست خاور! تم نے ایک دفعہ پھر ثابت کردیا کہ تم میرے لیے کتنے اہم ہو۔ کل ہم ایک ساتھ اس لڑکے کو کنفرنٹ (مقابلہ) کریں گے۔" مسکرا کر اس نے موبائل رکھ دیا۔

دیوار کے پار نوشیرواں اپنے کمرے میں ڈریسنگ روم کے سامنے کھڑا تھا۔ وارڈروب کھلا تھا۔ ٹائی ریکس، کف لنکس، کوٹ، شرٹس، اس نے آہستہ آہستہ ہر ریک سے ایک ایک چیز چننی شروع کی۔ ٹام فورڈ کا سوٹ، ہیری روزن کی شرٹ، Zegna کی ٹائی۔ لباس کا چناؤ کرکے اسے سامنے لٹکایا۔ پھر اسی خاموشی سے ایک الماری کا پٹ کھولا۔ اندر سیف نصب تھا۔ اس نے کوڈ دبایا تو ننھا دروازہ باہر کو کھلا۔ شیرو نے ہاتھ اندر ڈال کر نکالا تو اس میں ایک Glock کی سیاہ چمکتی پستول (گن) تھی۔ G-41 برانڈڈ تازہ ماڈل۔ اس نے گولیاں نکالیں اور انہیں میگزین میں بھرنے لگا۔

"ایک... دو..." (تم نے وہ کچرے کے ڈبے دیکھے ہیں جن پہ یوزی لکھا ہوتا ہے؟)

"پانچ... چھ..." (ہاں نوشیرواں میرے بہن بھائی نے تمہارے جیسی چیزیں کم ہی دیکھی ہیں۔)

"دس... گیارہ..." (تمیز سے بات کرو میری بہن سے، چلو ہنس یہاں سے۔)

بارہ اور یہ ہوئے مکمل تیرہ۔ بھرا ہوا پستول اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ اس بھاری لوہے کے ہاتھ میں آجاتے ہی جسم میں گویا کرنٹ سا دوڑنے لگا۔ گردن مزید اکڑ گئی۔ لبوں پہ تنفر بھری مسکراہٹ آگئی۔

"نہیں ہاشم بھائی... آپ سعدی یوسف کو نہیں سنبھال سکتے۔" پستول پہ نظریں جمائے وہ بڑبڑایا۔ "یہ وہ مسئلہ ہے جسے میں خود سنبھال لوں گا۔ کل کا دن اس کا اس دنیا میں آخری دن ہوگا۔ بس بہت ہوگیا۔"

ایک مضبوط عزم کے ساتھ اس نے گل کے لباس کے اندر پستول رکھا اور پھر بستر کی طرف چلا گیا۔

☆ ☆ ☆

یہ قرب کیا ہے کہ تو سامنے ہے اور ہمیں شمار ابھی سے جدائی کی ساعتیں کرنی

جس وقت ہاشم اور نوشیرواں اپنے اپنے ارادوں پر نظر ثانی میں مصروف تھے، انیکسی کے باہر سے سعدی کی کار گیٹ کی جانب بڑھ رہی تھی۔ فارس برآمدے میں کھڑا الوداعی انداز میں ان کو جاتے دیکھتا رہا۔ اندر گھر میں سناٹا تھا۔ اس کا گھر، زمر کا سلطان، ہر شے ترتیب دے کر، سارے کام ختم کرکے، ندرت جو رخصتی کے ساتھ ہی ادھر آگئی تھیں۔ اب اس گاڑی میں بیٹھی واپس جاچکی تھیں اور پیچھے گھر بالکل خاموش اور ویران سا ہوگیا تھا۔ لاؤنج میں کھڑے فارس نے گردن اٹھا کر اوپر جاتے لکڑی کے گول زینے کو دیکھا جس کے اختتام پہ دو بیڈ روم تھے۔ ایک وہ جو کبھی فارس اور زرتاشہ کا ہوا کرتا تھا اور دوسرا وہ جس میں اس وقت وہ بیٹھی تھی۔

وہ گہری سانس لے کر قدم قدم زینے چڑھنے لگا۔ لکڑی پیر کے نیچے ہلکی سی چیخی۔ خاموشی میں ارتعاش پیدا ہوا۔ وہ اوپر آیا۔ "اس" کے کمرے کا دروازہ کھلا تھا۔ اندر زرد روشنیاں جلی تھیں۔ سنگھار میز، اور دوسری دو میزوں پہ پھولوں کے تین بوکے رکھے تھے۔ وہ بھی سعدی نے رکھے تھے۔ اس کے علاوہ کوئی شے ایسی نہ تھی جو سجاوٹ کہلائی جاسکتی تھی۔

چوکھٹ میں کھڑے ہوکر اس نے دیکھا۔

بیڈ خالی تھا۔ نگاہیں آگے پھسلیں۔ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے اسٹول پہ بیٹھی تھی۔ فارس کی طرف پشت تھی۔ مگر آئینے میں اس کا عکس دکھائی دیتا تھا اور چوکھٹ میں کھڑا فارس بھی نظر آتا تھا۔ وہ مصروف سی، بندے اتار رہی تھی۔ کامدار دوپٹا سر پہ تھا اور آنکھوں کا کاجل اب بھی تازہ تھا۔

"سب جاچکے ہیں۔" وہ وہیں کھڑے کھڑے، ہلکے

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مگر سپاٹ انداز میں بولا۔ "آپ کا سامان میں نے ادھر رکھوادیا تھا۔ کچن نیچے ہے اور اس میں تقریباً" سب کچھ موجود ہے۔ آپ کی ڈریسنگ ٹیبل پہ اس گھر کی ڈپلی کیٹ چابیاں پڑی ہیں آپ کے لیے سوائے۔" وہ رکا۔ "نیچے بیسمنٹ کے۔ اس کے لاک کی چابی میرے پاس ہوگی۔ اس میں میری بیوی کی بہت سی چیزیں ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ ان کو کسی بھی طرح کا کوئی نقصان پہنچے۔ باقی پورا گھر آپ کا ہے' جو چاہے کریں۔"

وہ آئینے میں خود کو دیکھتے دوسرا بندہ اتار رہی تھی۔ جب وہ خاموش ہوا تو اس کی طرف دیکھے بغیر بولی۔

"میں نے کچھ بھی نہیں پوچھا۔ آپ اپنے الفاظ ضائع نہ کریں۔" بندہ اتار کر چہرہ جھکائے اسے جیولری باکس میں رکھا۔

فارس چند لمحے لب بھینچے خاموش کھڑا رہا' پھر جانے کو مڑا اور جیسے نہ چاہتے ہوئے پوچھا۔ "کیا آپ کو کوئی چیز چاہیے؟"

زمر نے چہرہ سیدھا کیا اور ٹیکا اتارنے لگی۔

"صرف یہ ہی کہ میرے سامنے کم سے کم آیا کریں۔ مجھے بہت کچھ یاد آنے لگتا ہے۔"

فارس کی آنکھوں میں ناگواری ابھری جو اس نے بمشکل ضبط کی۔ "ایسے بات مت کیجیے جیسا آپ مجھے جانتی ہیں۔"

ٹیکہ اتارتے اس کے ہاتھ رکے' وہ اسٹول سے اٹھی' اس کی جانب گھومی' آنکھوں میں چبھن لیے اسے دیکھا۔ "میں جتنا آپ کو جانتی ہوں' اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں ہے۔"

"اور پھر بھی آپ نے مجھ سے شادی کرلی؟"

"آپ کو پتا ہے' میں نے آپ سے کیوں شادی کی ہے۔" وہ بھی اتنی ہی بے زاری سے کہہ کر گھوم گئی اور آئینے میں دیکھتی ٹیکہ اتارنے لگی۔

"مجھے نہیں معلوم تھا' آپ اتنی ظالم ہیں۔" چوکھٹ میں کھڑے' سینے پہ بازو لپیٹے' وہ اسے دیکھتے ہوئے آہستہ سے بولا تھا تو زمر نے پن نکالتے ہوئے اس کے عکس کو تیز نظروں سے گھورا۔

"آپ اس سب کے حق دار ہیں۔ یہ مت سمجھیے کہ جیل سے نکلنے کے بعد آپ کی سزا ختم ہوگئی ہے۔"

"اچھا!" اس نے ابرو اٹھا کر اسے دیکھا۔ "ویسے کیا کریں گی آپ میرے ساتھ' مجھے بھی تو بتایئے۔" دیوار سے ٹیک لگائے' وہ اس کو مسلسل دیکھ رہا تھا۔

"میرا اور اپنا وقت ضائع مت کیجیے اور جایئے یہاں سے۔ اگر آپ کچھ دیر مزید یہاں ٹھہرے تو خدا کی قسم میں۔۔۔" دبے دبے غصے سے اس نے ایک نظر فارس پہ ڈالی اور دوسری پھلوں کی ٹوکری میں رکھی چھری پہ۔

"کچھ کر بیٹھوں گی۔"

فارس نے چونک کر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا اور پھر اس کے اندر کچھ ٹوٹا تھا' آنکھوں میں افسوس در آیا۔

"گڈ نائٹ!" کہہ کر وہ ایک قدم پیچھے ہٹا' نظریں ابھی تک اس پہ تھیں۔ وہ ان الفاظ پہ تیزی سے چوکھٹ تک آئی۔ دروازے کا ہینڈل پکڑا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے "گڈ نائٹ فارس" کہہ کر دروازہ زور سے بند کیا۔ لاک کے دو کلک ہوئے اور اندر سے مقفل ہوگیا۔ فارس نے گہری سرد سانس خارج کی' ہلکے سے سر جھٹکا اور مڑ گیا۔

اپنے کمرے میں آیا تو وہاں مرکزی دیوار پہ آج بھی زرتاشہ اور اس کی تصویر آویزاں تھی۔ وہ سیاہ ساڑھی میں ملبوس تھی اور مسکرا رہی تھی۔

اس کی آنکھوں کے سامنے تمام مناظر لہرائے جب وہ زرتاشہ سے اکھڑے لہجے میں یا غصے سے بات کر جاتا تھا اور ایک یہ عورت تھی۔ اس نے دیوار کو دیکھا جس کے پار وہ پھولوں سے مہکتا کمرہ تھا جس کو کچہری میں لوگ روز منوں کے حساب سے گالیاں دیتے تھے' مگر ایک یہ ہی عورت تھی جس پہ اسے غصہ نہیں آتا تھا۔

"آپ اس دن کیا کریں گی میڈم پراسیکیوٹر' جس دن آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ فارس غازی سچا تھا؟" تصویر کو دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا تھا۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باہر رات اسی طرح بھیگ رہی تھی۔ دوسرے کمرے میں موجود زمر اب لباس تبدیل کرکے اس اجنبی بیڈ پہ آبیٹھی تھی۔ زمر کا فرنیچر' زمر کا نیا بیڈ کور' مگر پھر بھی ہر شے پرائی لگ رہی تھی۔ کچھ دیر پہلے فارس کے سامنے کا بے تاثر چہرہ اب تکلیف کے احساس میں لپٹا تھا۔ وہ اداسی سے بیڈ کور پہ ہاتھ پھیر رہی تھی۔

"کیا بگاڑا تھا میں نے فارس کا جو اس نے میرے سایہ کیا؟" نہ چاہتے ہوئے بھی لبوں سے پھسلا۔ مگر اداسی الفاظ تک ہی محدود رہی۔ نہ دل بھر آیا' نہ آنکھ بھیگی۔ وہ زمر تھی' وہ رلا سکتی تھی' مگر وہ روتی نہیں تھی۔

رات مزید گہری ہوتی چلی گئی اور اب چند گھنٹے بعد اس نے ایک ایسے دن کو جنم دینا تھا جو ان دو خاندانوں میں سے کسی کو بھی بھولنے والا نہیں تھا۔

☼ ☼ ☼

یہ لوگ کیسے' مگر دشمنی نبھاتے ہیں
ہمیں تو راس نہ آئیں محبتیں کرنی

صبح پورے اسلام آباد پہ طلوع ہوئی تو اس میں باسی گلاب کی پتیوں اور کافور کی خوشبو پھیلی تھی۔ دور جنگلوں میں جانور یوں نوحہ بلند کررہے تھے جیسے رات کی تاریکی میں کوئی غارت گر کسی ننھے بھیڑ کے بچے کو چیر پھاڑ کر چلا گیا ہو۔

قصر کاردار کے سبزہ زار پہ واقع انیکسی کے اندر بھی صبح کی روشنی پھیلی تھی۔ فارس اوپن کچن کی گول میز کے گرد بیٹھا مگ سے چائے کے گھونٹ بھر رہا تھا' جب لکڑی کے زینے پہ باریک ہیل کی آواز نیچے آتی سنائی دی وہ نہ رکا' نہ مڑا' سامنے فریج کے چمکتے دروازے میں عکس دکھائی دے گیا تھا۔

وہ سیاہ منی کوٹ پہنے' بیگ اور فائلز اٹھائے زینہ اتر رہی تھی۔ گھنگریالے بال سمیٹ کر چہرے کے بائیں طرف ڈال رکھے تھے اور موبائل پہ کوئی پیغام ٹائپ کرتے ہوئے نگاہیں جھکی تھیں۔ اسی طرح چلتی آئی اور فریج کے پاس رکی۔ ڈور کھولا' ٹھنڈے پانی کی بوتل نکالی۔

"تو آپ آفس جارہی ہیں؟" نگاہیں اس پہ جمائے' چائے کا گھونٹ بھرتا' وہ آہستہ سے بولا۔ وہ اسٹول پہ بیٹھی اس کی طرف پشت کیے پانی پینے لگی' جواب نہیں دیا۔

"ویسے پراسیکیوٹر صاحبہ!" آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھتے' کوئی غیر محسوس سی مسکراہٹ دبائے' وہ ہلکے انداز میں گویا ہوا۔ "آپ کو یہ خیال نہیں آیا کہ اگر میں آپ کے والد کو جاکر اس شادی کی حقیقت بتادوں تو کیا ہوگا؟"

زمر پانی پی کر کھڑی ہوئی' نل سے گلاس دھویا' واپس رکھا اور اس کی جانب گھومی سنجیدہ' چبھتی ہوئی نگاہوں سے اس کا چہرہ دیکھا۔

"آپ کبھی بھی یہ نہیں کریں گے۔"

"اچھا؟" فارس نے ابرو اٹھایا۔ "آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں یوسف صاحب کے سامنے جاکر یہ بات ان سے نہیں کہوں گا؟"

زمر کے لبوں پہ ہلکی سی تلخ مسکراہٹ آئی۔

"کیونکہ سامنے سے کچھ کرنے کے لیے جو گٹس چاہیے ہوتے ہیں' وہ آپ میں نہیں ہیں۔ آپ صرف پیچھے سے وار کرنے والوں میں سے ہیں۔" وہ ٹھنڈے انداز میں اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی تھی۔

فارس کی دبی ہوئی مسکراہٹ بھی غائب ہوئی' ابرو اکٹھے ہوئے' آنکھوں میں سختی در آئی' مگ کے ہینڈل کو زور سے مٹھی میں بھینچا گویا ضبط کیا ہو۔

"کیوں؟ غصہ آرہا ہے؟ مجھے بھی آیا تھا' مگر اب نہیں آتا۔" ایک کاٹ دار نظر اس پہ ڈال کر وہ اپنی فائلیں سمیٹتی دروازے کی جانب بڑھ گئی۔ پھر رکی اور مڑ کر اسے دیکھا۔

"مجھ سے مخاطب ہونے کی کم سے کم کوشش کیا کیجیے اور ہاں آئندہ اس کانٹریکٹ کو شادی مت کہیے گا آپ۔" سلگتی نظروں سے اسے سر سے پیر تک دیکھا۔

"آپ میرے شوہر نہیں ہیں۔ صرف میرے باپ کے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

مقروض ہیں اور اپنا قرضہ اتار رہے ہیں۔"

فارس نے چہرہ موڑ لیا اور مگ سے گھونٹ بھرنے لگا۔ وہ راہ داری عبور کر کے دروازہ تک آئی ہی تھی کہ وہ بجا۔ زمر نے اسے کھولا۔ وہ بھی بے اختیار اس طرف دیکھنے لگا۔ وہ سامنے سے ہٹی تو باہر کھڑا شخص نظر آیا اور اسے دیکھتے ہی فارس نے بے زاری سے منہ پھیر لیا۔

"گڈ مارننگ 'مسز غازی!" پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے 'ہاشم نے مسکرا کر کہا تو زمر گہری سانس بھر کر رہ گئی۔ وہ آفس کے لیے تیار لگ رہا تھا۔ وجیہہ اور ہشاش بشاش 'چوکھٹ پہ کھڑا تھا اور پرفیوم کی خوشبو انیکسی کے اندر تک پھیل گئی تھی۔

"مارننگ 'کاردار صاحب۔" وہ جبرا" مسکرائی۔

"بہت خوشی ہوئی آپ کو اس۔" ہاشم نے نگاہیں آگے پیچھے دوڑائیں۔ "گھر میں دیکھ کر۔ آرام سے ہیں آپ؟"

"مجھے بھی بہت خوشی ہوئی آپ کو اپنے ہمسائے میں دیکھ کر۔ امید ہے ملاقات ہوتی رہے گی۔ اب اگر آپ مجھے اجازت دیں تو۔" کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھی۔ "میری آج پیشی ہے اور مجھے دیر ہو رہی ہے۔"

"پہلے میری بات سن لیجیے۔" وہ مسکراتے ہوئے بولا۔ "آج رات آپ لوگ ڈنر ہمارے ساتھ کریں گے۔ تم نے سن لیا' فارس؟" ساتھ ہی بلند آواز میں پکارا۔

میز پہ موجود فارس نے اکتا کر سر جھٹکا۔ "میں مصروف ہوں۔"

مگر ہاشم نے توجہ نہیں دی۔ "مجھے منفی جواب کی عادت نہیں ہے۔ ہم ڈنر پہ آپ کا انتظار کریں گے۔ ٹھیک آٹھ بجے۔" اپنی کلائی کی گھڑی کے ڈائل پہ انگلی سے دستک دے کر دکھایا۔ زمر نے گہری سانس لے کر سر کو خم دیا۔ "شیور۔ ہم آئیں گے۔" وہ اسی مسکراہٹ کے ساتھ پلٹ گیا۔ اس کے نکلنے کے چند لمحے بعد زمر' پیچھے دیکھے بنا' باہر نکلی۔ ہاشم کی کار دور جا رہی تھی۔

وہ انیکسی کے برآمدے کے زینے اترتی سبزہ زار پہ آئی۔ وہاں فارس اور اس کی گاڑیاں کھڑی تھیں۔ اپنی گاڑی کا لاک کھولتے' زمر نے گردن اٹھا کر ادھر ادھر سرسری سا دیکھا۔ سامنے قصر کاردار کی عقبی بالکونیاں دکھائی دیتی تھیں۔ ایک بالکونی ہاشم کے کمرے کی تھی' اسے اندازہ تھا۔ چابی گھماتے ہوئے اس کی نگاہیں دوسری بالکونی تک گئیں' جس کے شیشے کے دروازے کے پیچھے کمرے میں کوئی کھڑا نظر آ رہا تھا۔ زمر نے آنکھیں سکیڑ کر دیکھا۔ وہ نوشیرواں تھا۔ اس کے ہاتھ میں سگریٹ تھا' جو لبوں سے لگائے ہوئے تھا۔ اس نے بھی زمر کو دیکھ لیا تھا' فوراً" اسے سگریٹ والا ہاتھ پیچھے کرتا مڑ گیا۔ زمر سر جھٹک کر کار میں بیٹھ گئی۔

☆ ☆ ☆

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں!

وہ صبح کافور کی مہک لیے' چھوٹے باغیچے والے گھر پہ بھی وہی پُرجلال سی طلوع ہوئی تھی۔ ندرت کچن میں گھسیں' ناشتہ بنا رہی تھیں۔ سعدی کے کمرے کا دروازہ بند تھا۔ غالبا" وہ تیار ہو رہا تھا۔ راہداری میں آگے جاؤ تو حنین اپنے کمرے کے بیڈ پر ٹیک لگائے بیٹھی نظر آ رہی تھی۔ ہاتھ میں سفید جلد والی کتاب تھی جو کل رات زمر کے سامان میں دیکھ کر وہ اس سے پوچھ کر لے آئی تھی۔ زمر نے نہ وہ پڑھی تھی' نہ پڑھنی تھی۔ اب اس کے صفحوں کے کنارے ناخن سے رگڑتی' وہ سوچے جا رہی تھی۔

"شکر ہے' کل نکاح پہ ہاشم بھائی نہیں تھے' ان کو دیکھتے ہی امتحانی مرکز والا واقعہ یاد آ جاتا اور بھائی کے سامنے اپنا آپ مجرم لگنے لگتا۔" وہ مدھم آواز میں بڑبڑائی تھی۔ پھر ابرو تفکر سے بھینچے۔ "مگر بھائی کو بتاؤں یا نہیں؟" الجھتے ہوئے اس نے سر جھٹکا۔ پھر نگاہیں کتاب تک گئیں تو تمام خیالوں کو ذہن سے ہٹاتے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے کھول لیا۔
دروازہ سامنے تھا جو اسے صدیوں پہلے کے زرد زمانوں میں لے جایا کرتا تھا۔
اس نے اسے دھکیلا۔ اونچے پٹ وا ہوئے۔ دوسری جانب چاند کی ٹھنڈی میٹھی روشنی میں ڈوبی رات تھی۔ ایک کھلا میدان اور سامنے۔
حنین نے گردن اٹھا کر دیکھا۔ ایک بلند، مضبوط قلعہ جس کے آگے پہرے دار چکر کاٹ رہے تھے۔
اس سارے سیاہ سفید منظرنامے میں وہ ماتھے پہ کٹے بالوں اور ہیئر بینڈ والی لڑکی گلابی قمیص اور سفید ٹراؤزر میں ملبوس، فریش سی نظر آتی تھی۔ مگر صدیوں پہلے کے لوگ اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے۔ وہ آہنی گیٹ عبور کر کے کھلے صحن میں آئی۔ اسے پار کیا تو آگے برآمدہ تھا۔ وہ اندر چلتی آئی۔ اندھیرا بڑھ گیا۔ مگر جیسے جیسے وہ قدم آگے بڑھاتی گئی، راہداری کی دیوار پہ قطار میں نصب مشعل دان جلتے گئے۔ جیسے کوئی قدیم زمانوں کا جادو۔
اندھیرا قدرے کم ہوا۔ وہ ایک کوٹھڑی کے سامنے جا رکی۔ اس کے دروازے پہ زنجیروں میں لپٹے تالے مشعل دان کے پھڑپھڑاتے زرد شعلوں میں دکھائی دیتے تھے۔ دیوار پہ ایک ابھری ہوئی چوکی تھی۔ حنین دیوار کو پکڑے، اس چوکی پہ کھڑی ہوئی تو چہرہ ایک سلاخ دار کھڑکی کے برابر آیا۔ بے چین نگاہوں سے، سلاخیں پکڑے، اس نے اندر جھانکا اور پھر گہری سانس بھری۔
اس کے شیخ (استاد) سفید، خستہ حال لباس میں الجھے بال اور داڑھی کے ساتھ، چہرے اور ہاتھوں پہ زخموں کے نشان لیے، دیوار سے لگے کھڑے تھے۔ کھڑکی سے چند ہاتھ دائیں طرف۔
"اے شیخ۔ میں اتنے برسوں بعد آئی ہوں، اور آپ کو اس قید خانے میں بند دیکھتی ہوں۔ ایسا کیا کر دیا آپ نے؟ آپ کا خلیفہ تو مسلمان ہے نا؟" افسوس سے سر ہلاتے اس نے سوال کیا۔
اندر دیوار سے لگے کھڑے شیخ معلم نے تکان مگر سکون سے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔
"شد الرحیل ابی قبر الخلیل" (سواری کا باندھنا محبوب کی قبر تک جانے کے لیے)
"انہوں نے یہ کہا تو آپ نے کیا؟" اس نے تعجب سے پوچھا۔
"بدعت، بدعت!"
"اف!" حنین نے گہرے تاسف سے انہیں دیکھا۔ "ہم سب کو معلوم ہے کہ ٹھیک ہے، بالکل ٹھیک ہے۔ مگر شد الرحیل الی قبر الخلیل کا انکار آپ کو زنداں میں لے آیا، اے شیخ۔" ملامتی نظروں سے وہ انہیں دیکھ رہی تھی۔ "مطلب کیا ضرورت تھی اتنا کھلم کھلا اسٹینڈ لینے کی۔ اور ہاں، فائدہ کیا ہوا اس اسٹینڈ کا؟ اب تو قبر کی نیت اور مسجد کی نیت کا آسمان جتنا فرق کسی کی سمجھ میں نہیں آتا۔ مجھے بھی بھائی نے ایک زمانے میں بتایا تھا، اب تو بھول بھال گیا۔"
شیخ خاموشی سے کھڑے اپنے ہاتھوں کو دیکھے گئے۔ وہ سیاہ ہو رہے تھے۔ حنین نے چہرہ مزید آگے کر کے اندر جھانکا۔
"آپ کی کتابیں، قلم۔ کیا سب چھین لئے انہوں نے؟ اف۔" کراہ کر اس نے آنکھیں میچیں۔ "ٹھیک ہے، بندہ حق بات کہتا ہے ظالم حکمران کے سامنے، مگر اب اتنا بھی کیا کہ اس بات کے پیچھے ساری زندگی برباد کر ڈالو اپنی۔ کتاب تو آپ کی ادھوری رہ گئی۔ اب لکھیں گے کیسے؟" آنکھیں کھول کر مزید برہمی سے ان کو دیکھا۔ وہ اپنے سیاہ ہاتھوں کو دیکھ رہے تھے۔ حنین ایک دم چونکی۔ فرش پہ چند کوئلے رکھے تھے اور۔ اس کی نظریں اوپر اٹھتی چلی گئیں۔ دیواروں پہ جا بجا کوئلے سے عبارتیں لکھی تھیں۔ آیات، احادیث، قرآن کی نشانیوں میں غور و فکر کرنے کے بعد کے نکات۔ دیواریں بھری پڑی تھیں۔
"جب تک اللہ نہ چھینے، کوئی نہیں چھین سکتا۔" اس کو بالکل ساکت، متعجب پا کر وہ بولے تھے۔ حنین چپ سی ہو گئی۔ تنے اعصاب قدرے ڈھیلے پڑے۔ چہرے پہ نرمی آئی۔
"اور جب زندگی سب کچھ چھیننے پہ آجائے تو کیا کرنا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

چاہیے؟" شاید پہلی دفعہ اس نے کوئی سوال پوچھا تھا۔
"دعا۔" وہ ہلکا سا بولے۔
"دعا کیا کرتی ہے؟" سلاخوں سے سر ٹکا کر وہ ان کو دیکھتے کہیں اور گم تھی۔
"آنے والی مصیبت کو روکتی ہے۔ اور جو مصیبت اُتر چکی' اس کو ہلکا کرتی ہے۔ یہ مومن کا ہتھیار ہے' دین کا ستون ہے' آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔"
ان کی آواز قید خانے کی اونچی دیواروں سے ٹکرا کر ارتعاش پیدا کر رہی تھی۔
حنین گم صم کھڑی رہی۔ ہاتھ سلاخوں پہ جمے رہے۔ پھر ماتھے پہ بل آئے۔ اکیسویں صدی کے دماغ نے بحث کے لیے نکتے ڈھونڈے۔
"آپ کی مصیبتیں ٹلتی ہوں گی دعاؤں سے۔ ہماری تو نہیں دور ہوتیں۔"
"دعا مصیبت سے کمزور ہے تو مصیبت حاوی ہو جائے گی۔ دعا مضبوط ہے تو دعا حاوی ہو گی۔"
"اور اگر دونوں ہی ایک جتنی مضبوط ہوں تب؟" وہ ترنت بولی۔
"تو دعا قیامت تک اس مصیبت سے لڑتی رہے گی۔"
"یعنی۔" وہ چونکی۔ "اگر دعا چھوڑ دی' یا شدت کم کر دی تو مصیبت حاوی آجائے گی؟"
شیخ معلم نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حنین کے لب 'وہ' میں سکڑے۔ ابرو اکٹھے کر کے سوچنے والے انداز میں وہ ان کو دیکھے گئی۔
"اور کیا کرتی ہے دعا؟"
"دعا قضا و قدر کو رد کر سکتی ہے' ویسے ہی جیسے نیکی عمر بڑھاتی ہے اور گناہ رزق سے محروم کرتے ہیں۔"
"مگر۔" اس کی آنکھوں میں غیر آرام دہ سی الجھن اُبھری۔ ایڑیاں اٹھا کر وہ مزید اونچی ہوئی۔ "میری تو دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔"
قدیم قید خانے کی کوئلے سے سجی دیوار سے ٹیک لگائے بزرگ نے سر جھکائے' مسکرا کر نفی میں گردن ہلائی۔
"ہر شخص کی دعا قبول ہوتی ہے' اگر وہ جلد بازی نہ کرے تو۔"
"جلد بازی مطلب؟"
"مطلب یہ ہے کہ تم کہنے لگو کہ میں نے دعا کی اور بہت دعا کی' مگر میری دعا قبول ہوتی نہیں نظر آرہی۔ یہ کہنے کے بعد تم لوگ مایوس ہو کر دعا کرنا چھوڑ دیتے ہو۔"
وہ ایک ہاتھ کے ناخن دانتوں سے کترتی' سنتی جا رہی تھی۔ آخر میں بے اختیار انگلیاں لبوں سے نکالیں۔ "یعنی کہ جب یہ کہا تو دعا قبول نہیں ہو گی' لیکن اگر یہ نہ کہوں تب ہو جائے گی؟"
انہوں نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پیچھے ہوا کے جھونکے سے مشعل دان کا شعلہ پھڑپھڑایا۔ رات کی پُراسراریت میں اضافہ ہوا۔
"اچھا مگر۔" اس کو پھر سے بے چینی ہوئی۔ "کچھ لوگوں کی دعا بہت جلدی قبول ہو جاتی ہے۔ کیا اس لیے کہ وہ بہت نیک ہوتے ہیں؟"
"یہ بھی ہوتا ہے' مگر۔" وہ لحظہ بھر کو رکے۔ حنین نے ان کی آواز سننے کو کان سلاخوں کے مزید قریب کیا۔ "مگر قبولیت دعا کا اصل راز دعا مانگنے والے کا طریقہ ہوتا ہے۔ وہ کیسے مانگتا ہے' اور کتنی شدت سے مانگتا ہے۔"
"اور اس کے بعد دعائیں قبول ہو جاتی ہیں؟"
"ہاں' سب کی سب دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔"
انہوں نے اثبات میں سر ہلایا۔ حنین نے گہری سانس کھینچ کر پیشانی سلاخوں پر ٹکا دی۔ آنکھیں موند لیں۔
"میں دعا مانگتی ہوں کہ بھائی مجھے' وہ امتحانی مرکز والا قصہ سننے کے بعد' معاف کر دے' اور مجھ سے ناراض نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ سب کچھ ایک دم سے بالکل ٹھیک ہو جائے؟" اس نے کتاب سے سر اٹھایا تو صفحے کھلے پڑے تھے۔ قدیم زمانوں کی مشعلیں وقت کے بانیوں نے بجھا دی تھیں اور وہ اپنے کمرے میں بیڈ پہ بیٹھی تھی۔ کتاب بند کر کے اس نے دوپٹہ چہرے کے گرد لپیٹا اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھا دیے۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

باہر راہداری میں سعدی کے کمرے کا دروازہ کھلا۔ وہ باہر نکلا تو سیاہ سوٹ میں ملبوس تھا۔ گرے شرٹ پہ سفید سیاہ ترچھی دھاریوں کی ٹائی بندھی تھی۔ بال اس نے فجر کے بعد جاکر کٹوالیے تھے۔ اب سامنے سے جیل لگا کر پیچھے کیے تو سیدھے لگتے۔ اگر مڑتا تو پیچھے سے گھنگریالے نظر آتے۔

ندرت چائے لے راہداری میں آئیں تو وہ گول میز کے سرے پہ کرسی کھینچ رہا تھا۔

"آفس کے لیے دیر نہیں ہو رہی تمہیں؟" حیرت سے پوچھتے انہوں نے مگ اسے تھمایا۔

"نہیں، آفس نہیں جارہا۔ کسی اور کام سے جارہا ہوں۔" وہ بنا عجلت کے آرام سے چائے کے گھونٹ بھرنے لگا۔ ندرت نے آنکھیں سکیڑ کر اس کے سوٹ کو دیکھا۔

"یہ اپنا سب سے اچھا سوٹ تو تم آفس بھی نہیں پہن کر جاتے۔ آج کیا خاص ہے؟"

سعدی نے کپ ہٹا کر سنجیدگی سے انہیں دیکھا۔

"میں نابھا گ کر شادی کرنے جارہا ہوں۔"

انہوں نے دھپ سے اس کے کندھے پہ تھپڑ لگایا، اور مصنوعی خفگی سے بڑبڑاتی پلٹ گئیں۔

وہ ناشتہ کر کے اٹھا اور ابھی راہدری کے سرے تک آیا ہی تھا کہ حنین کمرے سے باہر نکلی، وہ چہرے کے گرد دوپٹہ لپیٹے، مضطرب اور بے چین لگ رہی تھی۔

"تمہاری فجر کی اذان اس وقت ہوتی ہے؟"

"نہیں وہ۔" اس نے غور نہیں کیا۔ "کیا ہم تھوڑی دیر بات کرسکتے ہیں؟"

سعدی نے غور سے اسے دیکھا جو انگوٹھے سے درمیانی انگلی کا ناخن کھرچتے ہوئے بول رہی تھی۔

"تم کافی دن سے کہہ رہی ہو کہ تمہیں بات کرنی ہے، پھر رک جاتی ہو۔"

حنین کا گلا خشک ہونے لگا۔ کچھ کہنے کے لیے لب کھولے، پھر بند کرلیے۔

"نہیں، آپ جائیں، اتنی خاص بات نہیں ہے۔ پھر کبھی سہی۔" ارادہ بدل دیا۔

"شیور؟" سعد نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ حنین نے اثبات میں سر ہلادیا۔

وہ مسکرایا اور خدا حافظ کہتا پلٹ گیا۔ دروازہ بند ہوا تو وہ وہیں بے چین سی کھڑی سوچتی رہ گئی۔

☼ ☼ ☼

جہنم کہ جنت، جو بھی ہوگا، فیصلہ ہوگا
یہ کیا کم ہے کہ ہمارا اور اس کا سامنا ہوگا!

وہ عمارت سڑک کنارے پوری آب و تاب سے کھڑی تھی۔ بالائی منزل کے کارنر آفس میں خنکی پھیلی تھی۔ چوڑی میز کے پیچھے پاور سیٹ پہ ہاشم ٹیک لگائے بیٹھا، مسکراتے ہوئے کاغذات پلٹتا جارہا تھا۔ پھر سر اٹھا کر سامنے کھڑے خاور کو دیکھا۔

"یہ بہت زبردست کام ہے خاور!" ستائش سے فولڈر میز پہ ڈالتے، اس نے پیچھے کو ٹیک لگائی۔ کھڑکی کے پاس سینے پہ بازو لپیٹے کھڑی جواہرات نے ناپسندیدگی سے اسے دیکھا۔

"اس کے خلاف ذرا سا کچرا کافی ہے کیا؟ وہ معلوم نہیں ہمارے خلاف کتنی فائلز اور ثبوت لے کر آئے گا۔"

"میم! یقیناً" اس نے بھی اب تک بہت کچھ نکال لیا ہوگا، مگر ہم اس کے ہر وار کا توڑ کرنا جانتے ہیں۔"

وہ ناک چڑھا کر واپس کھڑکی سے باہر دیکھنے لگی۔ سیاہ لمبے گاؤن اور موتیوں کے آویزوں میں ملبوس، بھورے بال کندھے پہ آگے ڈالے، وہ ناخوش اور مضطرب لگ رہی تھی۔

"آپ کیوں فکر کرتی ہیں ممی؟ ہاشم سنبھال لے گا۔" وہ مطمئن اور پُرسکون تھا۔

اور ہاشم کی میز کے عین سامنے، دیوار سے لگے صوفوں میں سے ایک پہ براجمان نوشیرواں بالکل خاموش تھا۔ اس کی آنکھیں ہلکی گلابی ہو رہی تھیں، اور وہ مسلسل کچھ سوچے جارہا تھا۔

اس عمارت کی بیسمنٹ میں عین اسی وقت سعدی اپنی کار پارک کررہا تھا۔ بیسمنٹ دوپہر کے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

باوجود اندھیری پڑی تھی۔ کار روک کر وہ کچھ دیر خاموشی سے اسٹیئرنگ وہیل پہ ہاتھ رکھے بیٹھا رہا۔ اسے وہ فلیش ڈرائیو یاد آئی جس میں موجود فائلز وہ کھول نہیں سکا تھا۔ اس کے پاس ہاشم کے خلاف کچھ نہ تھا۔ سوائے ایک آخری پتے کے۔ اگر یہ وہ ٹھیک سے کھیل گیا تو۔ تو سب ٹھیک ہو سکتا تھا۔

چند لمحے خاموشی کی نذر ہو گئے۔ پھر اس نے ڈیش بورڈ کھولا اور اپنا قرآن پین نکالا۔ چند بٹن دبائے اور وہیں سے تلاوت لگائی جس سے اس روز چھوڑی تھی۔

سعد الغامدی کی پُرسوز آواز گاڑی کے اندر گونجنے لگی۔ "میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے!" وہ خاموشی سے سننے لگا۔

"اور آپ سکھائے جاتے ہیں قرآن بڑے حکمت والے بہت علم والے کی جانب سے۔"

سعدی کے لبوں پہ اداس مسکراہٹ پھیل گئی۔

"میں ابھی یہی سوچ رہا تھا اللہ تعالیٰ کہ میں قرآن میں کیا تلاش کر رہا ہوں اس وقت جب کہ مجھے اوپر ہاشم بھائی کے آفس میں ہونا چاہیے؟ اور دیکھیں، مجھے جواب مل گیا۔ جب میں قرآن پہ غور کرتا ہوں تو گرہیں کھلنے لگتی ہیں۔ یہ قرآن مجھے اللہ کی طرف سے دیا جا رہا ہے۔ اللہ جو نور ہے اور ساری روشنی اللہ آپ سے ہی ملتی ہے۔ مجھے اب سمجھ میں آیا کہ جوانرجی چاہیے جو کسی بھی موسیٰ کو فرعون کے دربار میں جانے کے لیے چاہیے ہوتی ہے، وہ مجھے صرف قرآن دے سکتا ہے۔"

ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ وہ زیر لب کہہ رہا تھا۔ قاری غامدی اگلی آیت اسی مدھم، خوب صورت آواز میں پڑھ رہے تھے۔ "جب موسیٰ نے اپنے گھر والوں سے کہا کہ۔"

وہ ایک دم چونکا اِدھر اُدھر دیکھا۔ (اوکے اللہ، سیریسلی مجھے بھول گیا تھا کہ آگے موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔ ویسے اللہ تعالیٰ، آپ کو بھی موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرنا کتنا پسند ہے۔ ہر چند آیتوں کے بعد پھر سے فرعون و موسیٰ اور موسیٰ و فرعون۔ مطلب کبھی کبھی میں حیران ہو جاتا ہوں۔ قرآن میں اتنا ذکر کسی کا نہیں جتنا موسیٰ کا! کیوں؟) اس نے بولا نہیں۔ صرف سوچا تھا۔ آیت سماعتوں میں گونج رہی تھی۔

"اور جب موسیٰ نے کہا اپنے گھر والوں سے کہ میں نے دیکھی ہے ایک آگ۔ میں ابھی وہاں سے آپ کے لیے کوئی خبر لاتا ہوں
یا لے کر آتا ہوں کوئی سلگتا ہوا انگارہ
تاکہ آپ اسے سینکیں۔"

ذرا دیر کو وقفہ آیا تو سعدی نے گہرا سانس لیا۔

"آہ موسیٰ علیہ السلام۔" اس نے سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لیں۔ ہلکی آواز میں ساتھ ساتھ بڑبڑاتا رہا۔ "تو اللہ تعالیٰ، آپ نے سورۃ مکمل کی تمہیدی آیات کے بعد، پہلے قصے کا آغاز ہی موسیٰ علیہ السلام کی "فیملی" سے کیا۔ مجھے اسی لیے یہ سورۃ بہت اچھی لگتی ہے، کیونکہ یہ فیملی ویلیوز کی سورۃ ہے۔ دیکھیں نا، موسیٰ علیہ السلام نے جو بات کہی، اس میں "آپ" کا صیغہ استعمال کیا۔ حالانکہ اس وقت ان کے ساتھ صرف ان کی اہلیہ تھیں، بے شک وہ امید سے تھیں، مگر سامنے تو صرف وہی تھیں نا ان کے۔ پھر بھی موسیٰ علیہ السلام نے ان کو آپ کہہ کر پکارا۔ جمع تعظیم کا صیغہ۔ ہمارے انبیاء جو ہمارے رہنما تھے، کتنے مینرز تھے ان میں، کتنے نرم، اور خوب صورت لوگ تھے وہ۔ کوئی حیرت نہیں مجھے کہ آپ اللہ تعالیٰ قرآن میں ہر چند صفحات کے بعد موسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہیں۔ کتنی پرواہ، کتنا خیال تھا ان کے انداز میں اپنے خاندان کے لیے۔ پھر ہم اپنے گھر والوں کے لیے اتنے نرم کیوں نہیں بن سکتے؟"

گاڑی میں خاموشی چھا گئی۔ پھر وہی پُرسوز آواز ابھرنے لگی۔

"پھر جب موسیٰ وہاں (اس آگ کے قریب) آئے۔
تو ان کو آواز آئی کہ
بابرکت ہے وہ جو آگ میں ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اور جو اس کے آس پاس ہے
اور پاک ہے اللہ
جو دونوں جہانوں کا رب ہے۔"
سعدی نے پوز کے بٹن کو دبا کر' بند آنکھوں کے ساتھ چند لمحے لیے ان الفاظ کو اندر جذب کرنے کے لیے۔
"اللہ مجھے نہیں پتا کہ آپ کی آواز سننا کیسا ہو گا' مگر مجھے اتنا پتا ہے کہ جب میں قرآن سنتا ہوں' تو میرے لیے وہی آپ کی آواز ہوتی ہے' اور یہ الفاظ بعض دفعہ میری استطاعت سے زیادہ وزنی بن کر میرے دل پہ اترتے ہیں۔ میرے لیے یہ قرآن اور اس سے جڑی ہر شے بابرکت ہے' کیونکہ یہ قرآن مجھے بتاتا ہے کہ اللہ کون ہے۔" وہ ٹھہرا۔ بند آنکھوں سے تکان بھرے الفاظ ادا کرتے آواز ہلکی ہو گئی۔
"اللہ میرا رب ہے' اور میرے ابو نے مجھے بتایا تھا کہ رب کسے کہتے ہیں۔ وہ جس نے ہمیں بنایا ہے' وہ جس کا ہمارے اوپر سب سے زیادہ حق ہے' اور وہ جو ہمارے لیے سارے فیصلے کرتا ہے' خالق' مالک' مدبر!"
انگوٹھے کو اسی بٹن پہ رکھ کر دیا یا تو آیات کا سلسلہ جڑا۔
"اے موسیٰ'
بے شک وہ میں ہوں اللہ۔
غالب' حکمت والا۔
اور پھینک دو اپنی لاٹھی کو۔
تو جب اس (موسیٰ) نے دیکھا کہ وہ (لاٹھی) حرکت کرتی ہے
گویا کہ ہو کوئی سانپ
تو پیٹھ پھیر کر بھاگا
اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا۔
(تو فرمایا اللہ نے) اے موسیٰ۔ ڈرو نہیں۔
بے شک میرے پاس پیغمبر ڈرا نہیں کرتے۔"
سعدی آنکھیں بند کیے' سیٹ سے سر ٹکائے بیٹھا رہا۔ لبوں کی مسکراہٹ میں اداسیاں گھلتی گئیں۔
"پیغمبر کون ہوتا ہے اللہ؟ وہ جو اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے۔ آپ سارے پیامبروں کے ساتھ ایسے ہی کرتے ہیں نا۔ ان کو اندھیرے میں روشنی کی جھلک دکھاتے ہیں' اور جب اس نور کا پیچھا کرتے وہ اس تک آ پہنچتے ہیں' تو آپ ان کو بتاتے ہیں اللہ کون ہے۔ پھر آپ ان کو کہتے ہیں کہ اپنا عصا سامنے ڈال دو۔ یہاں تو آپ نے عصا کا لفظ استعمال کیا مگر اپنے اسی قرآن میں ایک اور جگہ آپ نے موسیٰ سے یہ فرمایا کہ ڈال دو وہ جو تمہارے دائیں ہاتھ میں ہے۔ تو بات یہ ہے اللہ' کہ سب کے دائیں ہاتھ میں عصا نہیں ہوتا۔ دائیں ہاتھ میں انسان کا ٹیلنٹ ہوتا ہے' کوئی ہنر۔ یا کوئی قیمتی چیز۔ تو اللہ جب آپ کا پیامبر اپنا عصا پھینک دیتا ہے تو اس کا نتیجہ ایک دم سے اتنا خوفناک' اتنا ڈراؤنا اور پُرہیبت ہوتا ہے کہ انسان مڑ کر بھاگے نہ تو کیا کرے؟ فرعون کے ساحر جو بھی گھڑ لائیں' میرے دائیں ہاتھ کی چیز اس کو نگل لے گی' میں جانتا ہوں' اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اللہ کے پاس اس کے پیامبر ڈرا نہیں کرتے' نہ اپنے ماضی سے نہ اپنے مستقبل سے' مگر مجھے فرعونوں کے پاس "ڈرنے" سے ڈر لگتا ہے۔" اس کا دل بوجھل ہو گیا تھا' گویا پھر سے ہلکا ہونے کے لیے۔ پین قرآن آف کر کے ڈیش بورڈ میں رکھا۔ گاڑی بند کی۔ چابی موبائل' والٹ سنبھالتا باہر نکل آیا۔
مطلوبہ فلور پہ جب لفٹ کے دروازے وا ہوئے تو سامنے واک تھرو گیٹ تھا۔ وہ اس سے گزرنے کے بجائے ایک طرف سے نکل کر آگے چلتا آیا۔ کسی نے نہیں روکا۔ جب ہاشم کے آفس کے سامنے آیا تو کام کرتی حلیمہ کے اس طرف سیاہ کوٹ میں ملبوس خاور مستعد کھڑا تھا۔
"کاردار صاحب آپ کے منتظر ہیں۔" سعدی اس بات پہ آگے بڑھنے لگا تو خاور نے ہاتھ راہ میں حائل کر کے اسے روکا۔ سعدی نے گہری سانس لی۔
"میرے پاس کوئی اسلحہ نہیں ہے۔ چاہیں تو تلاشی لے لیں۔" مسکرا کر وہ بولا۔ خاور نے سپاٹ چہرے کے ساتھ اس کے لباس کو تھپتھپایا۔ سیل فون نکال کر

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

حلیمہ کی میز کی ٹوکری میں ڈالا۔ اور پھر مطمئن ہو کر پیچھے ہٹا۔ سعدی نے کوٹ کا بٹن بند کیا۔ اوپری جیب میں لگا سلور پین درست کیا' اور آگے بڑھ گیا۔

☼ ☼ ☼

وہ چاہتا تھا کہ کاسہ خرید لے میرا!
میں اس کے تاج کی قیمت لگا کے لوٹ آیا

اندر آفس میں ایک طرف صوفے پہ نوشیرواں بیٹھا تھا۔ اسے دیکھتے ہی ماتھے پہ بل پڑ گئے۔ سامنے مرکزی میز پر کے پیچھے ہاشم ٹیک لگائے براجمان تھا۔ اسے دیکھ کر مسکرایا۔ جواہرات جواب ہاشم کی کرسی کی پشت پہ کہنی ٹکائے کھڑی تھی' وہ بھی مسکرا رہی تھی۔

"آؤ سعدی!" ہاشم نرمی سے کہتے جگہ سے اٹھا اور ہاتھ بڑھایا۔ سعدی آگے آیا' ہاتھ ملا لیا اور پھر سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھا۔ وہ سنجیدہ نظر آرہا تھا۔

"کیا لو گے؟ چائے؟ سافٹ ڈرنک؟" انٹر کام اٹھائے ہوئے اس نے دوستانہ انداز میں پوچھا۔

"کافی!" وہ بس اتنا بولا۔ ہاشم نے اثبات میں سر ہلایا' اور ریسیور کان سے لگا کر کہا۔ "حلیمہ' دو چائے اندر بھیجو۔" پھر ریسیور رکھ کر ہلکے پھلکے انداز میں اسے ٹوکا۔ "اتنی گرمی میں کافی نہیں پینی چاہیے تمہیں۔"

سعدی گہری سانس بھر کر رہ گیا۔ (اسے ہاشم سے اور کس بات کی توقع تھی؟) اور پھر جیب سے پلاسٹک زپ لاک بیگ میں مقید نیکلیس نکال کر میز پہ رکھا۔

"آپ کی امانت' جو غلطی سے آپ کی ملازمہ نے میری جیب میں ڈال دی تھی۔"

نیکلس میز پہ پڑا رہا۔ کسی نے آنکھ اٹھا کر بھی اسے نہ دیکھا۔ وہ سعدی کو دیکھ رہے تھے۔

"تم کیا کہنا چاہتے تھے سعدی؟" ہاشم نے اسی مسکراہٹ سے اسے دیکھتے بات کا آغاز کیا۔ سعدی نے گردن موڑ کر پیچھے ہاتھ باندھے کھڑے خاور کو دیکھا اور پھر ہاشم کے ساتھ کھڑی جواہرات کو۔

"خاور ہمارا اپنا بندہ ہے' اس کی موجودگی میں بات کرو۔" وہ مسکرا کر بولی۔

"آئی سی!" سعدی نے سر اثبات میں ہلایا البتہ اندر سے کچھ ٹوٹا تھا۔ (تو کیا جواہرات بھی۔۔؟) بہت کچھ سمجھ میں آیا۔ پھر ذرا سا کھنکارا اور ہاشم کی آنکھوں پہ آنکھ ڈال کر بولا۔

"ہم جس دین کے ماننے والے ہیں ہاشم بھائی! اس میں مختلف مسئلوں کے لیے مختلف اسکولز آف تھاٹ ہوتے ہیں۔ قتل کے مسئلے پر بھی دو آرا ہیں۔ (ہاشم اسی طرح مسکرا کر اسے دیکھتا رہا) پہلے مسلک کا کہنا ہے کہ سچے دل سے توبہ کی جائے' یا دیت دی جائے تو قتل معاف ہو جایا کرتا ہے' وہ حدیث میں مروی اس واقعے کو دلیل بناتے ہیں جس میں بنی اسرائیل کے ایک عالم کے پاس ایک ایسا شخص آیا جس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ اس نے قتل کی معافی کا پوچھا اور منفی جواب ملنے پہ اس عالم کو بھی قتل کر دیا۔ ایک اور عالم کے پاس گیا تو معافی کی امید مل گئی۔ بہرحال واقعہ آپ کو معلوم ہوگا۔" وہ سانس لینے کو رکا۔

جواہرات اور ہاشم کی مسکراہٹوں میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ پیچھے بیٹھا نوشیرواں جو یہاں سے سعدی کی پشت دیکھ سکتا تھا' بے حد کڑوا سا منہ بنائے بیٹھا تھا۔ حلیمہ اندر آئی اور چائے رکھ کر باہر چلی گئی تو وہ پھر سے کہنے لگا۔

"دوسرا مسلک کہتا ہے کہ نہیں' قتل کی کوئی معافی نہیں۔ اگر آپ کو قتل کی سزا یعنی سزائے موت دنیا میں نہیں دی گئی تو پھر دیت یا توبہ سے امید تو کی جا سکتی ہے کہ یہ آپ کو معاف کروا دیں گی مگر اصل فیصلہ قیامت کے دن ہوگا جب اللہ' مقتول کے ہاتھ میں قاتل کا سر دے کر کہے گا کہ اپنا بدلہ لے۔ یہ دوسرا مسلک کہتا ہے کہ قرآن میں جب اللہ کسی گناہ کا ذکر کرتا ہے' اور اس کے عذاب کا' تو آخر میں یہ فرما دیتا ہے کہ وہ لوگ عذاب میں رہیں گے' سوائے ان کے جنہوں نے توبہ کی اور اچھے عمل کیے وغیرہ وغیرہ۔ مگر قتل کی آیات کے آخر میں' سخت عذاب کی وعید سنانے کے بعد اللہ نے نہیں کہا' سوائے اس کے اور اس کے۔ نہیں۔ اللہ نے قاتلوں کے لیے وہ ہمیشہ

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

عذاب میں رہیں گے' کہہ کر بات ختم کردی۔ اب بہت سے مسلمان ایک عقیدہ رکھتے ہیں اور بہت سے دوسرا۔ میں بھی اسی دوسرے مسلک سے تعلق رکھتا ہوں جو کہتا ہے کہ قتل کی کوئی معافی نہیں۔ جان لی ہے تو جان دینی پڑے گی۔ کیونکہ ہر انسان اپنے بھائی کی جان کا رکھوالا ہوتا ہے۔ ایک قتل اس سے جڑے تمام انسانوں کا قتل ہوتا ہے۔ ایک قتل۔ صرف ایک بے گناہ مسلمان کا قتل' ہاشم بھائی کعبہ کو ڈھا دینے سے بڑا گناہ ہے۔ اور آپ نے تو میرے خاندان کے دو لوگ مار دیے۔" اس کی آواز بلند ہوئی اور قدرے کپکپائی۔ آنکھوں میں دکھ اور صدمہ اترنے لگا۔

اتنے سال بعد پہلی دفعہ ہاشم کے منہ پہ وہ بول دیا جو ابھی تک دل میں چھپا کر رکھا تھا۔ چند لمحے آفس میں خاموشی چھائی رہی۔ اے سی کی ٹھنڈک' جہنم کی تپش میں بدلنے لگی۔ پھر ہاشم نے اسی نرمی سے اسے دیکھتے پوچھا۔

"اور کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ یہ سب میں نے کیا ہے؟"

"صرف میرے دل کی گواہی۔ اور کچھ نہیں۔"

ہاشم اور خاور نے چونک کر اسے دیکھا۔ (اب وہ کھڑکی کے ساتھ جا کھڑا ہوا تھا جہاں سے وہ سعدی کو سامنے سے دیکھ سکتا تھا)۔ جواہرات ہاشم کرسی پہ ٹکائی کہنی ہٹا کر سیدھی کھڑی ہوئی۔ آنکھوں میں اچنبھا آیا۔

"تمہارے پاس کوئی ثبوت نہیں؟" ہاشم کو حیرت ہوئی۔

"نہیں۔ میں نے آپ کی فائلز چرائی تھیں اس رات پارٹی میں۔ مگر میں انہیں کھول نہیں پایا۔ وہ کرپٹ ہو گئیں۔ وہ میری قابلیت سے اوپر کی چیز تھی۔"

(خاور کی گردن قدرے فخر سے مزید تنی) "میں نے ڈیڑھ سال کوشش کی کہ کوئی ثبوت ڈھونڈ لوں' مگر مجھے اعتراف کرنا پڑ رہا ہے کہ آپ لوگوں نے بہت پکا کام کیا ہے۔" قدرے تکان اور ستائش سے اس نے خاور کو دیکھا۔

"ڈیڑھ سال؟" ہاشم نے سوالیہ ابرو اٹھائی۔

"آپ نے زرتاشہ اور وارث غازی کو قتل کروایا' میں ڈیڑھ سال سے جانتا ہوں۔ آپ کے بھائی کی مہربانی سے۔" عقب میں بیٹھے شیرو کی طرف اشارہ کیا۔ "میں نے ایک رات آپ کے گھر گزاری۔ آپ کا سیف جو آپ کی تاریخ پیدائش سے کھلتا ہے' اس میں وارث ماموں کی بچیوں کی تصویر تھی۔ میں نے اسے ایک نظر دیکھا اور میں جان گیا کہ یہ سب آپ نے کروایا ہے۔"

شیرو کا چہرہ یوں ہو گیا گویا کسی ٹرک نے کچل دیا ہو۔ ہاشم کی مسکراہٹ جاتی رہی۔ اس نے بس ایک سخت ملامتی نظر نوشیرواں پہ ڈالی اور پھر سعدی کی جانب متوجہ ہوا۔

"اور اپنی اس تھیوری کے بارے میں تم نے اور کس کس کو بتایا ہے؟"

"کسی کو بھی نہیں' کیونکہ آپ تو ایک وائٹ کالر کرمنل ہیں' کوئی کیسے یقین کرے گا کہ آپ یہ سب کروا سکتے ہیں۔"

ہاشم ٹیک چھوڑ کر آگے کو ہو بیٹھا۔ سوچتے' الجھتے انداز میں اسے دیکھا۔ "اور تمہارے پاس یہ ثابت کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں ہے؟"

"نہیں' مگر مجھے کسی ثبوت کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ میں یہاں آپ کو پولیس کے حوالے کرنے نہیں آیا۔ میں آپ کو اپنے خاندان کے حوالے کرنے آیا ہوں۔"

"مطلب؟" جواہرات نے اچنبھے سے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔

"میں یہاں آپ سے یہ کہنے آیا ہوں ہاشم بھائی کہ آپ سچائی کا خود اعتراف کرلیں۔ میرے خاندان کے سامنے جا کر اعتراف جرم کرلیں۔ یوں فارس ماموں بری ہو جائیں گے' ہر الزام سے۔ آپ سارہ خالہ سے معافی مانگیں۔ اور ان کے باپ کی دیت کی رقم ان کی بچیوں کو ادا کردیں۔ ہم آپ کے خلاف پولیس میں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں جائیں گے۔ ہم آپ کو معاف کردیں گے۔"

اور ہاشم کو پہلی دفعہ لگا' وہ سونیا کی پارٹی سے لے کر اب تک جو "سعدی' سعدی" ڈرامے سے پریشان ہوا' وہ سب بے کار تھا۔ یہ تو ایک بے وقوف' گھامڑ اور معصوم سا بچہ تھا۔ بلکہ یہ تو پورے کا پورا گدھا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ زور سے ہنس دیا۔ جواہرات بھی قدرے سکون سے مسکرائی۔ ہنستے ہاشم نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا' گھونٹ بھرا اور پھر اسے ہٹایا۔

"مجھے یہ کہنے دو سعدی! کہ آج تم نے مجھے واقعی مایوس کیا ہے۔ میں ایک سوٹ ایک ہی دفعہ پہنا کرتا ہوں' تم نے میرے اس سوٹ کا فرسٹ ویئر ضائع کردیا۔"

"جی؟" وہ الجھن بھرے انداز میں ہاشم کو دیکھنے لگا۔

"کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے یہ قتل نہیں کیے؟ اوہ کم آن ہاشم بھائی' ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ آپ نے کیا ہے۔"

"میں نے انکار نہیں کیا!" ہاشم نے تازہ دم مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلایا۔ "یہ میں نے کیا ہے' وارث میرے راستے میں آرہا تھا۔ میں نے اسے مروادیا۔ خاور نے اسے خودکشی کا رنگ دیا۔ مگر یہ کافی نہیں تھا۔ اس کا قتل کوراپ کرنے کے لیے ہمیں زرتاشہ کی قربانی بھی دینی پڑی۔ زمر کو بھی زخمی کرنا پڑا' جس کے لیے مجھے بہت افسوس ہے۔ ہاں ٹھیک ہے سعدی' یہ سب ہم نے ہی کیا ہے۔ ممی' خاور اور میں نے۔"

سعدی کی دکھ بھری نگاہیں ہاشم کی کرسی کے ساتھ کھڑی جواہرات تک گئیں۔ پھر وہاں سے کھڑکی کے آگے کھڑے خاور تک جا پھسلیں۔ تو یہ سب ساتھ تھے؟ شروع دن سے؟

"مگر تم سعدی' تم نے تو آج مجھے سخت مایوس کیا ہے۔ میرا خیال تھا' تم ثبوت کا کوئی انبار لے کر آؤ گے میرے پاس۔ مگر تم۔ تم تو وہی معصوم بچے ہو۔ جس سے میں سات سال پہلے ملا تھا۔ تم کس دنیا میں رہتے ہو؟" اب کے ہاشم کو افسوس ہونے لگا۔ آگے ہو کر' ہتھیلیاں باہم ملائے' وہ برہمی سے کہنے لگا۔ "تمہیں کیا لگا تھا' یہ تم قتل کی لمبی سی تقریر یاد کرکے میرے سامنے دہراؤ گے اور میں فوراً" جاکر تمہارے خاندان کے پیروں میں گر جاؤں گا اور ان کی منتیں کروں گا کہ وہ مجھے معاف کردیں؟ مطلب' تم نے یہ سوچا بھی کیسے؟" غصے اور افسوس سے زیادہ حیرت شدید تھی۔

"تو کیا آپ اب بھی معافی نہیں مانگیں گے؟ کیا آپ اتنے گلٹ کے ساتھ رہ لیں گے؟" سعدی نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"تم اپنا دماغ کہاں چھوڑ کر آئے ہو سعدی؟ تمہیں واقعی لگا تھا کہ ہاشم تمہارے کہنے پہ یہ کرلے گا؟ اف!" جواہرات کو اس کی ہر بات ناگوار گزر رہی تھی۔

"اور آپ سارہ خالہ کو دیت بھی ادا نہیں کریں گے؟"

"تو بات آخر میں پیسے پہ آگئی ہے؟" ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہاشم نے ٹیک لگائی۔ "میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گا' کیا کرلو گے تم؟"

"میں۔" وہ شدید دکھ کے عالم میں باری باری ان سب کے چہرے دیکھنے لگا۔ "میں زمر اور فارس ماموں کو بتادوں گا' مجھ پہ کریں گے سب یقین!" مگر خاور کچھ غیر آرام دہ سا سعدی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس غصے میں کچھ بناوٹ لگتی تھی یا شاید اس کا وہم تھا۔

"کم از کم زمر تو تمہارا یقین نہیں کرے گی۔" جواہرات نے ناک سکوڑ کر کہا۔ "اس کے دل میں فارس کی نفرت اتنی پختہ ہے کہ وہ اپنی زندگی فارس سے انتقام کے لیے داؤ پر لگا چکی ہے' تو وہ کیسے مانے گی تمہاری بات؟"

"انہوں نے کسی انتقام کے لیے یہ شادی نہیں کی۔" وہ ایک دم کھڑا ہوا۔ کان سرخ ہوئے آنکھوں میں غصہ اترا۔ "وہ فارس ماموں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ جس مقصد کے لیے آپ ان کی شادی پہ اتنا زور دے رہی تھیں' وہ کبھی پورا نہیں ہوگا۔"

"تمہیں اپنے خاندان کے بارے میں اپنی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نہیں جائیں گے۔ ہم آپ کو معاف کردیں گے۔"

اور ہاشم کو پہلی دفعہ لگا' وہ سونیا کی پارٹی سے لے کر اب تک جو "سعدی' سعدی" ڈرامے سے پریشان ہوا' وہ سب بے کار تھا۔ یہ تو ایک بے وقوف' گھامڑ اور معصوم سا بچہ تھا۔ بلکہ یہ تو پورے کا پورا گدھا تھا۔ اور یہ سوچ کر وہ زور سے ہنس دیا۔ جواہرات بھی قدرے سکون سے مسکرائی۔ ہنستے ہنستے ہاشم نے چائے کا کپ ہونٹوں سے لگایا' گھونٹ بھرا اور پھر اسے ہٹایا۔

"مجھے یہ کہنے دو سعدی! کہ آج تم نے مجھے واقعی مایوس کیا ہے۔ میں ایک سوٹ ایک ہی دفعہ پہنا کرتا ہوں' تم نے میرے اس سوٹ کا فرسٹ ویئر ضائع کردیا۔"

"جی؟" وہ الجھن بھرے انداز میں ہاشم کو دیکھنے لگا۔

"کیا آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے یہ قتل نہیں کیے؟ اوہ. کم آن ہاشم بھائی' ہم دونوں جانتے ہیں کہ یہ آپ نے کیا ہے۔"

"میں نے انکار نہیں کیا!" ہاشم نے تازہ دم مسکراتے ہوئے اثبات میں سرہلایا۔ "یہ میں نے کیا ہے' وارث میرے راستے میں آرہا تھا۔ میں نے اسے مروادیا۔ خاور نے اسے خودکشی کا رنگ دیا۔ مگر یہ کافی نہیں تھا۔ اس کا قتل کوراپ کرنے کے لیے ہمیں زرتاشہ کی قربانی بھی دینی پڑی۔ زمر کو بھی زخمی کرنا پڑا' جس کے لیے مجھے بہت افسوس ہے۔ ہاں ٹھیک ہے سعدی' یہ سب ہم نے ہی کیا ہے۔ ممی' خاور اور میں نے۔"

سعدی کی دکھ بھری نگاہیں ہاشم کی کرسی کے ساتھ کھڑی جواہرات تک گئیں۔ پھر وہاں سے کھڑکی کے آگے کھڑے خاور تک جا پھسلیں۔ تو یہ سب ساتھ تھے؟ شروع دن سے؟

"مگر تم سعدی' تم نے تو آج مجھے سخت مایوس کیا ہے۔ میرا خیال تھا' تم ثبوت کا کوئی انبار لے کر آؤ گے میرے پاس۔ مگر تم۔ تم تو وہی معصوم بچے ہو جس سے میں سات سال پہلے ملا تھا۔ تم کس دنیا میں رہتے ہو؟" اب کے ہاشم کو افسوس ہونے لگا۔ آگے ہو کر' ہتھیلیاں باہم ملائے' وہ برہمی سے کہنے لگا۔ "تمہیں کیا لگا تھا' یہ تم قتل کی لمبی سی تقریر یاد کرکے میرے سامنے دہراؤ گے اور میں فوراً" جاکر تمہارے خاندان کے پیروں میں گر جاؤں گا اور ان کی منتیں کروں گا کہ وہ مجھے معاف کردیں؟ مطلب' تم نے یہ سوچا بھی کیسے؟" غصے اور افسوس سے زیادہ حیرت شدید تھی۔

"تو کیا آپ اب بھی معافی نہیں مانگیں گے؟ کیا آپ اتنے گلٹ کے ساتھ رہ لیں گے؟" سعدی نے تعجب سے اسے دیکھا۔

"تم اپنا دماغ کہاں چھوڑ کر آئے ہو سعدی؟ تمہیں واقعی لگا تھا کہ ہاشم تمہارے کہنے پہ یہ کرلے گا؟ اف!" جواہرات کو اس کی ہر بات ناگوار گزر رہی تھی۔

"اور آپ سارہ خالہ کو دیت بھی ادا نہیں کریں گے؟"

"تو بات آخر میں پیسے پہ آگئی ہے؟" ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہاشم نے ٹیک لگائی۔ "میں ایک پھوٹی کوڑی بھی نہیں دوں گا' کیا کرلو گے تم؟"

"میں۔" وہ شدید دکھ کے عالم میں باری باری ان سب کے چہرے دیکھنے لگا۔ "میں زمر اور فارس ماموں کو بتادوں گا' مجھ پہ کریں گے سب یقین!" مگر خاور کچھ غیر آرام دہ سا سعدی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کے اس غصے میں کچھ بناوٹ لگتی تھی یا شاید اس کا وہم تھا۔

"کم از کم زمر تو تمہارا یقین نہیں کرے گی۔" جواہرات نے ناک سکوڑ کر کہا۔ "اس کے دل میں فارس کی نفرت اتنی پختہ ہے کہ وہ اپنی زندگی فارس سے انتقام کے لیے داؤ پر لگا چکی ہے' تو وہ کیسے مانے گی تمہاری بات؟"

"انہوں نے کسی انتقام کے لیے یہ شادی نہیں کی۔" وہ ایک دم کھڑا ہوا۔ کان سرخ ہوئے آنکھوں میں غصہ اترا۔ "وہ فارس ماموں کو کبھی کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گی۔ جس مقصد کے لیے آپ ان کی شادی پہ اتنا زور دے رہی تھیں' وہ کبھی پورا نہیں ہوگا۔"

"تمہیں اپنے خاندان کے بارے میں اپنی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

معلومات اپ ڈیٹ کرنے کی ضرورت ہے سعدی!"

"میں زمر کو ساری حقیقت بتادوں گا۔"

"تم ایسا نہیں کروگے۔" ہاشم کا انداز ٹھنڈا تھا۔

"کیوں؟ کیا مجھے بھی ماردیں گے آپ؟" اس نے دکھ سے ہاشم کو دیکھا۔

"اونہوں۔" ہاشم نے گردن دائیں سے بائیں ہلائی۔ "میں بس یہ فائل دے دوں گا۔ اعلا پولیس حکام کو پراسیکوشن آفس کو۔ میڈیا کو۔" ایک فائل اس کے سامنے ڈالی۔ سعدی نے مشکوک نظروں سے اس کو دیکھا۔

"یہ کیا ہے؟"

"تمہارا اعمال نامہ۔ جو مجھے ڈھونڈنے میں دو دن لگے۔ تمہارے خیال میں مزید چیزیں ڈھونڈنے میں پولیس کو کتنا وقت لگے گا؟"

"میں نے ایسا کچھ نہیں کیا جو میں ڈر جاؤں۔"

"کیا تم نے جج کو بلیک میل نہیں کیا؟ اس فائل میں تمہارے اور جسٹس سکندر کے درمیان تبادلہ کی گئی ای میلز اور ٹیکسٹ میسجز کا ریکارڈ ہے۔ جو ہمیں خود جسٹس صاحب نے مہیا کیا ہے۔ بے شک تمہارا نمبر پرائیویٹ ہے' اور ای میل ان جانا' لیکن جسٹس صاحب کا نمبر تو اصلی ہے۔ جیسے ہی میں نے یہ فائل پراسیکوشن آفس بھجوائی' فارس غازی پھر سے گرفتار ہوجائے گا۔ اور اس دفعہ تم بھی ساتھ ہی جیل جاؤ گے۔ تمہارا خاندان تمہیں کھودے گا سعدی!"

سعدی نے گہری سانس لی۔ کرسی کھینچی۔ واپس ٹانگ پہ ٹانگ رکھ کر بیٹھا۔ سنجیدگی سے ہاشم کو دیکھا۔

"اور اگر میں کسی کو کچھ نہ بتاؤں تو۔؟"

اب کے ہاشم کھل کر مسکرایا۔ جواہرات نے بھی مطمئن سی سانس خارج کی۔ نوشیرواں ہنوز خاموش تھا' اور خاور۔ وہ اب بھی غیر آرام دہ سا کھڑا تھا۔ کچھ تھا جو اسے ڈسٹرب کررہا تھا۔ کچھ غلط تھا۔

"میرا خیال ہے ہم ایک معاہدے کو پہنچ سکتے ہیں۔"

ہاشم نے کڑوی چائے کا کپ اٹھایا' گھونٹ بھرا اور پھر اسے ہاتھ میں پکڑے کہنے لگا۔

"پاکستان میں ایک انسان کی دیت کتنی ہے؟ یہی کوئی تیس اکتیس لاکھ روپے۔ میں تمہیں کروڑ دوں گا۔ دیکھو' یہ رشوت نہیں ہے' دیت ہے۔ تمہارا حق ہے کہ تم اپنے ماموں کی دیت لو۔ میں تمہیں خرید نہیں رہا۔ کفارہ ادا کررہا ہوں۔ مجھے افسوس ہے' جو بھی میں نے کیا۔ وہ غلط تھا۔ آئی ایم سوری فار دیٹ!" افسوس سے سر ہلاتے ہوئے اس نے بات جاری رکھی۔ "لیکن میں بھی تو خوش نہیں ہوں۔ اس کے بعد دیکھو' میرا باپ بھی مرہی گیا' بے شک قدرتی موت تھی' مگر میں نے کسی کو کھونے کا غم اٹھایا۔ (جواہرات کی گردن میں گلٹی سی ڈوب کر ابھری) میری شادی ٹوٹ گئی۔ میری بچی ڈسٹرب ہوکر رہ گئی۔ مجھے دوبارہ گھر بنانے کی تمنا ہی نہیں ہی۔ اب صرف کام پہ دھیان دیتا ہوں۔ میں نے بھی بہت دکھ اٹھائے ہیں۔ میں اپنی سزا کاٹ رہا ہوں۔ اب تم مجھے مزید کیا سزا دینا چاہتے ہو؟ دیکھو' بچے' اگر تم آنکھ کے بدلے آنکھ مانگو گے' تو ساری دنیا اندھی ہوجائے گی۔ تم معاف کرنا سیکھو' درگزر کرو اور آگے بڑھ جاؤ۔ بیس کروڑ لو' اپنی فیملی کو باہر سیٹل کرو' میں تمہیں امریکہ میں کسی بہترین کمپنی میں جاب دلوادوں گا' میرا وعدہ ہے! یا چاہو تو ہم مل کر نوشیرواں کی کمپنی چلاسکتے ہیں۔ تم پچاس فیصد کے پارٹنر ہوگے۔ جو تم تھرکول میں کررہے ہو' وہی پرائیویٹ سیکٹر میں کرو۔ تم سائنس دان لوگ سرکاری اداروں میں صرف ضائع ہوجاتے ہو۔ میرے پاس آؤ' میرے ساتھ کام کرو۔" بہت سکون' نرمی اور امید سے ہاشم نے کہا۔ سعدی ہلکی مسکراہٹ سے اسے دیکھے گیا۔

"تیس کروڑ دیں گے آپ مجھے؟ میرے خاندان کے ایک مرد کے بدلے میں؟"

"ہوں۔" ہاشم نے سر اثبات میں ہلایا۔ سعدی آگے کو جھکا اور اس کی آنکھوں میں دیکھا۔ "میں آپ کو ساٹھ کروڑ دوں گا' مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کے اس آدھے مرد جتنے بھائی کا گلا گھونٹ کر اسے پنکھے سے

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

لٹکادوں اور کہوں کہ یہ خودکشی ہے۔ منظور ہے؟"

کمرے کا درجہ حرارت بدل گیا۔ نوشیرواں کے بدن میں شرارے دوڑے' وہ بھڑک کر کھڑا ہوا۔ (آدھا مرد؟) کہ ہاشم نے ہاتھ اٹھا کر اسے تھم جانے کا اشارہ کیا۔ اور خود سعدی کی طرف دیکھا تو چہرے پہ بے پناہ سختی تھی۔

"میرے بھائی سے تمہارا خاندان مقابلہ نہیں کر سکتا' اس لیے کوشش بھی مت کرو۔" برہمی سے چبا چبا کر وہ بولا۔

ساتھ کھڑی جواہرات بھی آنکھوں میں تپش لیے سعدی کو گھور رہی تھی۔ "تم اپنی بات کرو۔ کیا لوگے اپنا منہ بند رکھنے کے لیے۔"

"منہ بند نہیں رکھوں گا آج ہی جا کر سب کو سچائی بتادوں گا۔ جرم کیا ہے تو بھگتنا پڑے گا ہاشم بھائی!" وہ بھی اتنی ہی سختی سے بولا تھا۔ ہاشم تاسف سے اسے دیکھے گیا۔

"کیا تم وہی نہیں ہو جس کو ہمیشہ میں نے فیملی کی طرح ٹریٹ کیا؟ کیا تم وہی نہیں ہو جو خود بھی ایک جج کو بلیک میل کرنے کا جرم کر چکے ہو؟"

سعدی ایک دم ہنس دیا۔ ہاشم بھی تلخی سے مسکرایا۔

"اس میں مزاحیہ کیا بات تھی؟"

"کچھ نہیں۔" اس نے مسکراہٹ دباتے سر جھٹکا۔ "ایک کتاب میں فجر میں روز پڑھتا ہوں۔ لوگ کہتے ہیں اس میں پرانی کہانیوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے' مگر میں آپ کو بتاؤں اس کی پرانی کہانیوں میں بہت کچھ ہے۔ اسی میں ایک کہانی ایک چرواہے کی بھی ہے' کسی زمانے میں اس چرواہے کو ایک بادشاہ نے ایڈاپٹ کیا تھا مگر جب برسوں بعد خدا نے اس کو اسی محل کے دربار میں کلمہ حق کہنے بھیجا تو بادشاہ وقت نے کہا۔ آپ وہی نہیں ہیں موسیٰ' جو ایک قتل کر کے یہاں سے بھاگ گئے تھے؟ تو مجھے اس حسن اتفاق پہ ہنسی آئی۔"

"یہ بہت دلچسپ لیجنڈ ہے مگر میرے پاس وقت کم ہے۔" اس نے کلائی پہ بندھی گھڑی دیکھتے ہوئے بات کاٹی۔ "تمہیں میرے پیسے رکھ لینے چاہییے تھے' مگر تم نے نہیں رکھے۔ تمہاری مرضی۔ اب سنو۔ اگر۔۔۔" سعدی کی آنکھوں میں دیکھتے اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی سنگینی در آئی۔ "اگر تمہارے منہ سے ایک لفظ بھی نکلا' تو میں تمہاری فائل آگے کردوں گا۔ پوری دنیا جان جائے گی کہ تم اور فارس فراڈ ہو' اور یہ کہ تمہاری بہن نے کس طرح بورڈ ایگزام میں چیٹنگ کی ہے۔ تم تینوں رات تک تھانے میں بند ہوگے۔"

اور سعدی یوسف کو لگا' ساری کائنات تھم گئی ہے۔ یہ ناممکن۔۔۔ ناممکن تھا کہ ہاشم یہ بات جانتا ہو۔ وہ ایک دم اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری بہن کے بارے میں بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی محنت سے بورڈ ٹاپ کرتی رہی ہے۔" غصے سے وہ غرایا تھا۔

"ہمیشہ کا تو نہیں پتا مگر دو ہفتے پہلے اپنے آخری پیپر میں جب وہ چیٹنگ کرتے ہوئے پکڑی گئی تھی اور اس نے مجھے وہاں بلایا تھا تو۔۔۔" ہاشم سرسری انداز میں کہتے اس کے تاثرات دیکھ کر رکا' چہرے پہ ایک دم حیرانی لے آیا۔ "اوہ۔۔۔ اس نے تمہیں نہیں بتایا؟"

سعدی کی آنکھیں غصے اور اچنبھے سے سکڑیں۔

"کیا کہانیاں سنا رہے ہیں آپ مجھے؟"

"سعدی!" جواہرات نے مسکراتے ہوئے اسے پکارا۔ "تمہاری بہن دو ہفتے قبل' سونی کی پارٹی کی صبح اپنے پیپر کے دوران چیٹنگ کرتے ہوئے پکڑی گئی تھی اور اس نے ہاشم کو مدد کے لیے بلایا تھا۔ تمہیں تو ہاشم کا احسان مند ہونا چاہییے کہ اس نے معاملہ رفع دفع کردیا۔"

سعدی کا غصہ' بے یقینی میں بدلتا گیا۔ اس نے باری باری ان سب کے چہرے دیکھے۔ "مجھے آپ کی کسی بات پہ یقین نہیں ہے۔"

ہاشم نے جواب دینے کے بجائے ایک نمبر ملا کر اسپیکر آن کیا اور موبائل کو ہاتھ میں گھماتے' سعدی کو مسکرا کر دیکھتے دوسری جانب جاتی گھنٹی سننے لگا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"جی السلام علیکم کاردار صاحب۔" فون جلد ہی اٹھالیا گیا۔

"وعلیکم السلام خواجہ صاحب۔ کیسے مزاج ہیں۔" وہ کہہ فون پہ رہا تھا اور دیکھ سعدی کو رہا تھا۔ سعدی خاموش تھا، چبھتی، مشتبہ نگاہیں ہاشم پہ جمی تھیں۔

"اللہ کا کرم ہے۔ آپ سنائیے؟"

"میں نے اس بچی کے سلسلے میں فون کیا تھا۔ یاد ہے آپ کو، آپ کے کالج میں بی اے کے ایگزام میں جو بچی چیٹنگ کرتی پکڑی گئی اور اس نے مجھے بلوایا تھا۔"

"جی، جی سپرنٹنڈنٹ صاحبہ نے مجھے بعد میں تمام صورت حال بتادی تھی۔ حنین یوسف نام تھا اس کا اور رول نمبر تھا، 13051 ۔ آپ نہ ہوتے تو جناب اس کے پیپر پہ سرخ کانٹا لگنا ہی تھا۔"

سعدی کی رنگت زرد پڑنے لگی۔ اس کے قدموں سے آہستہ آہستہ جان نکل رہی تھی۔ قطرہ بہ قطرہ۔

"یہ تو آپ کی کرم نوازی ہے جی۔" ہاشم نے اس کا چہرہ دیکھتے تشکر سے سر کو خم دیا۔ "ویسے اب بھی اگر آپ اس کی رپورٹ کردیں تو سپرنٹنڈنٹ کی گواہی کافی ہوگی اس کا رزلٹ کینسل کروانے کے لیے؟"

"جی بالکل سر۔ جب اسے اس طرح بچا سکتے ہیں تو رپورٹ بھی کرسکتے ہیں۔ کیا رپورٹ کرنی ہے اس کی؟" وہ رازداری سے بولے۔ ہاشم مسکرایا اور وہ مسکراتے ہوئے بہت ہینڈسم لگتا تھا۔

"نہیں، ابھی نہیں۔ اگر ضرورت پڑی تو بتاؤں گا۔"

"اوکے، جی۔ اچھا کاردار صاحب، ایف ٹین میں میرا جو پلاٹ۔۔۔"

"کل ڈنر پہ آئیے گا، وہیں بات کریں گے۔" سلسلہ منقطع کرکے اس نے موبائل میز پہ ڈالا۔

"بیٹھ جاؤ سعدی۔ اور ٹھنڈا پانی پیو۔" مسکرا کر نرمی سے کرسی کی طرف اشارہ کیا، مگر وہ کھڑا رہا۔ اس کی رنگت سفید پڑ رہی تھی اور آنکھوں میں سرخی ابھر رہی تھی۔

"کیا آپ یقین آیا کہ تمہاری بہن تم سے زیادہ مجھ پہ بھروسا کرتی ہے؟"

سعدی کی کنپٹی کی رگیں ابھرنے لگیں۔ سفید رنگت سرخ پڑنے لگی۔ ہاشم کی آنکھوں میں دیکھتے وہ غرایا۔

"اس جعلی کال سے مجھے رتی برابر فرق نہیں پڑتا۔ میری بہن ایسا کچھ نہیں کرسکتی۔ آپ صرف مجھ پہ دباؤ ڈالنے کے لیے ایسا کررہے ہیں، یہ آپ کی بھول ہے کہ اس طرح آپ ہمارے خاندان کو توڑ سکتے ہیں۔"

اس نے اندر جو طوفان برپا تھا، اس کو جن دقتوں سے چھپا کر اس نے بظاہر گردن اکڑا کر کہا، صرف اس کا دل جانتا تھا۔ قدموں میں لرزش تھی، دل ڈوب رہا تھا، مگر وہ سعدی تھا، اسے ابھی نہیں ٹوٹنا تھا۔ بس چند منٹ اور۔۔۔

"تو جاؤ اپنی بہن سے پوچھ لو۔" ہاشم نے بس افسوس سے اتنا کہا گو کہ وہ خود بھی اس کے اتنے یقین پہ تلملا رہا تھا۔ سعدی غصے سے اسے دیکھتا میز پہ دونوں ہاتھ رکھے آگے جھکا۔

"میرے۔۔۔ خاندان۔۔۔ سے۔۔۔ دور رہیں، ہاشم بھائی!" خون رنگ ہوتی آنکھوں سے وہ بلند آواز میں غرایا تھا۔ "ورنہ میں وہ کروں گا آپ کے ساتھ کہ آپ کی نسلیں یاد رکھیں گی، اگر آپ کی نسلیں بچ پائیں، تو!"

پیچھے کاؤچ پہ بیٹھے نوشیرواں کے کان سرخ پڑے۔ صوفے کی گدی کو مٹھی میں زور سے بھینچا گویا ضبط کیا۔ دوسرا ہاتھ بار بار جیب کی طرف جاتا۔ خاور کی نگاہ بھی بار بار اس کے جیب کی طرف جاتے ہاتھ تک اٹھ جاتی۔

ہاشم ابھی تک ٹیک لگائے پُرسکون بیٹھا تھا اس دھمکی پہ زخمی سا مسکرایا۔ "اتنا بغض ہے تمہارے دل میں میرے لیے تو ابھی تک مجھے ہاشم بھائی کیوں کہتے ہو؟" سعدی نے کچھ کہنے کے لیے لب کھولے مگر الفاظ ختم ہوگئے اس سوال کا جواب خود اس کے پاس بھی نہیں تھا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"آپ کا لحاظ کر جاتا ہوں آج کے بعد نہیں کروں گا۔ دوبارہ میری بہن کا نام مت لینا۔ ہاشم کاردار!" انگلی اٹھا کر، سختی سے اسے دیکھتے تنبیہہ کی اور اس سارے میں پہلی دفعہ ہاشم کے چہرے پہ شدید تکلیف ابھری۔ کہیں کچھ چھن سے ٹوٹ گیا تھا۔ کبھی نہ جڑنے کے لیے۔

جواہرات نے وہ تکلیف دیکھ لی تھی ضرور" تپ کر اسے مخاطب کیا۔

"تو پھر جاؤ، اور اپنے خاندان کی فکر کرو، ہماری نہیں۔"

سعدی نے تنفّر سے سر جھٹکا۔

"موتوبغیضکم!" قرآن کے دو الفاظ بلند آواز میں پڑھے۔ (مرجاؤ اپنے غصے میں تم لوگ!) کرسی کو پیر سے ٹھوکر ماری اور سرخ آنکھوں سے ان دونوں کو گھورتے مڑ گیا۔ ہاشم نے اسی تاسف سے اسے باہر جاتے دیکھا۔

دروازہ بند ہوا تو وہ تعجب اور افسوس سے بولا۔ "یہ اتنا بے وقوف ہو گا میں نے نہیں سوچا تھا۔" تو شیرواں سعدی کے پیچھے گیا تھا، خاور بھی احتیاطاً" جانے لگا مگر ہاشم کی بات نے اسے روک دیا۔

"میرا نہیں خیال سر! کہ وہ بے وقوف ہے۔ جب اسے آڈیو ملی، میں نے کہا تھا، یہ لڑکا گڑبڑ ہے مگر آپ نے تب بھی اسے انڈر ایسٹیمیٹ کیا تھا اب پھر آپ وہی کر رہے ہیں۔"

"بس کرو یار۔" ہاشم نے بے زاری سے لیپ ٹاپ کھول کر سامنے کیا۔ "وہ ایک معصوم بچہ ہے، مجھ سے جھوٹ تو بول نہیں سکتا۔ دیکھا نہیں کیسے ایک ہی سانس میں سب بتا دیا۔" ناک سے مکھی اڑاتے وہ اسکرین کی طرف متوجہ ہوا۔ خاور نے بے چینی سے پہلو بدلا، مگر وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اسے کیا چیز تنگ کر رہی ہے۔

"مجھے نہیں لگتا، وہ سچ بول رہا تھا سر۔ مجھے لگتا ہے، وہ اداکاری کر رہا تھا۔ وہ کسی اور چکر میں تھا۔" وہ خود بھی متذبذب تھا۔ جواہرات نے اکتا کر اس کو دیکھتے ناک سے مکھی اڑائی۔

"بہت ہو گیا سعدی نامہ اب بس کرو۔" اور وہ ہاشم کے سامنے کرسی پہ آ کر بیٹھی۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائی۔ گردن کی مالا کے موتیوں پہ انگلی پھیرتے سوچتے ہوئے ہاشم کو مخاطب کیا۔ "کیا وہ کسی کو بتائے گا؟"

"بتانا ہوتا تو اب تک بتا چکا ہوتا۔ اسے پتا ہے کوئی اس کا یقین نہیں کرے گا۔ ابھی غصے میں گیا ہے۔ ٹھنڈا ہو گا تو میں بات کروں گا اس سے۔ میں اسے سنبھال لوں گا۔ خاور، یہ رپورٹ میں نے تمہیں کہا تھا کب؟"

ہاشم نے اسکرین پہ کچھ دیکھتے خاور کو اشارہ کیا تو وہ جو گاہے بگاہے بند دروازے کو بے چینی سے دیکھ رہا تھا، بادل نخواستہ اس کے قریب آ گیا۔ جواہرات موبائل نکال کر میلز چیک کرنے لگی۔ وہ تینوں اس تماشے سے ساؤنڈ پروف دروازوں کے باعث بے خبر رہے جو باہر ہو رہا تھا اور جس کا خاور کو ڈر تھا۔

☼ ☼ ☼

تم کو اپنی شکست دکھتی ہے؟
یا مرے حوصلے سے خائف ہو؟

سعدی جب آفس سے نکلا تو اس کا چہرہ زرد تھا اور آنکھیں گلابی۔ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے اس نے ہاشم کے آفس کے باہر ہال پار کیا جس میں صرف حلیمہ سیکریٹری کا ڈیسک تھا۔ آگے لمبی راہداری تھی جس کے آگے لفٹ تھی۔ جگہ ایسی تھی کہ ہاشم کے آفس میں کون آ رہا ہے کون جا رہا ہے اس کا علم حلیمہ یا چند گارڈز کے علاوہ اس فلور پہ کسی اور کو نہیں ہوتا تھا۔

اور ابھی ہاشم کے آفس سے نکلنے والے لڑکے کا چہرہ ایسا بے رنگ ہو رہا تھا کہ وہ بھی سر اٹھا کر دیکھنے لگی۔ اور پھر نگاہوں کا زاویہ بدلا۔ سعدی کے عقب میں نوشیرواں لمبے لمبے ڈگ بھرتے آتا دکھائی دیا۔ چہرے پہ دبا دبا غصہ لیے اس کا انداز جارحانہ تھا۔ سعدی کے ساتھ سے گزر کر وہ سامنے آ کھڑا ہوا۔ سعدی رکا، گلابی آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"یہ میرے بارے میں کیا بکواس کر رہے تھے تم؟" نوشیرواں نتھنے پھلائے، غصے سے پھنکارا۔ "اس وقت تو میں خاموش رہا کیوں کہ....."

"کیوں کہ نوشیرواں، جب دو مرد آپس میں بات کر رہے ہوں تو تمہیں چاہیے کہ تم خاموش ہی رہو۔" سعدی سرخ پڑتی آنکھوں سے، بلند آواز میں ایسے چبا چبا کر بولا کہ نوشیرواں کا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔ منہ یوں ہو گیا جیسے طمانچہ مارا گیا ہو۔ اور اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہہ پاتا، کن انکھیوں سے اسے نظر آیا۔ ہاشم کی سیکریٹری نے ہنسی چھپانے کو چہرہ جھکایا تھا۔

نوشیرواں نے لال بھبھوکا چہرہ اس طرف پھیرا۔ (کیا یہ ہنسی روک رہی ہے؟ کیا یہ مجھ پہ ہنسی ہے؟ کیا یہ مجھ پہ ہنسی ہے؟) وہ ایک دم جارحانہ انداز میں اس ڈیسک تک آیا۔

"کیا فنی لگ رہا ہے تمہیں؟ ہاں؟" زور سے زمین پہ رکھے سسٹم یونٹ کو ٹھوکر ماری۔ بھاری یونٹ ایک طرف کو لڑھکا۔ حلیمہ کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔ ہکا بکا سی وہ اٹھی۔

"سر..... آپ کیا کر رہے ہیں؟"

"بکواس کرتی ہو میرے آگے۔" نوشیرواں نے برہمی سے بازو مار کر میز کی چیزیں گرا دیں۔

"میرا غصہ ایک کمزور لڑکی پہ نکال رہے ہو؟ مرد بنو نوشیرواں۔ مرد بنو!" اور بس ایک قہر آلود نظر اس پہ ڈال کر، اپنا فون اٹھا کر، آگے بڑھ گیا۔ نوشیرواں تلملا کر واپس گھوما تو دیکھا۔ حلیمہ اسی طرح پریشان کھڑی تھی۔ چیزیں بکھری پڑی تھیں۔ سعدی پہ دبا سارا غصہ اور عود کر آیا۔

"گھٹیا شکل کیا دیکھ رہی ہو میری؟" وہ آگے بڑھا۔ زور سے اس کی کمپیوٹر اسکرین کو دھکا دیا۔ وہ الٹ کر دوسرے طرف جا گری۔ حلیمہ ڈر کر دو قدم پیچھے ہٹی۔ ہراساں نگاہوں سے شیرو کو دیکھا۔ جس کے نقش غصے سے بگڑ رہے تھے۔ اسے لگا وہ ابھی کے ابھی اسے نوکری سے نکل جانے کا کہے گا مگر نوشیرواں کے ذہن پہ اس وقت دوسری چیزیں سوار تھیں۔ سعدی کی لفٹ جا چکی تھی۔ شیرو دوسری لفٹ کی طرف لپکا۔

☆ ☆ ☆

جرم کی نوعیت میں کچھ تفاوت ہو تو ہو
درحقیقت پارس تو بھی نہیں، میں بھی نہیں

کچہری کی راہداری میں انسانوں کا جم غفیر تھا۔ کوئی آ رہا تھا، کوئی جا رہا تھا۔ ایسے میں احمر رستہ بناتا آگے بڑھ رہا تھا۔ اپنے لاپروا حلیے کے برعکس، آج وہ سیاہ پینٹ کے ساتھ سفید ڈریس شرٹ میں ملبوس تھا، کف بھی بند تھے، اور بال بھی پیچھے سیٹ کر رکھے تھے۔

وہ رکا۔ ایک ادھ کھلے دروازے کے اندر وہ بیٹھی دکھائی دی۔ میز کے اس پار کرسی پہ براجمان، سر جھکائے، فائل پہ روانی سے قلم چلاتی۔ گھنگریالے بال کیچو میں آدھے بندھے تھے، اور ایک لٹ جھک کر فائل کو چھو رہی تھی۔

احمر فوراً سے دیوار کی اوٹ میں ہو گیا۔ چند لمحے کے لیے سوچتا رہا۔

(یہ میری طرف سے غازی کی شادی کا تحفہ ہے۔ مگر.....) وہ رکا۔ (جب میں چڑیل کی غلط فہمی دور کروں گا اور اسے حقیقت بتاؤں گا کہ وہ میری غلطی تھی، ورنہ غازی نے اسے استعمال کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تو وہ کیا کرے گی؟ ہوں..... سوچنے دو۔"

دیوار سے ٹیک لگائے، اس نے آنکھیں بند کیں اور تصور کرنا چاہا۔

دروازہ کھٹکتا ہے، زمر چہرہ اٹھا کر اسے دیکھتی ہے، چونکتی ہے۔ "احمر شفیع؟" ابرو اٹھاتی ہے، پھر اندر آنے کے لیے سر کو خم دیتی ہے۔ وہ جھجکتا ہوا اندر داخل ہوتا ہے۔ تذبذب سے سلام کر کے کہتا ہے۔

"آپ کو شادی مبارک ہو۔ میں پہلے اس لیے نہیں آیا کہ آپ کا غازی سے کوئی رشتہ نہیں تھا، مگر اب رشتہ ہے، سو مجھے آپ کی یہ غلط فہمی دور....."

اور وہ بات کاٹ کر کہتی ہے۔ "تمہید چھوڑیں، اور کام کی بات پہ آئیں۔" وہ گہری سانس بھر کر رہ جاتا ہے، پھر جلدی جلدی بتانے لگتا ہے۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اس دن غازی نے مجھے بصیرت صاحب کے پاس بھیجا تھا۔ جعلی مخبری کرنے۔ وہ آپ کو استعمال نہیں کر رہا تھا' یہ میری غلطی تھی۔"

وہ ایک دم حیرت زدہ رہ جاتی ہے' مضطرب سی کھڑی ہوتی ہے۔

"کیا تم سچ کہہ رہے ہو؟"

"جی میم۔۔۔" اور وہ مزید تفصیل بتانے لگتا ہے۔ وہ جیسے جیسے سنتی جاتی ہے اس کا رنگ زرد پڑتا جاتا ہے یہاں تک کہ آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔

"یعنی کہ اس نے کچھ نہیں کیا' اور میں ایسے ہی اتنے سال اس کو موردِ الزام ٹھہراتی رہی۔ اوہ میرے اللہ!" وہ سر دونوں ہاتھوں میں گرائے بیٹھ جاتی ہے۔

"کیا وہ مجھے معاف کردے گا؟ میں نے اس کو اتنا غلط سمجھا۔"

"اونہوں!" احمر نے برا سا منہ بنا کر آنکھیں کھولیں۔ تصور غائب ہوا۔ راہداری میں لوگوں کا شور سماعتوں میں گونجنے لگا۔ اس نے اپنے سر پہ چپت رسید کی۔ "یہ چڑیل اتنی ایموشنل نہیں ہو سکتی۔ اونہوں۔ یہ کچھ اور کرے گی۔"

اس نے پھر سے آنکھیں بند کر کے سوچنا چاہا۔ تصور کا پردہ روشن ہوا۔

وہ زمر کے سامنے کھڑا ہے اور اسے بتا رہا ہے۔

"وہ میری غلطی تھی۔ غازی نے مجھے بصیرت صاحب کے پاس بھیجا تھا۔"

اور ایک دم غصے سے کھڑی ہوتی ہے۔ "تمہیں کیا لگتا ہے' میں تمہاری بکواس پہ یقین کرلوں گی؟ یہ کہانی کسی اور کو جا کر سناؤ۔ میں جانتی ہوں کہ اس روز اسی نے تمہیں میرے پاس مخبری کرنے کے لیے بھیجا تھا۔" اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھتے ہوئے وہ کہتی ہے۔

"اف!" احمر نے تلملا کر آنکھیں کھولیں۔ بے بسی سے چوکھٹ تک گردن نکال کر جھانکا۔ جہاں وہ پُرسکون سی' سر جھکائے فائل پہ لکھتی جا رہی تھی۔ اب جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ وہ جی کڑا کر کے اوٹ سے نکلا اور دروازے کو انگلیوں سے بجایا۔

لکھتے لکھتے زمر نے سر اٹھایا' اسے دیکھ کر وہ چونکی۔

"احمر شفیع؟" ابرو اٹھا کر قدرے تعجب سے اسے دیکھا۔ پھر قلم بند کر کے کرسی پہ پیچھے کو ٹیک لگائی۔ سر کے خم سے اسے اندر آنے کا اشارہ کیا۔

وہ متذبذب سا اندر داخل ہوا اور سلام کیا۔ تھوک نگل کر خشک گلا تر کیا۔ اس کے عین سامنے آکھڑا ہوا۔

"میں آپ کو شادی کی مبارک باد دینے آیا تھا' اور ساتھ میں ایک پرانی غلط فہمی بھی دور کرنا تھی۔"

وہ خاموشی مگر نرمی سے اس کو دیکھتی رہی۔

"وہ جعلی مخبری جو میں نے کی تھی' وہ مجھے آپ کے پاس جا کر نہیں کرنی تھی۔ غازی نے مجھے بصیرت صاحب کے پاس بھیجا تھا' وہ نہیں تھے تو میں نے آپ کو بتا دیا' یہ میری غلطی تھی۔ اس کو تو پتا بھی نہیں تھا کہ میں اس طرح کردوں گا۔" (سانس روکے) احمر نے رک کر اس کا چہرہ دیکھا۔

وہ چپ چاپ اسے دیکھتی رہی' پھر اسی پُرسکون اور نرم انداز میں بولی۔ "مجھے پتا ہے۔"

احمر کے سارے تصورات بھک سے اُڑ گئے۔ "جی!" وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔

"آپ کو کیسے پتا؟"

"مجھ سے ہی تو آپ نے پوچھا تھا بصیرت صاحب کا۔ وہ نہیں تھے' تو آپ نے مجھے بتا دیا' میں سمجھ گئی تھی۔"

احمر تیزی سے دو قدم آگے آیا۔ "مطلب کہ۔۔۔ آپ جانتی ہیں سب۔ تو پھر آپ غازی سے خفا کیوں ہیں؟"

"کیوں کہ اس نے مجھے استعمال کر کے جیل توڑنی چاہی۔" ہلکے سے کندھے اچکا کر وہ اسی سکون سے بولی۔ احمر الجھن سے رک کر اسے دیکھنے لگا۔

"مگر۔۔۔ ابھی آپ نے کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ وہ میری غلطی تھی۔ تو۔۔۔؟"

زمر چند ثانیے اسے دیکھتی رہی پھر گہری سانس لے کر کرسی کی طرف اشارہ کیا۔ "بیٹھیے احمر۔"

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

(اتنی عزت؟) کوئی اور وقت ہوتا تو وہ سوچتا مگر ابھی وہ فوراً" سے کرسی سنبھال کر بیٹھا۔ آگے کو ہوتے بے چینی سے اسے دیکھا۔

"آپ کے انداز سے لگتا ہے کہ آپ ہماری شادی کے بارے میں "بہت کچھ" جانتے ہیں۔ میں اپنے ذاتی معاملات یوں ڈسکس نہیں کرتی، مگر چونکہ موضوع آپ نے چھیڑا ہے اور اس سے آپ کا تعلق بھی ہے' اس لیے... مجھے بتایئے۔ اس روز کیا تاریخ تھی جب آپ میرے پاس جعلی مخبری لے کر آئے تھے؟"

"آ... پتا نہیں۔" وہ گڑبڑایا۔

"اس روز سولہ تاریخ تھی۔ کیا آپ کو یاد ہے کہ اس کے بعد فارس سے ملنے میں کس دن جیل آئی تھی؟"

"یقین کیجیے' جیل میں مجھے کیلنڈر نہیں دیا گیا تھا' گو کہ یہ میرے پریزن رائٹس کے خلاف تھا' مگر..."

"اکیس۔ میں اکیس تاریخ کو دوبارہ جیل آئی تھی۔ اور میں نے فارس کو بہت سنائی تھیں یعنی چار دن بعد۔ ٹھیک؟"

"جی۔ ٹھیک!" وہ توجہ سے سن رہا تھا۔

"آپ نے کس دن فارس کو بتایا کہ یہ مخبری آپ نے میرے سامنے کی ہے؟"

"اسی دن سولہ تاریخ کو۔ جاتے ساتھ ہی بتا دیا۔ بہت غصہ ہوا مجھ پہ۔ اس نے کہا کہ وہ آپ کو استعمال نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور..." جوش سے بولتے بولتے وہ رکا۔

زمر اداسی مسکرائی۔ "اور پھر فارس نے کیا کیا' احمر؟"

اور احمر کو لگا اس کے منہ پہ چابک دے مارا گیا ہو۔ وہ ہونقوں کی طرح زمر کی شکل دیکھنے لگا۔ "پھر؟" اس نے غائب دماغی سے دہرایا۔

"آپ مجھے یہ بتانے آئے ہیں کہ وہ بے قصور ہے کیوں کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔ میں آپ کو بتاتی ہوں کہ وہ قصوروار ہے کیوں کہ اس نے کچھ نہیں کیا۔"

احمر بس شل سا اسے دیکھے گیا۔ کیا وہ فارس کی حمایت میں اتنا اندھا ہو گیا تھا کہ اسے سامنے کی بات نظر نہیں آئی؟

"سولہ تاریخ کو آپ نے اسے بتایا کہ آپ نے مجھے استعمال کیا ہے' مجھے اندازہ تھا' یہ بات آپ اسے جاتے ساتھ ہی بتائیں گے۔ پھر آگے میں آپ کو بتاتی ہوں کہ کیا ہوا۔" وہ تحمل سے کہہ رہی تھی۔

"وہ آپ پہ خفا ہوا' غصہ ہوا۔ اور پھر... وہ چپ ہو گیا۔ اس نے کچھ نہیں کیا۔ میں نے اسے چار دن دیے۔" انگوٹھا بند کر کے چار انگلیاں دکھائیں۔ "چار دن تاکہ وہ اپنی غلطی کو درست کر لے۔ مجھے یقین تھا' یہ صرف ایک غلطی ہے۔ اٹھارہ تاریخ کو اسے جوڈیشل ریمانڈ کی توسیع کے لیے عدالت لایا گیا۔ کاریڈور میں' میں نے اسے گزرتے ہوئے دیکھا۔ ابھی چند روز پہلے ہی تو اس نے مجھے وہاں روک کر کہا تھا کہ وہ بے گناہ ہے۔ مگر اٹھارہ تاریخ کو وہ مجھے دیکھ کر خاموشی سے گزر گیا۔ میں انتظار کرتی رہی۔ ایک دفعہ وہ کہہ دے' یہ احمر کی غلطی تھی' ہم آپ کو استعمال نہیں کر سکتے' مگر اس نے پلان جاری رکھا۔ اس... نے... پلان... جاری... رکھا... احمر!"

احمر بالکل لاجواب سا ہوا اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ وہ وقت تھا جب میں نے ڈھائی سال تک اس کی بات نہیں سنی' کیوں کہ مجھے ڈر تھا' میں اسے معاف کر دوں گی اور جب وہ میرے سامنے آیا تو میں نے شاید اسے معاف کر بھی دیا تھا' میں اس کے کیس کی خود تحقیق کرنے جا رہی تھی' میں سب کچھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتی تھی' میرا دماغ کہتا تھا' وہ اتنے گواہ جنہوں نے اسے گن لے کر ہوٹل کے کمرے میں جاتے دیکھا ہے' جنہوں نے اسے اپنے بھائی کے ہوسٹل کے کمرے سے رات کو نکلتے دیکھا ہے' وہ سب سچ کہہ رہے ہیں؟ مگر دل کہتا تھا' میں اسے ایک چانس اور دوں۔ اور میں نے دیا۔ احمر صاحب' میں نے اس کو چار دن دیے کہ وہ اپنی غلطی درست کر لے۔ ٹھیک ہے' اسے نہیں پتا تھا' مگر جب پتا چل گیا تب کیا کیا اس

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

نے؟ کیا مجھے بتایا کہ ہم riots نہیں جیل توڑنے جارہے ہیں؟ کیا سوچا کہ فرار کے بعد میرا کیا بنے گا؟ میں ایک عورت ہوں۔ ایک عورت کے ساتھ یہ پوری کچہری کیا کرے گی؟ اس کو معلوم تھا سب، مگر اس نے کچھ نہیں کیا۔ اس دن میں نے ہمیشہ کے لیے فارس پہ اعتبار کرنا چھوڑ دیا تھا۔ اب مجھے اس پہ اعتبار ہی نہیں رہا۔ پھر بھی جب میں اس کے پاس گئی تو اس سے کہا کہ تم نے اپنے سائیڈ کک (احمر کے ابرو بھنچے) کو میرے پاس بھیجا تو یہ کہتے ہوئے بھی میری خواہش تھی کہ وہ کہہ دے۔۔۔ مجھے تو نہیں پتا میں نے تو کچھ اور کہا تھا مگر اس نے پلک تک نہیں جھپکی۔ یعنی وہ جانتا تھا کہ آپ مجھے کہہ آئے ہیں اور اس نے کچھ نہیں کیا۔ معافی بھی نہیں مانگی۔ احمر کیا اسے معافی مانگنی نہیں چاہیے تھی؟"

احمر کا سر خود بخود اثبات میں ہلا۔ "اس نے شاید اس لیے۔۔۔" وہ ٹھہر گیا۔ ساری دلیلیں ختم ہو گئیں۔ بے بسی سے اس نے زمر کو دیکھا۔ "یہاں اس کا قصور ہے مگر اس نے وہ قتل نہیں کیے۔" وہ نگاہیں زمر کے چہرے سے ہٹا نہیں پا رہا تھا۔ جو پرسکون سی بیٹھی تھی۔ اس کی آنکھوں میں اداسی تھی، مگر اطمینان بھی تھا۔

"جب آپ کا ایک دھوکا سامنے آجائے تو آپ کے سارے سچ مشکوک ہو جاتے ہیں اور یہ مت کہیے کہ اس نے وہ قتل نہیں کیے۔ آپ کے چہرے پہ لکھا ہے کہ آپ کو خود بھی یقین نہیں کہ وہ بے گناہ تھا۔"

احمر نے آہستہ سے سر ہلا دیا۔ "مجھے نہیں پتا، وہ بے گناہ ہے یا نہیں، اس کے خلاف اتنے ثبوت ہیں کہ اگر سوچوں تو وہ قاتل لگتا ہے، مگر وہ میرا دوست ہے، مجھے اس کی ہر بات ٹھیک لگتی ہے۔ آئی ایم سوری۔ ہم نے بہت غلط کیا۔" خفت سے گردن قدرے جھکا کر وہ بولا۔

"مجھے آپ کی معذرت سے فرق نہیں پڑتا۔ آپ میرے کچھ نہیں لگتے۔" نرمی سے کندھے اچکا کر وہ بولی تو وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔ پھر اٹھ گیا۔

"اگر آپ کو کبھی یہ معلوم ہوا کہ وہ بے گناہ ہے اور اسے پھنسایا گیا ہے تو آپ کیا کریں گی؟"

"وہ بے گناہ نہیں ہے، کم از کم مجھے اس پہ اب یقین نہیں آتا۔"

"میں دوبارہ آپ سے معذرت کرتا ہوں۔" اس کا آفس چھوڑنے سے پہلے احمر نے پھر سے کہا تھا۔ زمر نے سر کو بس خم دیا۔ مگر وہ جانتا تھا کہ اس نے معذرت قبول نہیں کی تھی۔

☆ ☆ ☆

لغزشوں سے ماورا تو بھی نہیں، میں بھی نہیں
دونوں انسان ہیں، خدا تو بھی نہیں، میں بھی نہیں

احمر اپنے کچن کے اونچے اسٹول پہ، سوچ میں گم بیٹھا تھا جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ پھر بھاری قدم قریب آتے سنائی دیے۔

"کیوں بلایا ہے؟" فارس بے نیازی سے پوچھتا ساتھ والے اسٹول پہ بیٹھا۔ کہنیاں کاؤنٹر پہ رکھ لیں اور گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا جو آنکھیں چھوٹی کر کے سامنے کسی غیر مرئی نقطے کو دیکھ رہا تھا۔

"اے! ہیلو!" فارس نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی۔ وہ چونکا نہیں، بس آہستہ سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"آج کچہری گیا تھا کسی کام سے۔ میڈم زمر سے ملاقات ہوئی۔"

"پھر؟" فارس نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ سامنے دیکھ رہا تھا۔

"یار! ہم نے ایک لڑکی کو استعمال کر کے جیل توڑنی چاہی۔ لعنت ہے ہمارے اوپر۔"

وہ پہلے قدرے حیران ہوا، پھر ناگواری سے لب بھینچ لیے۔ چہرہ موڑ کر سامنے دیکھنے لگا۔

"یہ قصہ کیوں دہرا رہے ہو؟"

"ہم نے ایک لڑکی کو استعمال کیا یار!" وہ سخت پُرملال تھا۔

"ایک منٹ۔ میں نے تمہیں دوسرے وکیل کے لیے پیغام دیا تھا، یہ تمہاری غلطی تھی۔" خفگی سے اس

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

نے بات کاٹی۔
"اور پھر تم نے کیا کیا؟" وہ بھی اتنی ہی درشتی سے اس کا چہرہ دیکھتے ہوئے بولا۔ "تم نے میری غلطی کو ٹھیک کیا؟ مجھے ایک دفعہ بھی کہا کہ جاکر اس کو سب بتادیتے ہیں۔ تمہیں پتا تھا کہ ایسی مخبری پہ کارروائی کے بعد اگر ہم فرار ہوگئے تو اس کے ساتھ کیا ہوگا' مگر تم نے سب کچھ چلنے دیا۔"
"ایسے ظاہر مت کرو جیسے تم نے کچھ نہیں کیا۔" وہ برہم ہوا۔
"مگر میں اس کا کچھ نہیں لگتا تھا'۔غازی تمہیں' کم از کم تمہیں پلان جاری نہیں رکھنا چاہیے تھا۔اور پھر بعد میں تمہیں اس سے معافی بھی مانگنی چاہیے تھی۔ وہ قتل تم نے نہیں کیے ہوں گے' تم بے قصور ہوگے' مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ تم زندگی میں ہر معاملے میں بے قصور ہو۔ تم نے واقعی اس کو استعمال کرنے کی کوشش کی۔" سنجیدگی سے وہ کہہ رہا تھا۔ فارس تنے ابرو کے ساتھ چہرہ موڑے سامنے دیکھتا رہا۔ چند پل ایک شدید تناؤ کی کیفیت میں خاموش گزرے۔ پھر وہ اسی خفگی سے بولا۔
"میں کیوں معافی مانگتا؟ میں نے اس پہ گولی نہیں چلائی تھی۔"
احمر نے فوراً" اثبات میں سرہلایا۔ "بالکل۔ تم نے اس پہ گولی نہیں چلائی۔ تم نے اس کا دل توڑا ہے۔ مجھ سے پوچھو تو یہ زیادہ بڑا گناہ ہے۔" ملامتی انداز میں کہہ کر وہ اٹھ گیا اور گھوم کر لاؤنج کی سمت آیا اور میز پہ رکھا موبائل اٹھا کر بٹن دبانے لگا۔ چند لمحے اس اظہار لاتعلقی کی نذر ہوگئے۔
فارس ابھی تک اونچے اسٹول پہ بیٹھا' خفگی سے سامنے دیکھ رہا تھا۔ احمر اس کی پشت پہ تھا۔ جب وہ مزید کچھ نہ بولا تو فارس نے گہری سانس لی۔
"مجھے پتا ہے' میں نے اسے استعمال کرنے کی کوشش کی۔ میں خود غرض ہوگیا تھا۔" پھر وہ گویا اکتا کر پیچھے گھوما۔ "میں ڈھائی سال سے جیل میں بند تھا' میرے پاس کوئی دوسرا راستہ۔"
"اوہ پلیز' کوئی وضاحت مت دینا۔ کسی کا دل توڑنے کی کوئی وضاحت نہیں ہوتی۔" موبائل جیب میں رکھتے احمر نے چابیوں کا گچھا اٹھایا اور راہداری کی سمت بڑھ گیا۔
"اگر تمہیں خود جانا تھا تو کیوں بلایا مجھے؟" اس نے بے زاری سے پکارا۔
"یہ بتانے کے لیے کہ میں آج کے بعد اس کو چڑیل نہیں کہوں گا۔ دراصل آج مجھے اندازہ ہوا کہ وہ اتنی بری نہیں ہے' جتنی کورٹ میں مجھے لگا کرتی تھی۔ اور ہاں!" دروازہ کھولتے کھولتے وہ رکا۔ مڑ کر سنجیدگی سے دور بیٹھے فارس کو دیکھا۔ "میرا خیال ہے وہ جو تمہارے ساتھ کر رہی ہے' تم وہ ڈیزرو کرتے ہو۔" پھر الوداعی انداز میں ہاتھ ہلایا اور باہر نکل کر دروازہ بند کردیا۔
"بدتمیز۔" پہلے سے خراب موڈ اسٹپنی نے مزید خراب کردیا تھا۔ وہ اسٹول دھکیلتا خود بھی جانے کے لیے اٹھا اور یہ تب ہی تھا' جب ندرت کا فون آیا۔
"میں نے زمر کو کال کی تھی' اس نے بتایا وہ آفس میں ہے۔ تم دونوں یوں کرو' دوپہر میں ہماری طرف آجاؤ' سعدی صبح کہہ کر گیا تھا کہ شام کو ریسٹورنٹ کو کسٹمرز کے لیے بند کرکے باربی کیو کریں گے۔"
"رات کو ہاشم نے کھانے پہ بلایا ہے۔"
"میں نے زمر سے بات کرلی ہے' وہ کہہ رہی ہے' ہاشم سے معذرت کرلے گی۔ تم بھی آجاؤ۔" اور ندرت عجلت میں فون کاٹ گئیں۔ فارس نے بے زاری سے موبائل کو تکا۔
"اگر ہاشم سے معذرت کرنی ہی تھی تو میرے سامنے ہاں کرنے کیا ضرورت تھی۔" بے حد برے موڈ میں وہ وہاں سے نکلا تھا۔

☆ ☆ ☆

سانس روکے کھڑا تھا ملک الموت
سامنا باپ کو ہوا کا تھا

چھوٹے یا غیبے والے گھر کے لاؤنج کو کولر نے ٹھنڈ بخش رکھی تھی۔ کھانے کے برتن اٹھائے جاچکے تھے'

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ندرت خوشی خوشی زمر کو کچھ بتا رہی تھی جو صوفے پہ بیٹھی' نرمی سے مسکراتی ان کو دیکھ رہی تھی۔ حنہ قریب میں پیر اوپر کر کے بیٹھی' ڈائجسٹ پڑھتے ہوئے ناخن چبا رہی تھی۔

"فارس کو دیکھو' آیا ہی نہیں' کب سے فون کیا تھا اسے۔" ندرت نے گھڑی دیکھتے ہوئے قدرے خفگی سے کہا۔ زمر بدقت مسکرا پائی۔

"سعدی کب آئے گا؟" موضوع تبدیل کیا۔

"پتا نہیں' آج کسی کام سے گیا تھا' شاید دیر ہو جائے۔"

اور عین اسی وقت بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ ان تینوں نے بے اختیار اس طرف دیکھا۔ وہ شاید تیزی سے اندر آیا تھا' اس لیے اگلے ہی لمحے راہداری عبور کر کے چوکھٹ پہ آن رکا۔ کوٹ پہنا ہوا تھا' مگر ٹائی ڈھیلی تھی' بال قدرے بکھر چکے تھے' اور دھوپ کی تمازت سے چہرہ تمتمایا ہوا لگ رہا تھا۔ ماتھے پہ پسینہ بھی تھا۔ مگر یہ اس کا حلیہ نہیں' کچھ اور تھا جس کے باعث وہ سب اس کو دیکھنے لگے۔

جارحانہ انداز اور آنکھوں میں دبا غصہ۔ زمر کو دیکھ کر وہ چوکھٹ پہ تھما' سرخ غصیلی آنکھوں سے حنہ کو دیکھا۔ گردن ترچھی کر کے اشارہ کیا۔ "بات سنو میری!"

نہ سلام' نہ کچھ۔ حنین کے رسالہ پکڑے ہاتھ نم ہونے لگے۔ چہرہ بے رنگ ہوا۔ بھائی کو پتا چل گیا۔ حنہ ڈیڑھ برس کی محنت کے بعد بھی اپنا اعتبار کھونے سے نہیں بچا سکی۔ سب اکارت گیا۔ اس کا دل ڈوبنے لگا۔

زمر کی نظروں نے سعدی سے حنین کے چہرے تک کا سفر کیا اور ایک دم پریشان نظر آنے لگی۔ سعدی کہہ کر رکا نہیں' مڑ گیا۔ حنہ مرے مرے قدموں سے اٹھی اور اس کے پیچھے گئی۔

"سعدی۔" ندرت نے فکر مندی سے پکارا' مگر اس نے نہیں سنا۔ وہ کمرے میں آیا' کوٹ اتار کر کرسی پہ ڈالا' اور پلٹا تو حنہ انگلیاں مروڑتی اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ سعدی نے دروازہ پاؤں سے دھکیل کر بند کیا اور اس کی جانب گھوما۔ (دروازہ چوکھٹ سے ابھی چار انچ دور تھا جب باہر سے زمر نے ہینڈل تھام لیا۔ ذرا سی در زباقی رہ گئی۔)

"تمہارے آخری پیپر میں' جو لاء اسکول میں تھا' کیا ہوا تھا؟ ہاں' کیا ہوا تھا؟" وہ طیش سے اسے گھورتے دو قدم مزید قریب آیا۔ حنہ نے ڈرتے ڈرتے پلکیں اٹھائیں۔

"آپ کو کس نے بتایا؟"

"حنین! میں نے تمہیں رکھ کر تھپڑ مارنا ہے اگر تم نے مجھے سیدھی طرح پوری بات نہ بتائی تو۔ تم چیٹنگ کرتے پکڑی گئی تھیں اور تم نے ہاشم کو بلایا تھا' ہاں؟"

حنین کی سعدی کا چہرہ تکتی آنکھیں نم ہو گئیں۔ ذرا سا اثبات میں سر ہلایا۔ سعدی کے قدموں تلے زمین سرکنے لگی۔ ہاشم صحیح کہہ رہا تھا۔ اس کے کان سرخ ہوئے۔

"تمہارا بھائی مر گیا تھا جو اس گھٹیا آدمی کو بلایا تم نے؟" وہ بے حد غم و غصے سے دھاڑا تھا۔

"تمہیں کیا پرابلم ہے اس بات سے؟" زمر ٹھنڈے انداز میں کہتی اندر داخل ہوئی۔ حنہ نے نم آنکھوں سے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ حنین کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ سعدی کے مقابل۔

"زمر! میں اپنی بہن سے بات کر رہا ہوں' آپ درمیان میں مت آئیں۔" اس نے غصے کو ضبط کرتے بمشکل لحاظ کیا۔ وہ سینے پہ بازو لپیٹے وہیں کھڑی رہی۔ ہلی بھی نہیں۔

"مگر میں تم سے بات کر رہی ہوں۔ ہاشم کو بلانے کے لیے میں نے کہا تھا اسے۔ اس نے پہلا فون مجھے کیا تھا۔" سعدی کی آنکھوں میں دیکھ کر اسی سکون سے بولی۔ حنین کا دل دھک سے رہ گیا۔

"مجھے پتا ہے' آپ جھوٹ بول رہی ہیں۔ آپ کو اس بات کا علم بھی نہیں تھا۔" وہ اتنے ہی غصے سے بولا۔

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

"شاید تم بھول گئے ہو کہ میں تم سے آٹھ سال بڑی ہوں۔ اس لیے پہلی بات' مجھ سے ذرا تمیز سے بات کرو۔ دوسرا یہ کہ مجھے تم سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا فون ریکارڈ چیک کرلو بے شک۔"

سعدی کے تنے کندھے قدرے ڈھیلے پڑے' مگر غصہ بھری آنکھوں میں شکوک و شبہات لیے وہ زمر کو دیکھتا رہا۔

"اچھا اگر آپ کو یہ بات پتا تھی تو کیا نام ہے اس وکیل کا جو اس لاء کالج کا منتظم ہے اور جس سے ہاشم نے بات کرکے اس کو۔۔۔" غصیلی نظر حنین پہ ڈالی۔ اس مسئلے سے نکلوایا تھا؟"

"راجہ عبدالباسط' ممبر ہائی کورٹ بار۔ کیا گھر کا ایڈریس بھی دوں ان کا؟" وہ اتنی برہمی سے بولی کہ سعدی کی آنکھوں میں الجھن ابھری۔ باری باری ان دونوں کے چہرے دیکھے۔

"اگر حنین نے آپ کو کال کیا تھا تو آپ خود کیوں نہیں گئیں؟ ہاشم کو کیوں انوالو کیا میرے گھر کے معاملے میں؟" وہ اب بھی مشکوک تھا اور غصہ پھر سے چڑھنے لگا۔

"کیوں کہ میں دن میں پچیس کام کرکے دیتی ہوں اس کے' دو چار وہ کردے گا تو احسان نہیں کرے گا۔" وہ خفگی سے کہہ رہی تھی۔ "اس وکیل سے میرے تعلقات اچھے نہیں ہیں' اس کے گروپ کو ووٹ نہیں دیا تھا میں نے' دوسرے بھی کئی مسئلے ہیں میرے ساتھ۔ میں جاتی تو مسئلہ مزید بگڑتا' اس لیے میں نے حنہ سے کہا کہ ہاشم کو کال کرتی ہوں۔ میرے کرنے سے پہلے حنہ نے کرلی کال اور وہ پہنچ بھی گیا۔ تمہیں کیا پرابلم ہے اس سب سے؟"

"تم نے۔۔۔" سعدی کے چہرے پہ اشتعال ابھرا' انگلی اٹھا کر سنگین انداز میں پوچھا۔ "تم نے چیٹنگ کی تھی یا نہیں؟"

اور یہ وہ سوال تھا جس کا جواب زمر کو بھی معلوم نہیں تھا' سو وہ اسی اطمینان سے حنین کی طرف گھومی۔

"بولو بھی حنین' اپنی پوزیشن کلیئر کرو' کھا نہیں جائے گا وہ تمہیں۔"

اور حنین جو اس وقت مختلف کیفیات کا شکار ہو رہی تھی' اس کا دل بھر آیا۔ آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ "میں نے چیٹنگ نہیں کی تھی' پچھلی لڑکی نے ٹشو میں نقل لکھ کر مجھے دی کہ اگلی کو دوں۔ وہ ٹشو میرا نہیں تھا' نہ میں نے کچھ پڑھا اس میں۔ میں نے تو صرف ٹشو پاس کیا تھا۔ ایگزامنر نے مجھے دیکھا دوسروں کو نہیں' بس مجھے اٹھا دیا اور پھر۔۔۔" وہ سارا واقعہ ٹھیک ٹھیک بتانے لگی۔

"تمہیں نہیں پتا تھا اس ٹشو میں کیا لکھا ہے؟" وہ سختی سے پوچھ رہا تھا اور ایک یہی نکتہ تھا جہاں پہنچ کر پچھلے دو ہفتے سے حنین کا دل ڈوبتا تھا۔

"مجھے پتا تھا' مگر۔۔۔"

اور سعدی نے بے زاری سے سر جھٹکا۔ "تمہیں پتا تھا اور پھر بھی تم نے ٹشو آگے پاس کیا۔ تم نے ان کی اعانت کی۔ تم ان کی چیٹنگ میں شریک بنیں۔" نفی میں سر ہلاتے اس نے غصے اور صدمے سے حنہ کو دیکھا جس کے آنسو مزید تیز سے گرنے لگے تھے۔ "تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا حنین۔"

"اچھا اگر تم اس کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے؟" زمر نے اس کی توجہ حنین سے ہٹائی۔

"میں اسی وقت کھڑا ہو کر وہ ٹشو ایگزامنر کے حوالے کردیتا۔ اعانت جرم' جرم کرنے کے برابر ہوتی ہے۔"

"تم ایسا کر بھی سکتے ہو' کیوں کہ تمہارے ساتھ کمرا امتحان میں لڑکے ہوتے' جو تھانے چلے جائیں' پرچہ کٹ جائے اور تین سال امتحان نہ دے سکیں تو کوئی قیامت نہیں آتی' مگر حنہ کے ساتھ لڑکیاں تھیں' اور ان کی عزت اگر خاک میں ملے تو پورا خاندان تباہ ہوتا ہے سعدی۔ کیا یہ ان دو لڑکیوں کو ایک غلطی کی اتنی بڑی سزا دیتی؟" وہ تیز لہجے میں اس سے مخاطب تھی۔ ساتھ ہی آنکھوں میں بے پناہ برہمی تھی۔

سعدی کے ماتھے کی تیوریاں قدرے ڈھیلی پڑیں' مگر پوری طرح نہیں۔

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

"اور اب کیا ہوگا؟ وہ وکیل اس چیز کو اب بھی استعمال کر سکتا ہے۔"

"تمہیں لگتا ہے' میں اسے یہ کرنے دوں گی؟" اس نے الٹا حیرت سے سعدی سے پوچھا۔ کوئی بوجھ سا تھا جو سعدی کے دل سے سرکنے لگا۔ وہ رخ موڑ کر گہرے سانس لیتا خود کو کمپوز کرنے لگا۔ حنہ فکرمندی سے باری باری دونوں کا چہرہ دیکھتی۔ اس کا سانس ابھی تک اٹکا تھا۔

"مجھے کیوں نہیں بتایا' ہاں؟" اس نے ملامتی نظروں کا رخ زمر کی طرف کیا۔

"تمہیں بتاتی تاکہ تم وہ کرو جو ابھی کر رہے ہو۔ آخر میں ہو تو فارس کے ہی بھانجے نا۔ (فی الحال وہ دونوں بھانجی بھانجے اس ریفرنس پہ احتجاج کرنے کی ہمت نہیں رکھتے تھے۔ وہ اسی تیز' برہم انداز میں بولتی گئی۔) اور تم کیا کر لیتے وہاں آکر سوائے مسئلہ بڑھانے کے؟ میں نے وہی کیا جو مجھے ٹھیک لگا۔ حنہ نے بھی وہی کیا جو اسے ٹھیک لگا۔ زیادہ اسمارٹ بننے کی ضرورت نہیں ہے' جب تم انگلینڈ میں مزے کر رہے تھے۔ (سعدی نے اس لفظ پہ بے اختیار ابرو اٹھائی۔) تو یہاں زمر اور حنین اپنے مسئلے خود حل کر رہی تھیں۔ کیا ہم نے تمہیں بتایا حنہ کی اس کلاس فیلو کے بارے میں جو اسے ہراساں کر رہی تھی' یا اس وائس پرنسپل کے بارے میں جو غلط طریقے سے اس کی محنت چرانا چاہ رہی تھی یا ان لوگوں کے بارے میں جن کو میں اور حنہ گھر جا کر ان کی غیر قانونی جائیداد کے خلاف کارروائی کی دھمکی دے کر آئے تھے۔ ہم نے تو بہت سارے مسئلے اکٹھے سلجھائے ہیں' کس کس کا بتاؤں میں تمہیں؟"

ایک واقعہ کو تین سے ضرب دے کر اس نے کہا تو سعدی کا غصہ جاتا رہا۔ وہ واقعی ٹکر ٹکر دونوں کی شکل دیکھنے لگا۔

"میری بات کان کھول کے سنو سعدی! آئندہ اس لہجے میں اپنی بہن سے بات مت کرنا۔ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا۔" انگلی اٹھا کر سختی سے اس کو وارننگ دی۔ "اب باہر نکلو تو تم دونوں کا موڈ ٹھیک ہونا چاہیے۔ بھابھی کو بھنک بھی نہیں پڑنی چاہیے۔"

ایک آخری ناراض نظر ان پہ ڈال کر وہ باہر نکل گئی۔

پیچھے سعدی اور حنین کے درمیان خاموشی حائل ہو گئی۔ وہ جھکی' بھیگی پلکوں کے ساتھ کھڑی تھی اور وہ گو کہ ابھی تک خفگی سے اسے دیکھ رہا تھا' مگر صاف ظاہر تھا' وہ ٹھنڈا ہو چکا ہے۔

"آئی ایم سوری۔ میں نے صرف اس لیے نہیں بتایا کہ مجھے لگا' آپ مجھے غلط سمجھیں گے' مگر میں آپ کو بتانے والی تھی۔"

"اگر تم غلط نہیں تھیں تو میں تمہیں کیوں غلط سمجھتا؟ زمر جو بھی کہیں' تم لوگوں کو مجھ سے کچھ چھپانا نہیں چاہیے۔ ہم ایک فیملی ہیں' ہم ایک دوسرے سے باتیں نہیں چھپا سکتے۔"

"آپ نے کہا تھا کہ اگر آپ نے دوبارہ چیٹنگ کا سنا تو ہم دونوں ایک دوسرے سے الگ ہو جائیں گے۔"

"افوہ!" سعدی نے جھلا کر سر جھٹکا۔ "امی دن میں پچاس دفعہ کہتی ہیں کہ تمہاری ٹانگیں توڑ دیں گی' کبھی آج تک توڑیں؟"

حنین نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا' پھر نفی میں سر ہلایا۔

"انسان تنبیہہ کرتے ہوئے بہت سی باتیں کہہ دیتا ہے' ایسا کرنا تھوڑا ہی ہوتا ہے؟ ہم ایک خاندان ہیں' تم لاکھ دفعہ غلطی کرو' میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا' میں تمہارا بھائی ہوں۔ موت کے علاوہ کوئی چیز ہمارے درمیان نہیں آسکتی۔"

اور موت کا لفظ اتنا اداس کر دینے والا تھا کہ حنین کا دل لرز گیا' مگر وہ کہہ رہا تھا۔ "میری بات سنو' اب تم کبھی بھی آئندہ ہاشم کو نہیں بلاؤ گی۔ چاہے کچھ بھی ہو جائے۔ تم مجھے بلاؤ گی' میں نہیں ہوں تو تم زمر کو بلاؤ گی' مگر کبھی بھی ہاشم پہ بھروسا نہیں کرنا۔"

"وہ ویسے نہیں ہیں جیسے آپ ان کو سمجھتے ہیں۔ وہ ہمارے لیے اتنا کرتے ہیں' اور ہم۔۔۔"

"بالکل بالکل Saint Hashim (ولی ہاشم)

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کی برائی تو میرا خاندان سن ہی نہیں سکتا۔" افسوس سے اس نے حنہ کو دیکھا۔ "بہرحال' ہم اس بارے میں بعد میں بات کریں گے۔ ابھی میں فریش ہولوں۔" حنین نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ باہر نکلی تو سعدی کچھ یاد آنے پہ ساتھ ہی باہر آیا۔ زمر ندرت کے ساتھ لاؤنج میں بیٹھی تھی۔

"مجھے کچھ کام کرنا ہے' پھر میں چاہتا ہوں کہ آپ سب ریسٹورنٹ میں جمع ہوجائیں رات کے کھانے کے لیے۔ مجھے آپ کو کچھ بتانا ہے۔" اس نے اب ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ اطلاع دی۔ زمر مسکرا دی' سر کو خم دیا۔ وہ پلٹ گیا۔ اس کے جاتے ہی زمر نے حنین کو اشارہ کیا اور وہ ندرت سے معذرت کرکے حنین کے کمرے میں چلی آئیں۔ زمر نے دروازہ بند کیا اور جب اس کی طرف گھومی تو چہرے پہ ڈھیروں غصہ تھا۔

"تم نے ہاشم کو کال کیا؟ ہاشم کاردار کو؟" غصے اور صدمے سے دبی آواز میں پوچھتی' اس نے حنین کو کہنی سے پکڑ کر جھٹکا دیا۔

"وہ میرے مقروض تھے' مجھے میری سمجھ میں نہیں آیا اور کیا کروں۔ میں۔" اس نے تفصیل سے ایک ایک بات بتادی۔

"سعدی کو کس نے بتایا؟" اس نے غصے سے گھورتے بات کاٹی۔

"پتا نہیں' انہوں نے نہیں بتایا۔"

"ظاہر ہے ہاشم نے بتایا ہوگا۔"

"کبھی بھی نہیں۔ وہ نہیں بتاسکتے۔ کسی اور نے بتایا ہوگا۔" حنین نے جتنے وثوق سے کہا' زمر نے چونک کر اسے دیکھا۔ آنکھوں میں تعجب گہرا ہوا۔

"ہاشم اچھا آدمی نہیں ہے حنہ! کبھی دوبارہ اس کو اپنے مسئلوں کے لیے نہیں بلانا۔ اچھا؟"

"اچھا۔" وہ خفیف سی ہوکر رہ گئی۔ پھر یاد آیا۔

"آپ کو کیسے پتا ان وکیل صاحب کا نام؟"

"تم نے خود بتایا تھا کہ تم کہاں ایگزام دے رہی ہو۔ وہاں ایک ہی سینئر لائیر ہیں۔ میں جانتی ہوں ان کو۔"

"اوہ۔ تو باقی سب سچ تھا۔"

"اب قیامت تک سعدی کو پتا نہ چلے کہ تم نے مجھے کال نہیں کی تھی' اوکے؟" موبائل پہ نمبر ملاتی وہ باہر کی طرف بڑھی' پرس بھی جس انداز سے کندھے پہ ڈالا' حنین نے حیرانی سے اسے دیکھا۔

"آپ کہاں۔؟"

"مجھے ایک رپورٹ اٹھانے جانا ہے لیب' شام تک آجاؤں گی' مگر سنو۔" جاتے جاتے دوبارہ سختی سے تنبیہہ کی۔ "آئندہ کوئی بھی مسئلہ ہو' تم اسے نہیں' مجھے بلاؤ گی۔ چاہے تمہیں مجھ سے کتنی ہی نفرت کیوں نہ ہو۔؟"

آخری الفاظ پہ حنین کا دل ایک دم خالی ہوگیا۔ وہ وہیں شل سی کھڑی رہ گئی۔ زمر اس کو دیکھے بغیر' موبائل پہ بٹن دباتی آگے بڑھ گئی۔ کھڑے کھڑے ندرت کو کام کا بتایا' اور پھر اسی طرح موبائل پہ دیکھتی راہداری پار کی اور دروازہ کھولا تو۔ وہ سامنے کھڑا تھا۔ ہینڈل پہ ہاتھ رکھنے لگا تھا' اسے دیکھ کر رک گیا۔ زمر نے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا' پھر واپس موبائل پہ نظریں جھکائے ایک طرف ہوگئی۔ وہ خاموشی سے اندر آیا اور وہ باہر نکل گئی۔ فارس گردن موڑ کر اسے جاتے دیکھتا رہا۔ دل میں چھپا کرب اور آنکھوں کا حزن مزید بڑھ گیا۔

"تم نے اس کا دل توڑا ہے۔ مجھ سے پوچھو تو یہ زیادہ بڑا گناہ ہے۔"

جس وقت وہ ندرت سے مل رہا تھا' اور حنین کھڑکی سے باہر زمر کو جاتے دیکھ رہی تھی' اندر سعدی اپنے باتھ روم سے تازہ دم ہوکر نکل رہا تھا۔ گیلے بال تولیے سے رگڑتے' سفید آدھی آستین کی ٹی شرٹ اور نیلی جینز پہنے وہ پہلے سے بہت ہلکا پھلکا لگ رہا تھا۔

کمرے کا دروازہ لاک کیا۔ اور وہ کوٹ جو آج پہن کر گیا تھا' اسے اٹھا کر کمپیوٹر چیئر پہ آبیٹھا۔ لیپ ٹاپ آن کیا۔

"سو ہاشم بھائی۔ سعدی یوسف ایک معصوم' بے وقوف بچہ ہے نا۔" کوٹ کی اوپری جیب سے پین نکالا'

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اور کوٹ کو پیچھے بیڈ پہ اچھال دیا۔

"اور یہ معصوم بچہ اتنا گھامڑ ہے کہ آپ کو جا کر کہتا ہے کہ اعتراف جرم کر کے معافی مانگ لیں' اور دیت ادا کریں۔ آپ کے خیال میں سعدی آج آپ کے پاس اس لیے آیا تھا؟" وہ تکان سے مسکرایا۔ لیپ ٹاپ اسکرین روشن ہو چکی تھی۔

"نہیں ہاشم بھائی' میں آپ کے پاس "اس" لیے آیا تھا۔" اپنے پین کو دیکھتے ہوئے وہ بڑبڑایا' اور پھر پین کا ڈھکن کھولا۔ اندر نب نہیں تھی۔ اس کی جگہ یو ایس بی پلگ تھا۔ سعدی نے اسی مسکراہٹ کے ساتھ پلگ لیپ ٹاپ میں داخل کیا۔

"مجھے صرف آپ کا اعتراف جرم چاہیے تھا ہاشم بھائی۔ اور وہ مجھے مل گیا۔" پین لیپ ٹاپ میں لگ چکا تھا' اور اب وہ اسکرین پہ وہ دکھا رہا تھا جو اس میں لگے ننھے کیمرے نے ریکارڈ کیا تھا۔ سعدی کی اوپری جیب میں لگا قلم' ہاشم کے آفس میں داخل ہونے سے لے کر' وہاں سے نکلنے تک' تمام مناظر بہترین کوالٹی میں عکس بند کرتا آیا تھا۔ چونکہ زیادہ وقت اس کے سامنے ہاشم اور جواہرات رہے تھے' اس لیے وہ اسکرین پہ بالکل سامنے نظر آئے تھے۔ پوائنٹ بلینک پہ۔ جیسے انٹرویو ریکارڈ کروا رہے ہوں۔

"میری بات پہ کوئی یقین نہیں کرے گا' مگر کیا آپ کی اپنی بات پہ بھی کوئی یقین نہیں کرے گا؟" آسودہ سی گہری سانس بھرتے اس نے کرسی پہ ٹیک لگائی۔

"آپ لوگوں نے فارس غازی کو پھنسایا ٹیکنالوجی استعمال کر کے۔ اب آپ دیکھیے۔ کہ میں یہی ٹیکنالوجی آپ کو کیسے لوٹاتا ہوں۔ میں ایک بے وقوف بچہ نہیں ہوں۔ آپ بھول گئے کہ میں ایک سائنس دان ہوں۔"

ویڈیو بہترین کوالٹی اور کلیئر آواز کے ساتھ اس کے سامنے چل رہی تھی' اور وہ بازوؤں کا تکیہ بنا کر سر رکھے ٹیک لگائے اطمینان سے اسے دیکھ رہا تھا۔

☼ ☼ ☼

جانِ محسنؔ تو بھی تھا ضدی' انا مجھ میں بھی تھی

دونوں خود سر تھے' جھکا تو بھی نہیں' میں بھی نہیں

دوپہر باسی ہو کر شام میں ڈھل گئی اور سارے شہر پہ نیلا سا اندھیرا پھیلنے لگا۔ ایسے میں چھوٹے با غیچے والے گھر کے لاؤنج میں رونق لگی تھی۔ بڑے ابا نرمی سے مدھم آواز میں فارس سے کچھ کہہ رہے تھے' جسے وہ سنجیدگی سے سن رہا تھا' البتہ گاہے بگاہے ابا ایک پُر تشویش نگاہ زمر پہ بھی ڈالتے جو فارس کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے سامنے بیٹھی تھی۔ وہ نو بیاہتا لڑکیوں کی طرح ہی لگ رہی تھی' شیفون کے ہلکے کام والے لمبے نیوی بلیو گاؤن اور سلک پاجامے میں ملبوس' جھلکے چہرے پہ میک اپ بھی نظر آتا تھا' اور کانوں میں آویزے بھی' مگر وہ جس طرح سامنے جا کر بیٹھی تھی' اور ابھی تک فارس سے مخاطب نہیں ہوئی تھی' یہ یوسف صاحب کو کھٹک رہا تھا۔

ندرت بھی نیا جوڑا پہنے اندر کمرے میں تیار ہو رہی تھیں۔ میک اپ کے لیے حنین کی محتاج تھیں' بیڈ پہ بیٹھی اسے سخت سست سناتے ہوئے جلدی کرنے کا کہہ رہی تھیں' جس کی اپنی تیاری ختم ہونے میں نہیں آ رہی تھی۔ یہ ڈنر ریسٹورنٹ میں سعدی کی طرف سے تھا اور اس کا پلان تھا کہ سب مل کر باربی کیو کریں گے۔ ویٹر فارغ۔ امی کو بھی ریسٹ ملے گا۔ البتہ وہ خود تھوڑی دیر پہلے باہر نکلا تھا۔ کہاں' اس نے نہیں بتایا۔

"حنین! میری اچھی بیٹی' جلدی کرو' میرے لپ اسٹک لگا دو۔" ندرت بیڈ پہ بیٹھیں' اسے مسلسل پکار رہی تھیں۔ (میک اپ کے لیے بیٹیوں کی محتاج مائیں۔) وہ جلدی سے ٹاپس پہنتی ان تک آئی۔

"نہیں نہیں' صبح کون کہہ رہا تھا مجھے نکمی پھوہڑ حنین۔" ان کے سامنے کھڑے' جھک کر ان کو لپ اسٹک لگاتے وہ ترنت بولی تھی۔ بھائی سے صلح ہو گئی' ایک بوجھ دل سے ہٹ گیا' وہ بھی موڈ میں آ گئی تھی۔ اب ندرت نہ بول سکتی تھیں' نہ جوتا اتار نے ہاتھ پاؤں تک نیچے لے جا سکتی تھیں۔ (ذرا یہ لپ اسٹک مکمل کر لے نا!)

"تمہاری جاب کا کیا بنا؟" باہر لاؤنج میں فارس نے

WWW.PAKSOCIETY.COM

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 f PAKSOCIETY

بظاہر توجہ سے ابا کا سوال سنا' مگر ان کی بار بار زمر کی طرف اٹھتی فکر مند نگاہیں اسے نظر آرہی تھیں۔

"اپنی ایجنسی میں تو کوئی چانس نہیں رہا' ایک دو پرائیویٹ سیکیورٹی ایجنسیز میں اپلائی کیا تھا' اپائنٹ کرلیا ہے' یکم سے جوائن کرنا ہے۔"

"یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" ابا نے پھر زمر کو دیکھا' جو لاتعلقی سے سامنے بیٹھی موبائل پہ ٹائپ کیے جارہی تھی۔

"زمر!" فارس نے عام سے انداز میں اسے پکارا تو زمر نے چونک کر اسے دیکھا۔ پھر ابا کو جو اسے ہی دیکھ رہے تھے۔

"آپ ادھر کیوں بیٹھی ہیں؟ ادھر آجائیں نا۔" اس نے بڑے صوفے پہ اپنے ساتھ خالی نشست کی طرف اشارہ کیا۔ بڑے ابا خاموشی سے زمر کو دیکھے گئے۔

اس نے جیسے ڈھیروں غصہ ضبط کیا' بدقت مسکرائی۔ البتہ آنکھوں میں فارس کے لیے شدید تپش تھی۔

"سوری۔ آپ لوگوں کو وقت نہیں دے پارہی۔ کچھ ای میلز کرنا تھیں۔" بظاہر مسکرا کر کہتی' وہ اٹھی اور جب اس کے ساتھ بیٹھی تو درمیان میں نامحسوس سا فاصلہ رکھا۔ بڑے ابا غور سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہے تھے۔

"سعدی کیا کہہ رہا تھا؟ کب آئے گا وہ۔" فارس نے چہرہ موڑ کر اسے مخاطب کیا۔ ساتھ ہی آنکھوں سے اشارہ کیا۔ (بڑے ابا دوسری سمت بیٹھے تھے' اس لیے اس کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھ سکتے تھے۔) وہ اسے ابا کے سامنے مخاطب کررہا تھا' اسے جواب دینا تھا۔

"وہ۔ ابھی آجائے گا تو تھوڑی دیر تک۔" اندر اٹھتے ابال کو دبا کر وہ مسکرا کر بولی۔ ابا کے چہرے پہ اطمینان سا چھانے لگا۔ اندر سے آتی ندرت چلنے کا کہنے لگیں تو وہ اس طرف دیکھنے لگے۔ زمر نے اسے تیز نظروں سے گھورا' مگر وہ اسی سنجیدگی سے واپس ابا کی طرف متوجہ ہوگیا۔ وہ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے' پھر سے موبائل دیکھنے لگی۔ البتہ اندر کوئی ابال سا اٹھنے لگا تھا۔ (یہ سب اتنا آسان نہیں تھا جتنا شروع میں لگا تھا۔)

"چلیں' ہم ریسٹورنٹ چلتے ہیں' سعدی وہیں آجائے گا۔" ندرت نے جلدی مچائی اور سیم نے ابا کی چیئر تھامی۔ حنین گھر کے دروازے لاک کرنے لگی۔ زمر اور فارس ساتھ ساتھ اٹھے۔ بڑے ابا نے سیم سے آہستہ سے کچھ کہا' وہ مڑ کر ان دونوں کو دیکھنے لگا۔ پھر جلدی سے حنین سے کیمرہ لے آیا۔

"آپ دونوں کی ایک پکچر لے لوں؟ امی آپ بھی آجائیں نا۔"

"نہیں میری تصویریں اچھی نہیں آتیں۔" ندرت دوسرے کاموں میں مصروف تھیں' منع کر گئیں۔ زمر نے بھی انکار کرنے کے لیے لب کھولے' پھر کن انکھیوں سے دیکھا' ابا سی جانب دیکھ رہے تھے۔ وہ جبراً" مسکرائی۔ ساتھ کھڑے فارس پہ سرسری سی نظر ڈالی۔ وہ سیاہ پینٹ پہ پورے آستین اور گول گلے کی سفید شرٹ پہنے ہوئے تھا۔ (اس کی ساری شرٹس ایک جیسی ہوتی ہیں!۔)

سیم کیمرہ لے کر سامنے آکھڑا ہوا۔ فارس مسکرایا نہیں' بس اسی سنجیدگی سے زمر کے ساتھ کھڑا رہا۔ البتہ وہ جبراً" مسکراتی رہی۔ کلک۔ اور دکھاوا ختم۔ وہ اس سے پہلے ہی باہر نکل آئی۔ اب مزید اس کے قریب رہنا برداشت سے باہر تھا۔

اور باہر پھیلتے اندھیرے کو دیکھ کر پہلی دفعہ تھا جب زمر کو ایک دم سے فکر ہونے لگی۔

"سعدی کو اب تک آجانا چاہیے تھا۔ کدھر رہ گیا؟" وہ خود سے بڑبڑائی۔

"بس وہ آتا ہی ہوگا۔" ندرت عجلت سے' خوشی سے گھر لاک کررہی تھیں۔ زمر کی آنکھوں میں تفکر ہلکورے لینے لگا۔ کچھ ٹھیک نہیں محسوس ہورہا تھا۔

☆ ☆ ☆

سلوک یار سے دل ڈوبنے لگا ہے فراز

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

مگر یہ محفل اعدا ہے' کیا کیا جائے!

قصر کاردار اندھیرے میں ڈوبنے لگا تو ملازموں نے ساری بتیاں جلادیں' اور اونچا محل چمکنے لگا۔ لاؤنج میں ایک ملازم گملے پہ جھکا پتے تراش رہا تھا' اور فینو نا اس کے سر پہ کھڑی' ہدایات دے رہی تھی' جب ہاشم اندر داخل ہوا۔ فینو نا فوراً" اس تک آئی۔ پیچھے آتے ملازم سے ہاشم کا بریف کیس لے لیا' اور اسے جانے کا کہا۔ وہ کوٹ اتارتے ہوئے سیڑھیوں کی طرف چلتا گیا۔ فینو نا پیچھے لپکی۔

"کیا بات ہے' ڈنر کی تیاری نہیں ہو رہی کیا؟"

"مسز زمر نے مسز کاردار کو فون کر کے معذرت کرلی تھی۔ مسز کاردار نے کل کے ڈنر کا کہہ دیا ہے۔"

"کیوں؟" سیڑھیاں چڑھتے ہاشم نے تعجب سے مڑ کر اسے دیکھا۔

"تفصیل نہیں معلوم۔ غالباً" ان کے بھتیجے نے پہلے دعوت دے دی تھی۔"

"سعدی۔" ہاشم نے زخمی سا مسکرا کر سر جھٹکا' اور زینے چڑھتا گیا۔ فینو نا بے چین سی پیچھے آئی۔ وہ کمرے میں داخل ہوا تو فینو نا نے اس کا کوٹ لے لیا۔ بریف کیس بھی احتیاط سے رکھا۔

"کچھ کہنا ہے؟" وہ ٹائی ڈھیلی کر کے اتارتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں موبائل نکال کر دیکھنے لگا۔

"جی۔ مگر آپ کسی کو نہیں بتائیں گے کہ آپ کو مجھ سے معلوم ہوا ہے۔" وہ مضطرب سی اس کے سامنے کھڑی سر جھکائے کہہ رہی تھی۔

"بولو۔"

"مجھے معلوم ہے مجھے گھر کے ایک فرد کی بات دوسرے کو نہیں بتانی چاہیے' مگر آپ کے خاندان سے وفاداری کے باعث میں۔"

"اپنی تقریر مختصر کر کے کام کی بات پہ آؤ۔ مجھے تمہاری اخلاقیات سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔" وہ موبائل کی اسکرین کو انگوٹھے سے اوپر کرتا جا رہا تھا۔

"جی۔" وہ شرمندہ سی ہو کر جلدی جلدی کہنے لگی۔ وہ نوشیرواں صاحب کے متعلق بات کرنا چاہتی ہوں۔"

اسکرین پہ انگوٹھا پھیرتے ہاشم نے چونک کر اسے دیکھا۔ "کیوں؟ کہاں ہے وہ؟"

"وہ تو صبح آفس کے لیے نکلے تھے' اس کے بعد گھر نہیں آئے۔"

"کیا واقعی؟" اسے اچنبھا ہوا۔

"مگر میں پچھلی رات کا ذکر کرنا چاہتی ہوں۔ جب۔" وہ بے چینی سے جلدی جلدی بتانے لگی۔

ہاشم ابرو بھینچے سنتا گیا۔

☼ ☼ ☼

میرے چارہ گر کو نوید ہو' صف دشمناں کو خبر کرو
جو وہ قرض رکھتے تھے جان پر' وہ قرض آج چکا دیا۔

اندھیرا آہستہ آہستہ چھوٹے باغیچے والے گھر اور اس کالونی کو نگل چکا تھا۔ نوشیرواں کاردار اپنی گاڑی کہیں دور کھڑی کر کے' اس کالونی کے ایک درخت کی اوٹ میں کھڑا تھا۔ بجلی گئی ہوئی تھی۔ ساری گلی سنسان' اندھیرے میں ڈوبی تھی۔ کہیں اکا دکا یو پی ایس کے انرجی سیور جل رہے تھے۔ باقی گھپ اندھیرا تھا۔ جس کے باعث کیپ پہنے کھڑے نوشیرواں کا چہرہ دور سے صاف دکھائی نہ دیتا تھا۔ ہاں قریب سے دیکھو تو وہ کینہ توز نظروں سے اس گھر کو گھورتا دکھائی دے رہا تھا۔ جس کے باہر سعدی کھڑا موبائل پر نمبر ملا رہا تھا۔ نوشیرواں کی آنکھیں سرخ لگتی تھیں اور پپوٹے سوجے سے۔ جیبوں میں ڈالے ہاتھوں میں لرزش تھی۔ وہ اسی صبح والے ویسٹ' ٹائی اور پینٹ میں ملبوس تھا۔

یہ وہ وقت تھا جب سعدی گھر سے نکلا تھا اور ابھی اندر زمر اور فارس بڑے ابا کے ساتھ بیٹھے تھے۔ موبائل جیب میں ڈالے' ہینڈز فری کانوں میں لگائے' وہ آگے بڑھنے لگا نوشیرواں درخت کی اوٹ سے نکلا اور اس کے پیچھے قدم بڑھا دیے۔

سعدی جینز کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے' لبوں میں کوئی مدھم سی سیٹی گنگناتا' مگن سا چلتا جا رہا تھا۔ دفعتاً"

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

وہ رکا۔ مڑ کر پیچھے دیکھا۔ احتیاط سے اس کا تعاقب کرتا نوشیرواں قریبی درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ (وہاں ہر گھر کے آگے پودے یا درخت تھے۔) سعدی نے آنکھیں سکیڑ کر اندھیری سڑک کو دیکھا' اور ادھر ادھر گردن گھمائی' پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ گیا۔ نوشیرواں درخت کے عقب سے نکلا اور احتیاط سے فاصلہ رکھے' پھر اس کا تعاقب کرنے لگا۔

سعدی یوسف چلتا گیا۔ موڑ مڑ کر پچھلی گلی میں آگیا۔ یہ بھی تاریکی میں ڈوبی تھی۔ نوشیرواں یہاں بھی اس کے پیچھے چلتا رہا۔ اس کے دل میں ہر اٹھتے قدم کے ساتھ جوش اور ابال بڑھتا جا رہا تھا۔ ایک لاوا تھا جو پھٹنے کو بے تاب سا تھا۔

تیسری گلی میں مڑنے سے قبل سعدی نے پھر رک کر پیچھے دیکھا۔ اس کی آنکھوں میں اچنبھا سا تھا۔ گلی ویران اور خالی تھی۔ دور شاید کسی موٹر سائیکل کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ سر جھٹک کر پھر سے آگے بڑھ گیا۔

ایک گلی سے نکل کر وہ اگلی میں مڑ جاتا۔ چند منٹ بعد نوشیرواں نے چونک کر ادھر اُدھر دیکھا۔ یہ وہی گلی تھی جہاں سے وہ ابھی پانچ منٹ پہلے نکلے تھے۔ اسے احساس ہوا کہ وہ انہی تین چار گلیوں میں ہی پھر رہے تھے۔ کیا اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے؟

نوشیرواں کی آنکھوں میں برہمی در آئی۔ اندر ہی اندر شدید تلملاہٹ ہوئی۔ اس نے اپنا اور سعدی کا درمیانی فاصلہ بڑھا دیا۔ دفعتاً" سعدی ایک گلی کا موڑ مڑ کر دوسری میں چلا گیا تو وہ دبے قدموں اس موڑ تک آیا۔ اگلی گلی سنسان تھی۔ خالی' ویران۔ سعدی کہیں نہیں تھا۔

"ڈیم اٹ!" غصے سے اس کا چہرہ سرخ پڑنے لگا۔ وہ ادھر ادھر گھوما۔ آگے پیچھے پھرا۔ مکمل اندھیرا۔

اس گلی میں کوئی بتی نہ تھی۔ سوائے دو تین گھروں کے' سڑک کے اطراف کے باقی تمام پلاٹس پہ زیر تعمیر مکان تھے' یا محض سریے کھڑے تھے۔ دن میں یہاں مزدور ہوتے اور رات میں محض جنات۔ نوشیرواں اس گلی کی چوڑی سڑک کے وسط میں کھڑا شدید جھنجھلاہٹ سے آگے پیچھے ایک ایک گھر میں جھانک رہا تھا۔ وہ کہاں گیا؟

اس نے پوری گلی عبور کی۔ اندھیرے کے باوجود اطراف میں وہ اتنا دیکھ سکتا تھا کہ سعدی ادھر نہیں تھا۔ دور کہیں راہگیر بولتے ہوئے گزر رہے تھے۔ دو چار گلیاں چھوڑ کر سڑک سے ٹریفک کی آوازیں بھی آ رہی تھیں۔ ایسے میں اس نے رک کر سعدی کی کوئی چاپ سننی چاہی' مگر پس منظر کی آوازوں کے باعث یہ ناممکن تھا۔

وہ پھر سے پچھلی گلی میں آیا۔ شدید تلملاہٹ اور اندر اُبلتے غصے سے آگے پیچھے جھانکا۔ مگر نہیں۔ سعدی جس گلی میں گم ہوا تھا' وہ وہیں ہو گا۔ چند منٹ ضائع کر کے نوشیرواں واپس اس زیر تعمیر مکانوں والی ویران اور اندھیری گلی میں آیا۔

سڑک کے وسط میں کھڑے ہوئے اس نے ادھر ادھر دیکھ کر اندازہ کرنا چاہا کہ وہ کہاں غائب ہوا تھا۔ تب ہی دور کہیں موبائل کی گھنٹی بجی۔ اگلے ہی لمحے وہ بند کر دی گئی' مگر نوشیرواں کے لبوں پہ بے اختیار مسکراہٹ امڈ آئی۔

وہ آواز دائیں طرف کے ایک زیر تعمیر مکان سے آئی تھی۔ سعدی اپنا فون سائلنٹ کرنا بھول گیا تھا۔ نوشیرواں نے جیب سے پستول نکالا' اور اسے ایک ہاتھ میں پکڑے' اعتماد سے قدم اٹھاتا اس گھر تک آیا۔ گھر کا گیٹ لگ چکا تھا' مگر اندر برہنہ اینٹوں کی عمارت کے دروازے' کھڑکیاں ابھی ندارد تھے۔ گیٹ کے قریب آکر اس نے گردن اونچی کر کے جھانکا۔ بجری اور سیمنٹ کے ڈھیر کے ساتھ' پورچ میں سعدی کھڑا تھا۔ منہ دوسری طرف تھا۔

"کیا تم مجھ سے چھپ رہے تھے؟" طنزیہ انداز میں اسے پکارتے وہ گیٹ کو دھکیل کر اندر داخل ہوا۔ پاؤں سے گیٹ واپس دھکا دے کر بند کیا۔

سعدی جو پشت کیے کھڑا تھا' مڑا۔ اس کی نگاہیں

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

پہلے نوشیرواں کے ہاتھ میں پکڑے پستول تک گئیں اور پھر اس کی آنکھوں تک۔

"تم کیا کر رہے ہو یہاں 'شیرو؟" بظاہر اطمینان سے کہا۔

"میں تمہیں تمہارا کارما (اعمال نامہ) دینے آیا ہوں۔" پستول کی نال بازو لمبا کر کے اس کی طرف بلند کی۔

سفید ٹی شرٹ میں ملبوس چھوٹے کٹے گھنگریالے بالوں والا لڑکا اداسی سے مسکرایا۔

"میں نے کبھی کسی کی جان نہیں لی۔ میرا کارما مجھے گولی کے ذریعے دینے آئے ہو؟"

"تم اسی قابل ہو۔" اس پہ پستول تانے 'نوشیرواں کی آنکھوں سے شرارے پھوٹ رہے تھے۔ "بہت دفعہ میں نے تمہیں برداشت کیا' سوچا ہاشم بھائی سنبھال لیں گے تمہیں' مگر نہیں۔ سعدی۔ تمہارا ایک ہی حل ہے۔ اس کے علاوہ تم کسی اور طریقے سے ہماری زندگیوں سے نہیں نکلو گے۔"

"تم واقعی مجھے مارنے آئے ہو؟" ابرو اٹھا کر ہلکی مسکراہٹ کے ساتھ اس نے تعجب کا اظہار کیا۔ اسے معلوم تھا شیرو کبھی اس پہ گولی نہیں چلا سکتا۔ شیرو اس کا دوست رہا تھا۔

"ہاں' تاکہ تم مجھے مزید نقصان نہ پہنچا سکو۔"

"میں نے تمہیں کبھی نقصان نہیں پہنچایا۔ نوشیرواں۔" نرمی سے کہتے ہوئے سعدی کا ہاتھ اپنی جیب کی طرف رینگ رہا تھا۔

"زیادہ اسمارٹ بننے کی کوشش مت کرو۔ اپنا موبائل نکال کر زمین پہ پھینک دو۔" پستول کو مزید تانے شیرو نے برہمی سے کہا۔ سعدی نے گہری سانس لی۔ موبائل نکالا اور جھک کر زمین پہ رکھا۔ زمر کی کال آرہی تھی۔ مگر۔ وہ سیدھا ہو گیا۔ اس نے سوچا کاش اس کا پین کیمرہ اس کی فرنٹ پاکٹ میں ہوتا' مگر وہ بھی اس کے پاس ابھی نہیں تھا۔ نہتا سعدی یوسف اب نوشیرواں کی تنی پستول کے سامنے کھڑا تھا۔

"میرا قصور کیا ہے؟" اندھیرے میں بھی اس کے چہرے کا اطمینان نظر آتا تھا۔

"اتنا کچھ کرنے کے بعد' تم میں اتنی بھی شرم نہیں کہ اپنا قصور پوچھ رہے ہو؟" صدمے اور غصے سے سامنے کھڑے نوشیرواں کی آواز کپکپائی۔ "تم نے میری زندگی کی ہر خوشی (spoil) کی۔ تم نے مجھ سے میرا بھائی چھینا' میری ماں کا اعتبار چھینا' میرا باپ اس حالت میں مرا کہ وہ مجھ سے نفرت کرتا تھا' تمہاری صرف تمہاری وجہ سے!" بپھرے ہوئے انداز میں کہتے اس کی آواز بلند ہوئی۔ آنکھوں کی سرخی اور طیش بڑھ رہا تھا۔

"میں نے ہمیشہ تمہارے ساتھ اچھائی کی ہے شیرو۔"

"بکواس نہیں کرو۔" وہ غرایا۔ "آج تم اپنا منہ بند رکھو گے آج تم مجھے سنو گے۔"

"اوکے شیرو!" سعدی نے سر کو تسلیما" خم دیا' البتہ پہلی دفعہ اس کے چہرے پہ چھایا اطمینان' قدرے پریشانی میں بدلتا نظر آیا تھا۔

"میرا نام نوشیرواں ہے!" وہ غصے سے پھیلی آنکھوں کے ساتھ چلایا۔ پستول ہنوز تان رکھی تھی۔

"مجھے اس نام سے مت پکارو' جس سے میرے دوست پکارتے ہیں۔ تم میرے دوست نہیں ہو۔ تم ایک احسان فراموش آدمی ہو۔ تم۔ تم نے میرا ہر رشتہ خراب کیا ہے۔ تم نے میرا اور شیری کا تعلق بھی خراب کیا ہے۔"

"میں نے شہرین سے۔"

"اپنی بکواس بند رکھو سعدی!" غضب ناک ہو کر اس نے کلک کے ساتھ پستول لوڈ کیا۔ سعدی کو سرخ بتی جلتی بجھتی محسوس ہونے لگی۔

"تم نے شیری کو بلیک میل کیا' تم نے میرے اور اس کے ہر ممکنہ تعلق کو خراب کیا۔ تم ہمیشہ میرے ساتھ یہی کرتے ہو۔ تم اس قابل نہیں ہو کہ تمہیں زندہ چھوڑا جائے۔"

"مجھے تمہارے اور شیری کے بارے میں کچھ نہیں پتا' مگر میں نے اسے بلیک میل نہیں کیا۔ میں مزید کوئی

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

صفائی نہیں دوں گا' مگر تم مجھ سے میری زندگی نہیں چھین سکتے۔" وہ سنجیدہ نظریں نوشیرواں پہ جمائے' ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہہ رہا تھا۔ "یہ زندگی اللہ نے مجھے دی ہے' کسی انسان کو حق نہیں ہے کہ وہ مجھ سے میری زندگی چھینے۔"

اندھیرے پورچ میں' پینٹ کے ڈبوں' بجری اور سیمنٹ کے ڈھیر کے ساتھ آمنے سامنے کھڑے ان دونوں لڑکوں کے چہرے اندھیرے میں مدھم سے دکھائی دیتے تھے۔ دونوں کے درمیان چند فٹ کا فاصلہ تھا اور نظریں ایک دوسرے پہ جمی تھیں۔

"آج تم مجھے روک نہیں سکتے۔ میں نے قسم کھائی تھی تمہیں اپنے ہاتھ سے گولی ماروں گا۔" تنفر' حقارت سے اسے دیکھتے شیرو نے دوسرے ہاتھ کی آستین سے منہ رگڑا۔ سعدی کی آنکھیں سکڑیں۔ نظریں اس کے پستول پکڑے ہاتھ تک گئیں۔ جو ہلکا سا کپکپا رہا تھا۔

"تم پھر سے ڈر گزلینے لگے ہو نا۔ ایسا مت کرو اپنے ساتھ شیرو۔" اس کی آنکھوں میں فکرمندی ابھری۔

"اپنی بکواس اپنے پاس رکھو۔ آج تمہاری باتیں مجھ پہ اثر نہیں کر سکتیں۔ آج تم نے اپنے ہر عمل پہ مہر لگادی ہے۔" تنفر سے اسے دیکھتا وہ غرایا تھا۔ "آج تم نے میرے خاندان کو دھمکایا ہے' میرے بھائی کو دھمکایا ہے' میں تمہیں عبرت کی مثال بناؤں گا۔" اس کے چہرے پہ پسینہ آرہا تھا۔

"تم ایک اچھے انسان ہو شیرو۔ تم اپنے بھائی جیسے نہیں ہو۔ تمہارے بھائی نے میرے خاندان کے دو لوگ قتل کروائے ہیں' زمر کی زندگی برباد کی ہے' فارس کو تباہ کیا ہے' میرا ان سے جو بھی مسئلہ ہے تم سے کبھی بھی شکایت نہیں رہی۔ تم اندر سے اچھے ہو۔ تم اپنے والد کی طرح ہو۔ غصے کے تیز ہو' مگر تمہارا دل اچھا ہے۔"

"نام بھی مت لینا میرے باپ کا۔" اس کی آنکھیں مزید سرخ ہوئیں' آستین سے منہ رگڑا۔

"دیکھو' جو صبح میں نے تمہیں کہا' غصے میں کہہ دیا۔ آئی ایم سوری نوشیرواں! مجھے یہ نہیں کہنا چاہیے تھا۔" وہ محتاط نظروں سے اس کے پستول کو دیکھتا اسے ٹھنڈا کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رات کا اندھیرا ان دونوں کے گرد مزید مہیب ہوتا جا رہا تھا۔

"تمہاری معذرت کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔" نفرت سے اسے گھورتے شیرو نے دائیں طرف تھوکا۔

"دیکھو' تم میرے مسلمان بھائی ہو۔ مجھے مارنا چاہتے ہو' مار دو۔ تم اگر مجھ پہ ہاتھ اٹھاؤ گے' میں تب بھی تم پہ ہاتھ نہیں اٹھاؤں گا۔ تم پوائنٹ بلینک پہ مجھے شوٹ کر کے چلے جاؤ۔ کوئی یہاں نہیں ہے' مگر شیرو' اللہ دیکھ رہا ہے۔ اللہ تمہیں کبھی یہ منظر بھولنے نہیں دے گا۔ قتل بہت بڑا گلٹ ہے' اتنا بوجھ تم پوری زندگی کیسے اٹھاؤ گے؟ دیکھو شیرو تم۔" رسان سے' چوکنے انداز میں وہ سمجھاتے ہوئے کہے جا رہا تھا۔ مگر نوشیرواں نے ٹریگر دبا دیا۔

سائلنسر نے آواز دبالی۔ کلک ہوا۔ ایک گولی شعلے کی لپٹیں لیے نکلی اور سعدی کے پیٹ میں پیوست ہو گئی۔ خون کا فوارہ پھوٹا۔ وہ بے اختیار آگے کو جھکا۔ پیٹ پہ ہاتھ رکھے' بے یقینی' صدمے سے پھیلی آنکھوں سے نوشیرواں کو دیکھا۔

(میں نے تمہیں بچانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا۔ تمہارے ڈیڈ فکرمند تھے نوشیرواں! تمہیں نیچے جا کر انہیں ان کے بیٹے کی شادی کی مبارک باد دینی چاہیے۔)

شعلہ بار نظروں سے اسے گھورتے نوشیرواں نے تنے بازو کے ساتھ دوبارہ ٹریگر دبایا۔ دوسری گولی' اس کے کندھے میں جا لگی۔ وہ دوہرا ہو کر گھٹنوں کے بل زمین پہ جا لڑھکا۔ درد اتنا شدید تھا' اس کے لبوں سے کراہیں نکلنے لگیں۔

(میں تمہیں ایک کہانی سناتا ہوں نوشیرواں۔ میں ایک ایسے لڑکے کو جانتا ہوں جس کا باپ اسکول ٹیچر تھا۔)

"آہ۔ آہ۔ آہ۔" تکلیف سے چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا۔ اور سفید شرٹ بھی سرخ ہوتی جا رہی تھی۔

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

نوشیرواں قدم قدم چلتا قریب آیا۔
"میں نے کہا' مجھے شیرو مت کہو۔ میرا نام۔" اس نے جوتے سے سعدی کے منہ پہ ٹھوکر ماری۔ وہ کمر کے بل زمین پر گرا۔ "نوشیرواں ہے۔" حقارت سے کہتے' اس کے ساتھ کھڑے' گردن جھکائے اس نے سعدی کو دیکھا۔ وہ تیزی سے بہتے خون کے ساتھ زمین پر گرا ہوا تھا۔ جوتا جہاں پہ لگا تھا' وہاں منہ سے خون رسنے لگا تھا۔ درد بے حد شدید تھا۔ اس کا جسم جل رہا تھا۔ وہ کراہنا چاہ رہا تھا مگر آواز نہیں نکل رہی تھی۔ سفید پڑتے چہرے اور بند ہوتی آنکھوں کے ساتھ اس نے اپنے سر پہ کھڑے نوشیرواں کو دیکھا۔ وہ ہاتھ جھکائے' ابھی تک اس پہ پستول تانے ہوئے تھا۔
(اس کے بعد ڈیڈ مجھے کیا سمجھتے ہوں گے؟
صرف اپنا بیٹا!)
"یہ میرے باپ کے لیے تھا۔ اور یہ۔" اس نے دوسرے بازو سے منہ رگڑتے اس کی طرف پستول تانے ٹریگر دبایا۔ گولی کہاں لگی' نوشیرواں کی آنکھوں کے آگے منشیات کے باعث بار بار چھاتے غبار نے ٹھیک سے دیکھنے نہ ہونے دیا۔ سعدی کی ٹانگ خون میں بھیگتی دکھائی دے رہی تھی۔ "اور یہ شیری کے لیے ہے۔" اس نے لڑکھڑاتی آواز میں چلا کر کہا۔
نیچے گرے سعدی کی آنکھیں بند ہو رہی تھیں۔ درد اس کے دل تک کو کاٹ رہا تھا۔ "اللہ۔" اس سے شدید تکلیف کے باعث بولا نہیں جا رہا تھا۔ "اللہ تم سے۔ حساب لے گا۔ آہ۔" اس کی پلکیں بھاری ہو رہی تھیں۔ آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ سر پہ کھڑا نوشیرواں دھندلا رہا تھا۔
"مجھے اس کی پروا بھی نہیں ہے۔" شدید نفرت سے اسے دیکھتے شیرو نے جوتے سے اس کے سر کو ٹھوکر ماری۔ سعدی کا زخمی چہرہ پرے لڑھک گیا۔ "تم اسی قابل ہو!" اس نے جوتے سے اس کے وجود کو چند اور ٹھوکریں ماریں۔ کتنی اور کدھر' حساب کتاب کھو گیا تھا۔ تھک کر وہ رکا اور ادھر ادھر دیکھا۔
وہ اندھیرے پورچ میں کھڑا تھا' اس کے قدموں میں خون میں لت پت سعدی گرا ہوا تھا۔ آگاہی اس کے دماغ کو چڑھی کو کین ہرن کرنے لگی تھی۔ وہ تیزی سے جھکا' سعدی کا موبائل اٹھایا' جس پہ خون کے محض چند قطرے لگے تھے' اور اسے جیب میں ڈالے مڑ گیا۔ اب اسے جلد سے جلد یہاں سے نکلنا تھا۔
تب ہی۔

☼ ☼ ☼

دل تجھ سے بچھڑ کر بھی
کہاں جائے گا اے دوست!
فوڈلی ایور آفٹر کی ساری بتیاں جلی تھیں' باہر "کلوزڈ" کا بورڈ لگا تھا۔ اندر تمام میزیں خالی تھیں' سوائے درمیان میں ایک لمبی میز کے جس کے گرد وہ سب منتظر سے بیٹھے تھے۔ فارس خاموشی سے بار بار کلائی کی گھڑی دیکھتا' پھر ذرا کی ذرا نگاہ زمر پہ ڈالتا جو سینے پہ بازو لپیٹے' سامنے ٹہل رہی تھی۔ اس کے چہرے پہ اضطراب تھا' اور نظریں بار بار دروازے کی طرف اٹھتی تھیں۔
"آجائے گا۔ تم بیٹھ جاؤ۔" بڑے ابا نے نرمی سے پکارا۔ ان کی وہیل چیئر لمبی میز کی سربراہی نشست کی جگہ پہ رکھی تھی۔ فارس ان کے دائیں ہاتھ پہلی کرسی پہ تھا۔ ایک کرسی (زمر کے لیے) چھوڑ کر حنین بیٹھی تھی۔ وہ کبھی گاہے بگاہے وال کلاک کو دیکھتی' پھر چہرے پہ اداسی آجاتی۔
ندرت' جنید اور سیم کے ساتھ کچن میں تھیں۔ باقی سب کی چھٹی تھی۔ سیم غالباً" مدد کروانے کے بجائے کام بڑھا رہا تھا۔
"اتنی دیر ہو گئی' وہ اپنی گاڑی بھی نہیں لے کر گیا یعنی قریب میں کہیں گیا ہے' تو واپس کیوں نہیں آرہا؟" وہ بظاہر خود کو پرسکون رکھتے' ٹہلتے ہوئے بولی تو آواز میں فکرمندی چھلکتی تھی۔
تب ہی ریسٹورنٹ کاؤنٹر پہ رکھا فون بجا۔ چیختی ہوئی آواز۔ ٹہلتی زمر رکی' چونک کر فون کی سمت دیکھا۔ کچن سے جنید بھاگتا ہوا آیا' اور مستعدی سے ریسیور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

اٹھا کر بولا۔ ”فوڈلی ایور آفٹر۔“ دوسرے طرف کہے جانے والے الفاظ پہ اس کے تاثرات بدلتے گئے۔

”جی۔ جی۔ اچھا۔ کدھر؟“ نگاہیں اٹھا کر زمر کو دیکھا۔ وہ وہیں ساکن کھڑی اسے دیکھے گئی۔

”اوکے۔“ فون رکھ کر وہ چند لمحے تذبذب سے وہیں کھڑا رہا۔ سب اس کو دیکھنے لگ گئے تھے۔

”کیا ہوا؟“ فارس نے اس کی مسلسل زمر پہ جمی پریشان نگاہیں غور سے دیکھیں۔

”وہ۔ میرا بھائی تھا۔ میڈم‘ میں نے جو کام آپ کو کہا تھا۔“ اس نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اشارہ کیا۔ زمر نے اثبات میں سرہلایا تو وہ جلدی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔ ”آپ میری بات سن لیں گی دو منٹ؟“ وہ قدم قدم چلتی اس کے پیچھے آئی۔ بڑے ابا‘ حنین اور فارس سب ادھر ہی دیکھ رہے تھے۔

باہر نکلتے ہی جنید نے ریسٹورنٹ کا شیشے کا دروازہ بند کیا اور بے حد پریشانی سے اس کی طرف گھوما۔ ”وہ۔ اندر سعدی بھائی کے دادا۔ ان کے سامنے بتانا نہیں چاہیے اور۔“

”حسنو‘ جو بھی نام ہے‘ کس کا فون تھا؟“ اس نے بات کاٹی‘ بے قرار نگاہیں جنید کی آنکھوں پہ جمی تھیں۔

”وہ۔ سعدی بھائی۔ اسپتال سے فون تھا۔ سعدی بھائی کو گولیاں لگی ہیں‘ اور۔“ شاید وہ اور بھی کچھ کہہ رہا تھا‘ مگر زمر گلے پہ ہاتھ رکھتی دو قدم پیچھے ہٹی۔ اس کو سانس نہیں آرہا تھا۔ چہرہ زرد پڑنے لگا تھا۔

”میری۔ میری کار کی چابیاں۔ اندر سے لاؤ۔“ اس نے پوری بات سنی بھی نہیں۔ وہ گاڑی کی طرف بڑھ گئی۔ قدم اٹھا کہیں رہی تھی‘ وہ پڑ کہیں رہے تھے۔ آنکھوں کے سامنے بہت سے مناظر گڈمڈ ہونے لگے۔ اطراف کی ساری آوازیں بند ہو گئیں۔ ہر شے سلوموشن میں ہو رہی تھی۔

وہ کار کے دروازے کے ساتھ کھڑی تھی۔ جنید نے چابی اس کے ہاتھ میں تھمائی۔ اس نے کی ہول میں چابی ڈالنی چاہی۔ ہاتھ کپکپا رہے تھے۔ لوہا سوراخ کے اندر نہیں جا پا رہا تھا۔ دروازے کے سائیڈ مرر میں اسے فارس باہر آتا دکھائی دے رہا تھا۔ پریشان سی حنین اس کے پیچھے زینے پھلانگتی آرہی تھی۔ وہ جنید سے کچھ کہہ رہا تھا‘ تیز لہجے میں کچھ پوچھ رہا تھا۔ آوازیں زمر تک نہیں آرہی تھیں۔ وہ لرزتے ہاتھوں کے ساتھ چابی دروازے میں لگا رہی تھی۔ ریموٹ کے بٹن کو دبانا یاد نہیں رہا تھا۔

”مجھے دیجیے۔ آپ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھیے۔“ وہ عجلت میں کہتے اس کے عقب سے آیا اور چابی اس کے ہاتھ سے لینی چاہی۔ مگر اس نے چابی مٹھی میں دبوچے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ پھر سفید چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تو آنکھیں ویران تھیں مگر ان میں سامنے کھڑے شخص کے لیے واضح تنفر نظر آتا تھا۔

”آپ اکیلی نہیں جا رہیں‘ ہم ساتھ جائیں گے‘ ادھر دیجیے۔“ بہت ضبط سے کہتے فارس نے جھٹکے سے اس کے ہاتھ سے چابی لی‘ اس کا اپنا چہرہ بھی بے رنگ ہو رہا تھا‘ مگر پریشانی کے تاثرات پہ عجلت کا عنصر نمایاں تھا۔ زمر نے نگاہیں جھکائیں تو دیکھا‘ چابی سوراخ میں گھساتے اس کے ہاتھوں میں بھی ہلکی سی لرزش تھی۔

”وہ ٹھیک ہو جائے گا‘ اسے کچھ نہیں ہو گا‘ آپ اندر بیٹھیے۔“ ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھتے اس نے زمر سے زیادہ خود کو تسلی دی۔ وہ چند لمحے وہیں‘ بے دم سی کھڑی رہی۔ حنین جو جنید اور فارس کی بات سننے کے بعد اندر چلی گئی تھی‘ بھاگتی ہوئی واپس آئی تھی۔

”میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گی۔“ فارس کی کھڑکی کے ساتھ کھڑے‘ وہ رو دینے کو تھی۔ زمر آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی فرنٹ سیٹ تک جا رہی تھی۔ اس کی آنکھوں کے آگے بار بار اندھیرا چھا رہا تھا۔ پس منظر میں آوازیں آرہی تھیں۔

”میں تمہیں کال کر دوں گا‘ تم اپنی امی اور دادا کے پاس رکو۔“

”میں نے انہیں کہہ دیا ہے کہ‘ بھائی نے کہا ہے انہیں دیر ہو جائے گی‘ اور ہم مارکیٹ تک جا رہے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہیں۔ خدا کی قسم ماموں' اگر آپ مجھے نہ لے کر گئے تو میں اتنا چیخوں گی' اتنا چیخوں گی کہ امی اور بڑے ابا کو سب پتا چل جائے گا۔" اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور فقرے کے آخر میں اس نے ہچکی لی تھی۔

"بیٹھو!" یہ آخری آواز تھی جو زمر نے سُنی اور پھر وہ بے دم فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گئی۔ کار تیزی سے سڑک پہ دوڑنے لگی تھی' مگر اس کی آنکھوں کے آگے سب کچھ گڈمڈ ہو گیا تھا۔ وہ ادھر نہیں تھی۔ وہ اسپتال میں تھی اور اس کے بھائی نے ایک کمبل میں لپٹا بچہ اس کے بازوؤں میں دیا تھا۔ وہ حال اور ماضی کے درمیان کہیں تیر رہی تھی۔

☼ ☼ ☼

کبھی فراز نئے موسموں میں رو دینا
کبھی تلاش پرانی رفاقتیں کرنی!

قصر کاردار کے لاؤنج میں لگے ٹی وی شیلف پہ فیونا کتابیں ترتیب سے رکھ رہی تھی جب اس نے نوشیرواں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔ وہ فوراً" — سر جھکائے جلدی جلدی کام کرنے لگی۔ نوشیرواں سیدھا سیڑھیوں پہ چڑھتا گیا۔ اس کی چال میں ہلکی سی لڑکھڑاہٹ تھی اور جھکی آنکھوں کو دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ دور کسی خیال میں گم ہے۔ کسی اطمینان انگیز' سرشار سے خیال میں۔

اپنے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر ساری بتیاں جل رہی تھیں۔ اتنی تیز روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ ناگواری سے ادھر ادھر دیکھا اور پھر ساکت رہ گیا۔

سامنے کاؤچ پہ ہاشم بیٹھا تھا۔ صبح والی شرٹ اور پینٹ میں ملبوس تھا۔ ٹائی اور کوٹ اتارنے کے بعد اس نے لباس بھی نہیں بدلا تھا۔ اور اب' ٹانگ پہ ٹانگ جمائے بیٹھا وہ چبھتی نظروں سے چوکھٹ میں کھڑے شیرو کو دیکھ رہا تھا۔

"رک کیوں گئے۔ اندر آؤ۔" طنزیہ سا بولا تو نوشیرواں نے (بظاہر) سرسری سا سر جھٹکا۔ ہاتھ میں پکڑا کوٹ بیڈ پہ ڈالا۔

"آپ ادھر —؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے' مجھے تمہاری حرکتوں کے بارے میں معلوم نہیں ہو گا؟" سلگتی نظروں سے اسے دیکھتا وہ غصے سے ایک دم پھٹا تھا۔ "کیا سوچ کر تم نے یہ کیا' ہاں؟"

نوشیرواں کا سانس رک گیا۔ پلکیں جھپکنا بھول گیا۔ بے یقینی سی بے یقینی تھی۔

(ہاشم بھائی کو اتنی جلدی کیسے پتا چل سکتا ہے؟! ابھی تو وہ وہیں خون میں گرا پڑا ہو گا)

"وہ — آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں سمجھا نہیں۔"

اٹک اٹک کر' سفید پڑتے چہرے کے ساتھ اس نے کہنا چاہا۔ جواب میں ہاشم نے ہاتھ بڑھا کر میز پہ رکھے پیکٹ اٹھائے اور زور سے اس کے گھٹنوں پہ دے مارے۔ سارے پیکٹ شیرو کے قدموں میں جا بکھرے۔

"اوہ — یہ —" ایک ریلیف کا احساس تھا جس نے شیرو کا سانس بحال کیا۔ اس کے چہرے کی رنگت واپس آنے لگی۔ ذرا سے شانے اچکا کر وہ الماری کی جانب بڑھا۔ ہاشم ایک دم تپ کر اٹھا۔

"تمہیں اندازہ ہے' یہ کیا ہے؟ یہ تمہاری بربادی ہے۔ تم —"

"کس نے بتایا آپ کو؟" وہ بے پروائی سے الماری کھولے اس کی طرف پشت کیے کھڑا تھا۔

"کس نے بتایا مجھے؟ یعنی کہ اور لوگوں کو بھی معلوم ہے؟ کیا صرف میں بے خبر تھا؟" وہ الٹا اتنے غصے سے بولا کہ نوشیرواں کو اس کی سچائی پہ ذرا بھی شک نہ گزرا۔ ویسے بھی یہ مسئلہ اب کوئی مسئلہ ہی نہیں تھا۔

"شیرو! اگر آئندہ میں نے تمہیں دیکھا کہ تم —"

"نہیں لوں گا وارننگز' بس ٹھیک ہے' سن لیا ہے۔" وہ بے زاری سے بولا تھا۔ ہاشم ایک دم رک کر اسے دیکھنے لگا۔ اس کے انداز میں کچھ بدلا ہوا تھا۔

"کہاں سے آرہے ہو تم؟" کھوجتی نگاہوں سے

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اس کی پشت کو دیکھتے اس نے جس انداز میں پوچھا' نوشیرواں نے چونک کر چہرہ گھمایا' پھر فوراً" نظریں چرا کر واپس ہونے لگا کہ....

"ادھر میری آنکھوں میں دیکھ کر بتاؤ' کہاں سے آرہے ہو تم؟" نوشیرواں نہ چاہتے ہوئے اس کی جانب مڑا۔

☼ ☼ ☼

"میں باہر تھا۔ یونہی آگے پیچھے۔"

"جھوٹ مت بولو۔ کدھر تھے تم؟" اس کی آنکھوں سے لمحے بھر کو بھی نظریں ہٹائے بغیر ہاشم اسے دیکھے جارہا تھا۔ شیرو نے اکتا کر ادھر ادھر دیکھا۔

"کیا میں بچہ ہوں جو ہر بات کی رپورٹ دیا کروں؟"

"تم۔۔۔" ہاشم کچھ سوچتے سوچتے چونکا۔ "تم سعدی کے پاس تو نہیں گئے؟"

"میں کیوں جاؤں گا اس کے پاس؟" وہ ایک دم بھڑک اٹھا۔

"مجھے معلوم ہے' تم اسی کے پاس گئے ہوگے۔ پتا نہیں کیا کیا کہہ دیا ہوگا تم نے اسے۔ میں کتنی دفعہ تمہیں کہوں گا کہ اسے تنہا چھوڑ دو' میں اسے سنبھال لوں گا۔ کہاں ہے وہ اس وقت؟" جیب سے موبائل نکالتے ہاشم نے پوچھا تھا۔

"مجھے کیا پتا وہ کہاں ہے۔ کیا میں اس کا گارڈ ہوں؟" وہ بگڑ کر بولا تھا۔ اس کے انداز پہ نمبر ملاتے ہاشم نے صرف اسے گھورنے پہ اکتفا کیا' پھر موبائل کان سے لگایا۔ نوشیرواں خفگی سے منہ میں بڑبڑانے لگا۔

"کیا کہا ہے تم نے اسے؟ تم مجھے بتادو' ورنہ وہ مجھے بتادے گا اور۔۔۔" موبائل کان سے لگائے وہ درشتی سے کہہ رہا تھا جب بیڈ پہ گرے شیرو کے کوٹ میں کچھ تھرتھرانے لگا۔ ان دونوں نے اس طرف دیکھا۔ شیرو کا رنگ پھیکا پڑا اور ہاشم۔۔۔ وہ چونک کر' قدرے تعجب سے آگے بڑھا اور کوٹ میں ہاتھ ڈال کر نکالا تو سعدی کا وائبریشن پہ لگا فون ہاتھ میں تھا۔ اس نے بے یقینی سے شیرو کو دیکھا جو بالکل چپ کھڑا تھا۔

"یہ اس کا فون تمہارے پاس کیا کر رہا ہے؟" دونوں فون اس نے بیڈ پہ ڈالے اور اب جب وہ شیرو کے سامنے آیا تو عصیلی نگاہوں میں بے پناہ سختی تھی۔

"بولو۔"

نوشیرواں نے آنکھیں اٹھا کر اسے دیکھا۔ "میں نے اسے شوٹ کردیا ہے اور اس کا فون اٹھا لایا ہوں۔"

"بکواس مت کرو۔" ہاشم نے اکتا کر اسے دیکھا۔ "مجھے سیدھی طرح بتاؤ' کیا کہہ کر تم نے اس کا فون چھینا ہے؟ تم ایسا۔۔۔"

"کیا آپ نے سنا نہیں؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر چبا چبا کر بولا۔ "میں نے سعدی کو شوٹ کردیا ہے۔" پھر تیزی سے آگے بڑھا اور کوٹ اٹھا کر اندر سے پستول نکال کر اس کے سامنے میز پہ ڈالی۔ "پوری تین گولیاں ماری ہیں۔ اب نہیں بچے گا۔" اعتراف نے کوئی سرشاری سی سارے وجود پہ انڈیل دی۔ گردن اکڑا کر اس کے سامنے کھڑے وہ بولا تو ہاشم بالکل ساکت سے دیکھنے لگا۔ سانس روکے' مشل سا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا نا' یہ وہ مسئلہ ہے جسے آپ نہیں سنبھال سکتے۔ سو آج میں نے مسئلہ ختم کردیا۔"

کمرے میں سناٹا چھا گیا۔ ہاشم کے ذہن کو اس کے الفاظ سمجھنے میں چند لمحے لگے تھے اور جب' سمجھ میں آیا تو۔۔۔ اس کی آنکھیں بے یقینی سے پھیلیں' چہرے پہ سرخی اتری۔ وہ آگے بڑھا اور نوشیرواں کے چہرے پہ چٹاخ چٹاخ دو تھپڑ لگائے۔ وہ اس حملے کے لیے تیار نہیں تھا۔ بوکھلا کر دوسری طرف لڑکھڑایا' دیوار کا سہارا لے کر سنبھلا اور منہ پہ ہاتھ رکھے' بے یقینی سے ہاشم کو دیکھا' جو تیز تیز سانس لیتا اتنے ہی صدمے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم نے۔۔۔ تم نے اسے گولی ماردی؟ اوہ میرے خدا! تم۔۔۔ تم گھٹیا انسان۔۔۔" اس کا گریبان پکڑ کر غصے سے اس کو جھٹکا دیتے' وہ چلایا تھا۔ "تم نے کیسے اسے گولی ماردی؟ کدھر ہے وہ؟ کدھر پھینک آئے ہو

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اسے؟"
بالکل گنگ ہوئے شیرو کا گریبان چھوڑا اور ماتھے پہ ہاتھ رکھے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگا۔ اس کا دماغ گویا بھک سے اڑ چکا تھا۔
"وہ مرتو نہیں گیا؟ کیا وہ زندہ تھا جب تم وہاں سے آئے ہو؟" غصے کی جگہ پریشانی نے لے لی' وہ دوبارہ اس کی طرف لپکا' شیرو کا سر خود بخود اثبات میں ہل گیا۔
"اوہ میرے خدا... نوشیرواں یہ تم نے کیا کیا؟ تم کیسے اس کی جان لے سکتے ہو۔" ملامت بھری نظروں سے اسے دیکھا تو وہ متعجب ہوا۔
"آپ کو کیوں اس کی اتنی فکر ہے؟ کیوں اتنی محبت ہے آپ کو اس سے؟"
"نوشیرواں!" ہاشم نے آگے بڑھ کر اس کو کندھوں سے پکڑ کر جھنجھوڑا۔
"اس نے... تمہاری... جان بچائی تھی! کیا تم بھول گئے ہو؟ کیا تم نے اس شخص پہ گولی چلائی جس نے تمہاری جان بچائی تھی؟"
اور ایک لمحے کو نوشیرواں کا دل بالکل خالی ہو گیا۔ وہ ٹکر ٹکر ہاشم کا چہرہ دیکھنے لگا۔ وہ اسے چھوڑ کر پھر سے ادھر ادھر چکر کاٹنے لگا تھا۔

"یہ... یہ فون اور گن' اسے تم ہاتھ بھی نہیں لگاؤ گے اب۔" دونوں چیزیں اٹھاتے ہوئے اس نے سختی سے اسے تنبیہہ کی۔ پھر اپنا موبائل اٹھا کر نمبر ملانے لگا۔ "اگر تم اس کمرے سے نکلے تو میں تمہاری جان لے لوں گا۔ سمجھے؟۔ پتا نہیں وہ بچایا نہیں۔" فون کان سے لگاتے' وہ تیز سانسوں کے درمیان اور بے رنگ ہوتے چہرے کے ساتھ کہہ رہا تھا۔
"ہاں خاور' فوراً" گھر آؤ۔ جلدی... ہمارے پاس وقت نہیں ہے۔" عجلت سے کہتا' گن اور فون لیے وہ کمرے سے باہر نکل گیا' تو پیچھے ہر طرف ویرانی اور خاموشی چھا گئی۔ نوشیرواں دونوں ہاتھ پہلو میں گرائے' ہنوز ہکا بکا سا کھڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

میرے صبر پہ کوئی اجر کیا؟ مری دوپہر پہ یہ ابر کیوں؟
مجھے اوڑھنے دے اذیتیں' مری عادتیں نہ خراب کر!

اسپتال میں دوائیوں کی بو کے ساتھ کوئی نحوست تھی جو ہر سو پھیلی تھی۔ یہ وہ عمارت تھی جہاں انسان کو اس کے دکھ لے کر آتے تھے۔ آپریشن تھیٹر کے باہر جگہ جگہ پولیس اہلکار دکھائی دیتے تھے۔ راہداری میں بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ تھی۔ فارس بے یقینی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہا تھا۔ بار بار مڑ کر بند دروازوں کو دیکھتا اور پھر زمر کو جو' دیوار سے لگی' سفید چہرہ لیے' بالکل خاموش' گم صم کھڑی تھی۔ اس کی نظریں دروازے پہ جمی تھیں' اور ان میں زمانے بھر کی ویرانی تھی۔ وہ روئی نہیں تھی' سو اس کا ہلکا میک اپ' آویزے' خوب صورت لباس ویسے ہی دمک رہے تھے' مگر چہرے کی بے رونقی نے سب ویران کر دیا تھا۔ واحد آواز جنین کے رونے کی تھی۔ وہ زمر کے قریب کھڑی' سر جھکائے' گھٹا گھٹا سا روئے جا رہی تھی۔ پھر اس نے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اٹھایا۔ گیلی آنکھوں سے فارس کو دیکھا۔
"ماموں... اتنی دیر ہو گئی۔ یہ لوگ باہر کیوں نہیں آتے؟ کوئی کچھ بتاتا کیوں نہیں ہے؟"
فارس نے تاسف سے اسے دیکھا۔ "سرجری ہو رہی ہے' وقت لگے گا۔ اگر دوبارہ امی کا فون آئے تو وہی کہنا جو پہلے کہا ہے کہ ہم سعدی کے کسی دوست کے لیے ادھر ہیں۔"
"مگر بھائی کو کون گولی مار سکتا ہے؟"
"ابھی یہ سوچنے کا وقت نہیں ہے۔ تم بس دعا کرو۔" وہ سر جھٹکتے دوبارہ ٹہلنے لگا۔ حنہ چونکی۔
"دعا۔" اسے کچھ یاد آیا۔
"میں... میں اب نہیں روؤں گی۔" اس نے ہتھیلی کی پشت سے گیلی آنکھیں رگڑیں اور دوپٹا سر پہ رکھ کر چہرے کے گرد لپیٹنے لگی۔ "میں دعا کروں گی۔ دعا کے علاوہ کوئی چیز مقدر نہیں بدلا کرتی۔" آنسو بار بار ابل کر آ رہے تھے' وہ پوروں سے ان کو صاف کرنے لگی۔ "مصیبت اوپر سے آتی ہے اور دعا نیچے سے جاتی

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

ہے۔ جو زیادہ شدید ہوگی' وہ جیت جائے گی۔ مجھے یقین ہے۔ اب دیکھیے گا آپ' میں دعا کروں گی اور کیسے بھائی ٹھیک ہوجائے گا۔ ہے نا؟" آخر میں ڈرتے ڈرتے پوچھا۔ وہ چلتے چلتے اس کے پاس ٹھہرا' اداسی سے اس کا چہرہ دیکھا' پھر اس کا چہرہ تھپتھپا کر اپنے کندھے سے لگایا' حنین کے گرم گرم آنسو پھر سے گرنے لگے۔

"دعا کرو۔" اس کا سر تھپک کر' وہ اس سے علیحدہ ہوا تو حنہ اثبات میں گردن ہلاتی' ہاتھوں کا پیالہ بنائے' زیر لب کچھ بڑبڑانے لگی۔

فارس نے دوبارہ قدم اٹھاتے ہوئے زمر کو دیکھا جو ہنوز سر دیوار سے ٹکائے بت بنی دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بالکل ویران تھیں۔ وہ آہستہ سے آگے بڑھا اور کاریڈور کا موڑ مڑ گیا۔ چند لمحے بعد جب واپس آیا تو ہاتھ میں شاپر میں لپٹی ٹھنڈے پانی کی بوتل تھی۔

حنہ کے قریب آکر اس نے ہلکا سا اس کے کندھے کو چھوا۔ حنہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "اپنی پھپھو سے کہو پانی پی لیں۔" بوتل شاپر سے نکال کر اسے تھماتے سرگوشی کی۔ حنہ نے چونک کر زمر کو دیکھا جو تھیٹر کے دروازے کو تک رہی تھی۔ پھر فوراً" بوتل لے کر اس تک آئی۔

"پھپھو... پانی پی لیں۔" اس نے زمر کی کہنی چھو کر کہا تو وہ چونکی۔ چہرہ پھیر کر اسے دیکھا۔ پھر بے اختیار نگاہیں اٹھیں اور فاصلے پہ کھڑے فارس کے ہاتھوں تک جا ٹھہریں۔ خالی شاپر۔ اس نے دوبارہ بوتل کو دیکھا۔

"مجھے پیاس نہیں ہے۔" وہ بنا تاثر کے کہہ کر رخ پھیر گئی۔

"تھوڑا سا ہی پی لیں۔" مگر زمر نے نفی میں سر ہلا دیا۔ حنین نے بے بسی سے فارس کو دیکھا' وہ گہری سانس لے کر وہاں سے ہٹا اور راہداری میں چکر کاٹنے لگا۔

انتظار بہت تکلیف دہ تھا۔

☆ ☆ ☆

اب کے ہم بچھڑے تو شاید کبھی خوابوں میں ملیں
جس طرح سوکھے ہوئے پھول کتابوں میں ملیں

آپریشن تھیٹر کے اندر' میز پہ سعدی اپنے اوپر جھکے لوگوں' خود سے جڑی نالیوں اور اپنے گوشت کو کاٹتے اوزاروں سے بے خبر' بند آنکھوں سے لیٹا تھا۔ اس کی پلکوں کے پیچھے ایک اور دنیا تھی۔ وہاں نہ خون تھا' نہ ہتھیار تھے۔

نہ گولیاں... نہ تکلیف... نہ آنسو...

وہ ایک تازہ سی صبح تھی جس میں چڑیوں کی چہچہاہٹ گونجتی تھی۔ ایک چشمہ تھا' جس کے کنارے پتھروں پہ ایک گھنگریالے بالوں والا لڑکا بیٹھا تھا۔ اس نے اپنے گورے سفید پیر ٹھنڈے پانی میں ڈبو رکھے تھے۔ ساتھ والے پتھر پہ ایک لڑکی بیٹھی تھی' جس کے لمبے گھنگریالے بال کمر تک آتے تھے اور وہ جھک کر پانی میں بانس کی لمبی چھڑی سے لکیریں کھینچ رہی تھی۔ اس کی ناک میں سونے کی بالی جیسی نتھ تھی اور کم عمر چہرے پہ سوچ کا عنصر تھا۔ اس نے بھی پاجامہ ذرا اوپر فولڈ کر کے پیر پانی میں ڈبو رکھے تھے۔

"مگر..." لڑکے نے قدرے فکر مندی سے چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔ "موسیٰ علیہ السلام تو پیغمبر تھے نا' اتنے بہادر اور اچھے... پھر وہ فرعون کے پاس اکیلے کیوں نہیں گئے؟ انہوں نے کیوں کہا کہ انہوں نے ہارون کو ساتھ لے کر جانا ہے؟ کیا ان کی زبان میں واقعی لکنت تھی؟"

"ارے نہیں۔" لڑکی نے دائیں بائیں گردن ہلائی۔ "انبیاء جو ہوتے ہیں نا سعدی! وہ معصوم اور عیوب سے پاک ہوتے ہیں۔ یہ عقیدہ اگر تمہارا درست نہیں' تو تم مسلمان نہیں ہوسکتے۔ ان کی زبان میں کوئی لکنت نہیں تھی۔ یہ صرف اسرائیلیات کی وہ روایتیں ہیں جن کو مسلمان مفسرین بغیر کسی ثبوت یا دلیل بیان (quote) کرتے رہتے ہیں۔ موسیٰ کی زبان میں لکنت نہیں تھی' وہ صرف بہت فصیح نہیں

PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

تھے اور ان کے بھائی ہارون زیادہ اچھا بول سکتے تھے۔"

"تو کیا صرف اس لیے وہ لے کر گئے اپنے بھائی کو اپنے ساتھ؟" لڑکے نے کنکر پانی میں اچھالتے پوچھا تھا۔

"ہاں اور اس لیے بھی کہ جو سپورٹ انہیں چاہیے تھی، وہ ان کو اپنے بھائی سے ہی مل سکتی تھی، کیوں کہ ہر انسان اپنے بھائی کا رکھوالا ہوتا ہے۔"

دوسرا کنکر پھینکتا اس کا ہاتھ رکا، وہ ٹھہر کر اس لڑکی کو دیکھنے لگا۔

"مگر میرا تو کوئی بھائی نہیں ہے، پھر میرا کیپر (رکھوالا) کون ہوگا؟"

وہ لڑکی ہلکا سا ہنسی، پھر بازو اس کے کندھے کے گرد پھیلا کر اس کے قریب چہرہ کر کے بولی۔ "تمہاری Keeper میں ہوں۔ میں تمہیں ہمیشہ پروٹیکٹ کروں گی۔ ہمیشہ۔" آوازیں مدھم ہوتی گئیں۔ چشمے کا منظر وقت کے آسمانوں میں گھلتا گیا، گھلتا گیا اور ٹیبل پہ لیٹے مریض کی بند آنکھوں کے پیچھے اندھیرا چھانے لگا۔

☆ ☆ ☆

جس سے پہلے بھی کئی عہد وفا ٹوٹے ہیں
اسی دوراہے پہ چپ چاپ کھڑا ہو جاؤں

باہر رات گہری ہو رہی تھی۔ سیاہ اور خوف ناک، ایسے میں سڑک کنارے کھڑی گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ بیٹھا ہاشم کاردار فکرمندی سے بند آنکھیں مل رہا تھا جب دوسرا دروازہ کھلا۔ اس نے چونک کر چہرہ اٹھایا۔ خاور اندر بیٹھ رہا تھا۔

"کیسا ہے وہ؟" ہاشم نے بے قراری سے اس کا چہرہ کھوجا۔

خاور نے گہری سانس لی۔ "اچھی خبر نہیں ہے۔"

ہاشم کا دل ڈوب کر ابھرا۔ آنکھوں میں کرب سا اترنے لگا۔ "کیا وہ... مر جائے گا؟" الفاظ کہنا بھی تکلیف دہ تھا۔ خاور نے گویا ملامت سے اسے دیکھا۔

"خبر یہ ہے کہ وہ بچ جائے گا اور میرا خیال ہے، یہ ہمارے لیے اچھی خبر نہیں ہے۔"

"وہ بچ جائے گا؟" وہ ایک دم سیدھا ہو کر بیٹھا۔

"جی... میں نے معلوم کیا ہے۔ ایک گولی کندھے میں لگی ہے، دوسری پیٹ میں اور تیسری ٹانگ میں، کوئی بھی گولی مہلک نہیں ثابت ہوگی۔ نوشیرواں کا نشانہ اچھا ہے، مگر ظاہر ہے وہ ڈر گز کے زیر اثر تھے اور غصہ میں بھی... اس لیے..." اس نے تاسف سے سر جھٹکا۔

"وہ... وہ بچ جائے گا نا۔" ہاشم نے بے چینی سے بات کاٹی۔

"جی... میں لکھ کر دے سکتا ہوں، وہ بچ جائے گا اور اگلے دو تین گھنٹوں میں ہوش میں آ کر سب کو بتا دے گا کہ اسے کس نے گولی ماری تھی اور صرف یہ ہی نہیں، وہ یہ بھی بتائے گا کہ ہم نے اور کیا کیا ہے۔" برہمی سے وہ کہہ رہا تھا۔ ہاشم نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لیں۔

چند لمحے کار میں خاموشی چھائی رہی، گہرا سکوت۔

"ہو سکتا ہے، وہ نہ بتائے۔" ہاشم نے تنکے کا سہارا لینے کی کوشش کی۔ خاور نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔

"سر... میں آپ کی اس بچے کے لیے فیلنگز کی بہت قدر کرتا ہوں، مگر معذرت کے ساتھ، وہ آپ کے لیے ایسی کوئی فیلنگ نہیں رکھتا ہے۔ ہوش میں آتے ہی سب بک دے گا اور اس کے بعد فارس اتنی ہی گولیاں نوشیرواں کو مارے گا۔ کیا آپ کو لگتا ہے کہ وہ لوگ ہمیں چھوڑ دیں گے؟"

"تو پھر کیا کروں؟" وہ بے زار ہوا، مگر اس بے زاری میں تکلیف تھی۔

"کیا مطلب، کیا کریں؟ ہمیں اس وقت ایک ہی چیز کرنی ہے، سرجری ختم ہوتے ہی میرا کوئی لڑکا اسے ایک ذرا سا انجکشن لگا دے گا اور..."

"خاور!" وہ بے یقینی سے اسے دیکھتا غرایا تھا۔ "میں سعدی کو نہیں ماروں گا۔ وہ... وہ ایک چھوٹا بچہ ہے۔"

"آپ کچھ مت کریں، میں کروں گا جو کرنا ہے، اس

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

کا مرنا ضروری۔۔۔"

"اگر تم نے اسے ہاتھ بھی لگایا تو میں خدا کی قسم تمہیں اپنے ہاتھ سے گولی مار دوں گا۔" انگلی اٹھا کر سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتا وہ اتنی سختی سے بولا کہ خاور ٹکر ٹکر اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔

" Love the boy. don t you You "خاور کو افسوس ہوا تھا' ہاشم نے سر جھٹکا۔

"میں قاتل ہو سکتا ہوں' مگر میں درندہ نہیں ہوں جو اس کو۔۔۔ یوں مار دوں۔" نفی میں سر ہلاتے وہ کھڑکی کے باہر دیکھنے لگا۔

"اوکے۔۔۔ اور نوشیرواں کا کیا ہو گا؟ میرا خیال ہے اس وقت آپ کو یہ فیصلہ کرنا چاہیے کہ آپ کو ان دونوں میں سے کس سے زیادہ محبت ہے؟"

ہاشم نے سر سیٹ کی پشت سے ٹکا کر تکلیف سے آنکھیں موند لیں۔ وہ بہت ڈسٹرب نظر آرہا تھا۔ خاور نے کلائی کی گھڑی دیکھی' وقت نکل رہا تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے شیرو سے کئی گنا زیادہ محبت ہے۔ سعدی کو خاموش کروانا ضروری ہے' اوکے۔" اس نے اثبات میں سر ہلایا۔ "اب تم وہ کرو جو میں تمہیں کہتا جاؤں۔" خاور توجہ سے سننے لگا۔

☆ ☆ ☆

بچھڑے لوگ کبھی بھی لوٹ کے نہیں آتے دوست
بس فقط یادوں کے کچھ نشان ہوا کرتے ہیں

سفید راہ داری ابھی تک خاموش تھی۔ زمر ہنوز اسی طرح کھڑی آپریشن تھیٹر کے دروازوں کو دیکھ رہی تھی۔ حنین زمین پہ اکڑوں بیٹھی چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں گرائے دعا مانگ رہی تھی۔ فارس مخالف دیوار سے کمر ٹکائے ایک گھٹنا موڑے کھڑا تھا۔

اردگرد پولیس اہلکار ہنوز پہرہ داری کر رہے تھے۔ وردی میں ملبوس سرمد شاہ بھی وہیں تھا' مگر ایک حد سے وہ آگے نہیں بڑھا تھا۔ بس فاصلے پہ کھڑا احتیاط سے فارس کو دیکھ لیتا' جو گاہے بگاہے اس پہ ایک تیز نظر ڈالتا تھا۔ اس نے زمر سے بات کرنے کی کوشش کی تو فارس نے صرف ہاتھ اٹھا کر اسے رک جانے کا کہا اور وہ فوراً" پیچھے ہٹ گیا۔

(سرمد شاہ وہی اے ایس پی تھا جس نے فارس غازی کو چار سال قبل گرفتار کیا تھا۔ جو فارس کے گھر جا کر اس کی گاڑی سے ملنے والی وارث سے جڑی چیزیں اسے دکھا کر اس کیس سے علیحدہ رہنے کی دھمکی دے کر آیا تھا۔ اور حوالات میں تو اس سے روز کی ملاقات رہتی تھی اور اس ملاقات کے نشان فارس کی کمر پہ آج تک موجود تھے۔)

کتنے گھنٹے بیت چکے تھے کسی کو یاد نہیں تھا۔ جب دروازہ کھلا تو سب اُدھر ہی بڑھے' زمر سب سے آگے تھی۔

"وہ کیسا ہے؟" اس نے پریشانی سے سرجن کا چہرہ دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔ آواز اتنی ہی ہلکی تھی کہ بمشکل سنائی دیتی تھی۔

"آپ فکر مت کیجیے' وہ ٹھیک ہے۔ آپریشن ہو چکا ہے اور اب وہ Stable (بہتر) ہے۔ کچھ دیر تک اسے وارڈ میں شفٹ کریں گے۔"

کیا وہ صرف الفاظ تھے یا کوئی روح تھی جو ان میں پھونک دی گئی تھی۔ حنہ نے ہاتھوں میں چہرہ چھپا لیا۔ اس کی ہچکیاں سنائی دینے لگی تھیں۔ فارس نے نڈھال ہو کر دیوار سے کمر لگا کر آنکھیں بند کیں اور زمر۔۔۔ وہ بس یک ٹک ڈاکٹر کو دیکھ رہی تھی۔

"کیا میں اس سے مل سکتی ہوں؟"

"ایک دفعہ وارڈ میں شفٹ میں ہو جائے تو آپ مل سکیں گی۔" وہ آگے بڑھنے لگے' زمر فوراً" ان کے پیچھے لپکی۔

"کب۔۔۔ کب شفٹ کریں گے وارڈ میں؟"

"بس تھوڑی دیر تک۔"

زمر نے ہلکے سے اثبات میں سر ہلا دیا۔ حنہ اور فارس کے برعکس' اس کے چہرے پہ اطمینان نہیں اترا تھا۔ وہ وہیں کھڑی' بے چین منتظر نگاہوں سے تھیٹر کے بند دروازوں کو دیکھنے لگی۔

کافی دیر بیت چکی اور وہ سعدی کے باہر لانے کا

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

انتظار کرتے رہے۔ فارس اب ادھر ادھر ٹہلتا' بار بار کلائی کی گھڑی دیکھ رہا تھا۔

حنین گیلا چہرہ صاف کیے ہلکا سا مسکراتی اب کھڑی ہوئی تھی۔ زمر ویسی ہی گم صم دیوار سے لگی تھی۔

تھیٹر کے دروازے کھلے اور ایک سسٹر باہر نکلی تو فارس اس کی طرف لپکا۔

"کب شفٹ کریں گے سعدی کو؟ اسے ہوش آگیا؟"

نرس نے رک کر اس کا چہرہ دیکھا۔ "وہ مریض جس کو گولیاں لگی تھیں؟ اس کو تو شفٹ کر دیا گیا ہے کب کا۔"

فارس کے ابرو تعجب سے اکٹھے ہوئے۔ "ہم تب سے یہیں کھڑے ہیں' اسے تو باہر نہیں لایا گیا۔"

"ارے' وہ بیک ڈور سے لے کر گئے ہیں نا وارڈ میں۔۔۔" اس نے اوٹی کے دوسرے دروازے کی سمت اشارہ کیا جو کوریڈور کا موڑ مڑ کر آتا تھا۔ یہاں سے دکھائی نہ دیتا تھا۔ فارس اور حنین مڑ کر اس طرف دیکھنے لگے۔ زمر بے چینی سے آگے بڑھی۔

"کس وارڈ میں؟ پلیز مجھے اس طرف لے جائیں۔"

"آئیے۔۔۔" وہ اپنا کام چھوڑ کر آگے چل دی تو زمر اس کے پیچھے لپکی۔ فارس اور حنین ساتھ ساتھ چلتے پیچھے آرہے تھے۔

"یہ ادھر ہے آپ کا مریض۔" وارڈ میں آکر نرس نے ادھر ادھر گردن گھمائی۔ آگے پیچھے گھومی اور۔۔۔ دفعتاً" ٹھہر گئی۔

زمر نے چہرہ موڑ کر اطراف میں دیکھا۔ اجنبی چہرے' غیر شناسا لوگ۔

"اوٹی ون سے جو بلٹ انجرز والا مریض ڈاکٹر بخاری نے بھیجا ہے' وہ کدھر ہے؟" کسی کو روک کر پوچھ رہی تھی۔ زمر کا چہرہ زرد پڑنے لگا اس نے ویران نگاہیں اٹھا کر حنین کو دیکھا جو اتنی ہی متعجب لگ رہی تھی۔

"یہاں تو کوئی مریض نہیں لایا گیا۔"

"کیا مطلب؟ میرے سامنے وارڈ بوائز اسے لے کر گئے تھے۔"

ہر چیز سلو موشن میں ہوتی نظر آرہی تھی۔

"کیسے غائب ہو سکتا ہے ہمارا مریض؟ میں تمہاری جان لے لوں گا۔ اگر اسے کچھ ہوا تو۔۔۔" وہ غصے سے اس کی طرف لپکا تھا۔

اور پس منظر میں کوئی کہہ رہا تھا۔

"وہ ابھی کچھ دیر پہلے میں نے دیکھا تھا' دو وارڈ بوائز اسٹریچر پہ پیشنٹ کو لا رہے تھے' مگر وہ ریسپشن کی طرف جا رہے تھے۔"

اس نے دیکھا' فارس اس طرف بھاگا تھا' حنہ بھی پیچھے دوڑ تھی۔

سوالات' حساب کتاب' پولیس اہلکاروں کی بھاگ دوڑ' زمر ان سب میں اجنبیوں کی طرح قدم قدم چلتی گئی۔۔۔ چلتی گئی۔ یہاں تک کہ ریسپشن ہال سامنے دکھائی دینے لگا۔ فارس تلخی اور غصے سے بازو اٹھا کر دروازے کی طرف اشارہ کرتا پولیس آفیسر سے کچھ کہہ رہا تھا۔ اردگرد افراتفری سی مچی تھی۔ حنین حیران پریشان سی گردن گھمائے آس پاس دیکھ رہی تھی۔ اسے سست قدموں سے آتے دیکھا تو دوڑ کر اس تک آئی۔

"یہ کیا ہو رہا ہے؟ بھائی کہاں ہے؟"

زمر نے خالی خالی نظروں سے اسے دیکھا۔

"وہ اسے لے گئے ہیں۔" اس کی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دی۔ ہلکی سرگوشی کی طرح۔ "کون؟ کون لے جا سکتا ہے بھائی کو؟"

زمر نے نفی میں گردن ہلائی۔ "کون ہیں؟ مجھے نہیں پتا۔ مگر۔۔۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے اس کو گولی ماری ہے۔" اس کی ویران نگاہیں فارس پہ جا ٹھہریں جو ایک پولیس اہلکار کے ہمراہ تیزی سے باہر جاتا دکھائی دے رہا تھا۔ زمر نے یاسیت سے سر جھٹکا۔ "وہ ہمارے بچے کو ہمارے ہاتھوں سے لے گئے ہیں' اور ہم کچھ نہیں کر سکے۔" وہ ہال کے کنارے نصب بینچ پہ بیٹھ گئی اور سر دیوار سے ٹکا دیا۔ حنین' جو ابھی تک حیران پریشان کھڑی تھی۔ ایک دم سے رونے لگی' پہلے ہلکی اور پھر

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

اونچی آواز سے۔
ان دونوں کا ردِعمل دینے کا طریقہ اتنا ہی مختلف تھا جتنی وہ خود ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔

☼ ☼ ☼

ہر کسی کے جلنے کا اپنا انداز ہوتا ہے
پروانے جتنے بھی جلیں، مگر دیا نہیں ہوتے

رات کی سیاہی نے صبح کی سفیدی کو جگہ دی اور نیلا ہٹ بھرا اندھیرا قصر کاردار پہ اترنے لگا۔ نوشیرواں کے کمرے کے پردے ہٹے ہوئے تھے۔ وہ تیزاے سی کی ٹھنڈ میں، لحاف تانے، سینے کے بل سو رہا تھا۔ دفعتاً" اس نے کروٹ لی اور چہرہ اوپر ہوا تو بند آنکھوں سے منہ بگاڑا۔ کچھ سونگھا۔ دھواں۔ بو۔ وہ آنکھیں چندھیا کر ادھر ادھر دیکھتا اٹھ بیٹھا۔ پلکیں جھپکائیں، ذرا بصارت واضح ہوئی تو اس کے چہرے پہ شاک ابھرا۔ منہ ذرا سا کھل گیا۔

سامنے صوفے پہ ہاشم بیٹھا تھا۔ ٹانگ پہ ٹانگ جمائے، کہنی صوفے کے بازو پہ رکھے، وہ سگریٹ انگلیوں میں پکڑے، منہ سے نکال رہا تھا۔ دھوئیں کا مرغولہ سا لبوں سے نکلا اور اوپر اٹھتا گیا۔ میز پہ شیرو کے پستول کے ساتھ اس کے سگریٹ اور منشیات کے پیکٹ پڑے تھے، ایک پیکٹ تازہ کھولا گیا لگتا تھا۔ نوشیرواں کی پریشان نگاہیں واپس ہاشم کے چہرے تک اٹھتی گئیں۔ وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا تھا اور اس کی آنکھیں گیلی تھیں، ناک سرخ تھی۔

"کیا وہ مر گیا؟" اس نے ہلکے سے پوچھا۔ ہاشم نے چہرہ اس کی طرف موڑا۔۔۔ اس کی گیلی آنکھوں میں گلابی رگیں ابھری ہوئی دکھائی دیتی تھیں۔

"میں اسے نہیں مار سکتا تھا، اس لیے یہاں سے دور بھیج دیا ہے۔ بے فکر رہو، وہ اب کسی کو کچھ نہیں بتا سکتا۔" وہ بولا تو آواز زکام زدہ سی لگتی تھی۔ "پولیس ہماری، اسپتال کا عملہ ہمارا، قانون ہمارا۔ نہ تمہیں کسی نے اس کالونی میں جاتے دیکھا، نہ نکلتے۔ اسپتال میں کافی شور ڈالا فارس نے، مگر اب تھک ہار کر وہ لوگ گھر جا چکے ہیں۔ اب جتنا تلاش کرلیں، وہ انہیں نہیں ملے گا۔ مبارک ہو۔" نوشیرواں، کی آنکھوں میں خفگی اتری۔

"کیا وہ ابھی بھی زندہ ہے؟ آپ نے اسے کیوں بچایا؟"

"تم فکر مت کرو۔ تم بس سو جاؤ۔ اسٹین فورڈ میں میرا ایک پروفیسر تھا۔" جھک کر ایش ٹرے میں سگریٹ کا ٹکڑا مسلا۔ "وہ کہا کرتا تھا، قاتلوں میں ایک قدر مشترک ہوتی ہے۔ قتل کرنے کے بعد ان پہ نیند ضرور طاری ہوتی ہے۔ مجرم کا کھوج لگانے کے لیے ہم پہلے اسی جگہ کا تعین کرتے ہیں جہاں وہ جا کر سویا تھا۔ تم بھی سو جاؤ۔ کیوں کہ یہ وہ آخری پر سکون نیند ہے جو تمہیں ملے گی۔"

"آپ اتنے اپ سیٹ کیوں ہیں؟ ایک بندہ مارنے سے کون سی قیامت آجانی ہے۔ آپ نے بھی تو۔۔۔" حد ادب تھا کہ بے زاری سے کہتے کہتے بھی وہ رک گیا۔

"قتل چھوٹی بات نہیں ہوتی نوشیرواں۔" وہ ملامتی نظروں سے اسے دیکھتے نم آواز سے بولا تھا۔

"میں کاردار ہوں، مجھے کوئی پولیس نہیں گرفتار کر سکتی۔ چند دن بعد سب اسے بھول جائیں گے۔"

"کسی کا مرا ہوا بچہ بھی پیدا ہو تو وہ اسے نہیں بھولتا، تم کہتے ہو، وہ اسے بھول جائیں گے؟"

"کیا آپ نے دو لوگ نہیں مارے تھے؟ کیا ہوا؟ کچھ بھی نہیں!"

"ہاں سارا قصور میرا ہے۔ غلط کیا میں نے تمہیں بتا کر۔" غصے اور دکھ سے کہتے اس نے سگریٹ کھڑکی کی طرف پھینکا۔ "وہ دو اچھے مگر عام سے لوگ تھے۔ تم نے شیرواں پہ گولی چلائی جو ان کے خاندان کا ہیرو تھا۔ ابھی وہ شاک میں ہیں۔ چوبیس گھنٹوں میں یہ شاک صدمے میں بدلے گا۔ اور پھر غصے میں۔ وہ اسے ڈھونڈیں گے اور اس کے مارنے والے کو بھی۔۔۔ مگر تم بے فکر رہو۔ تمہارا بھائی ہے نا! تمہیں بچالے گا ہمیشہ کی طرح!" اس نے زکام زدہ انداز میں سانس ناک

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے اندر کھینچا۔

"آپ کو وہ اتنا پسند ہے کیا؟" نوشیرواں خفگی سے چہرہ جھکائے بڑبڑایا۔ جواب میں ہاشم نے میز پہ رکھے' بڑے سائز کے فوٹو گراف اٹھا کر اس کی طرف اچھالے۔ ساری تصویریں بیڈ اور فرش پہ گر گئیں۔

"یہ دیکھو' تم نے کیسے اس کے چہرے پہ مارا ہے۔ تین گولیاں مارنے کے بعد بھی تم نے اسے مارا۔ وہ انسان کا بچہ تھا نوشیرواں' ایسے تو کوئی جانور کو بھی نہیں مارتا۔" دکھ اور غصے سے اس نے شیرو کو ملامت کیا۔ وہ منہ میں کچھ بڑبڑا کر رہ گیا۔

"خیر۔ یہ سب اب ہمارا مسئلہ نہیں ہے۔ میں یہاں صرف ایک سوال کا جواب لینے بیٹھا ہوں۔" شیرو نے چونک کر اسے دیکھا۔ وہ اب خود کو سنبھالتے ہوئے سنجیدگی سے اس کو دیکھتے کہہ رہا تھا۔

"تم نے مجھے بتایا کہ کیسے تم اس کے پیچھے گئے' اس کو تین گولیاں ماریں اور واپس آ گئے۔ پولیس رپورٹ کے مطابق بھی اس کو تین گولیاں ہی لگی ہیں۔ مگر نوشیرواں کاردار! میں جانتا ہوں کہ یہ پورا سچ نہیں ہے۔"

"میں سمجھا نہیں۔" شیرو کے تاثرات بدلے' رنگ پھیکا پڑا۔

"تم نے مجھ سے کچھ چھپایا ہے۔ اور اب تم مجھے بالکل صاف صاف بتاؤ گے۔" کہتے ہوئے اس نے پستول کا میگزین نکال کر شیرو کے سامنے کیا۔ بیڈ پہ پیر اوپر کر کے بیٹھے نوشیرواں نے تھوک نگلا۔

"یہ جی فورٹی ون ہے۔ اس کے میگزین میں تیرہ گولیاں ہوتی ہیں۔ تم میگزین بھرے بغیر تو گئے نہیں ہو گے' سو اگر تیرہ میں سے تین گولیاں تم نے سعدی کو ماری ہیں تو باقی کتنی بچنی چاہئیں؟"

"دس!" شیرو کی آواز ہلکی تھی۔

"مگر اس میں سات گولیاں ہیں۔ اور اگر تم نے مجھے نہ بتایا کہ وہ باقی تین گولیاں کہاں گئیں تو خدا کی قسم نوشیرواں! میں یہ ساتوں گولیاں تمہارے سر میں اتار دوں گا!" وہ جس طرح چبا چبا کر' اسے گھور کر بولا تھا'

ماہنامہ حنا
بہنوں کا اپنا ماہنامہ
لاہور
جون 2015 کا شمارہ شائع ہو گیا ہے
جون 2015 کے شمارے کی ایک جھلک
☆ "رمضان المبارک" کی خصوصی عبادات
☆ "تیری محبت کے طلبگار" مصباح نازر کا مکمل ناول،
☆ "چاند نگر کی شہزادی" سندس جبیں کا مکمل ناول،
☆ "یقین وفا" ہما عامر کا مکمل ناولٹ،
☆ "لو آج محبت جیت گئی" ماحبہ راجپوت کا ناولٹ
☆ حسین اختر، عمارہ امداد، ثمینہ شیخ، قرۃ العین اور سویرا ملک کے افسانے
☆ "پربت کے اس پار کہیں" نایاب جیلانی کا دلچسپ سلسلے وار ناول،
☆ "اک جہاں اور ہے" سدرۃ المنتہیٰ کا سلسلے وار ناول،
اس کے علاوہ
پیارے نبی ﷺ کی پیاری باتیں، انشا نامہ اور وہ تمام مستقل سلسلے جو آپ پڑھنا چاہتے ہیں
جون 2015ء کا شمارہ آج ہی اپنے قریبی بک اسٹال سے طلب کریں

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ شمارہ پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے پیش کیا ہے

ہم خاص کیوں ہیں:۔

- ہائی کوالٹی پی ڈی ایف فائلز
- ہر ای بُک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مُختلف سائزوں میں اپلوڈنگ
  سپریم کوالٹی، نارمل کوالٹی، کمپریسڈ کوالٹی
- عمران سیریز از مظہر کلیم اور ابنِ صفی کی مُکمل رینج
- ایڈ فری لنکس، لنکس کو پیسے کمانے کے لئے شرنک نہیں کیا جاتا
- ہر ای بُک کا ڈائریکٹ اور رژیوم ایبل لنک
- ڈاؤنلوڈنگ سے پہلے ای بُک کا پرنٹ پریویو ہر پوسٹ کے ساتھ
- پہلے سے موجود مواد کی چیکنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- مشہور مصنفین کی کُتب کی مُکمل رینج
- ہر کتاب کا الگ سیکشن
- ویب سائٹ کی آسان براؤسنگ
- سائٹ پر کوئی بھی لنک ڈیڈ نہیں

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب ٹورنٹ سے بھی ڈاؤنلوڈ کی جاسکتی ہے

ڈاؤنلوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

ڈاؤنلوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب ڈاؤنلوڈ کریں

اپنے دوست احباب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مُتعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library For Pakistan

Like us on Facebook fb.com/paksociety

twitter.com/paksociety1

WWW.PAKSOCIETY.COM

نوشیرواں کے پاس پسپائی کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔

"جب میں نے تیسری گولی مار کر' اس کا فون اٹھایا اور جانے لگا تو۔۔۔" کہنے کے ساتھ اس کی نگاہوں کے سامنے وہی خوف ناک منظر پھر سے تازہ ہوا۔

وہ اندھیرے پورچ میں کھڑا تھا' اس کے قدموں میں خون میں لت پت سعدی گرا پڑا تھا۔ آگاہی اس کے دماغ کو چڑھی کوکین ہرن کرنے لگی تھی۔ وہ تیزی سے جھکا' سعدی کا موبائل اٹھایا جس پہ خون کے محض چند قطرے لگے تھے اور اسے جیب میں ڈالے مڑ گیا۔ اب اسے جلد سے جلد یہاں سے نکلنا تھا۔

تب ہی۔۔۔ جب کہ وہ مڑنے لگا تھا' اس نے وہ آواز سنی۔ زیر تعمیر گھر کے اندر سے کوئی کھٹکا ہوا تھا۔ کسی بلی کے بچے کی سی آواز۔ ہلکی سی کراہ۔ وہ چونک کر واپس گھوما۔ اندھیرے میں آنکھیں سکوڑ کر دیکھا۔

"اے۔۔۔ کون ہے ادھر؟" پستول سیدھا تانے وہ احتیاط سے قدم قدم چلتا گھر کے اندرونی حصے تک آیا۔ وہاں گھپ اندھیرا تھا۔

"کون ہے؟ بولو۔۔۔" اس نے پکارا۔ مگر خاموشی چھائی رہی۔ مگر وہاں کونے میں کوئی حرکت سی ہوئی۔ وہ کوئی ہیولہ سا تھا جو حرکت کر رہا تھا۔

نوشیرواں نے پستول تان کر یکے بعد دیگرے فائر کیے۔ پھر قریب آیا۔ موبائل کی اسکرین روشن کر کے اس طرف ڈالی۔ وہ سیمنٹ کا ایک خالی پیپر بیگ تھا۔ جو سیڑھیوں کے ساتھ گرا تھا۔ وہ سر جھٹک کر مڑا اور باہر آیا۔ سعدی ہنوز وہیں گرا پڑا تھا۔ وہ ایک متنفر نگاہ اس پہ ڈال کر گیٹ کی طرف بڑھا' مگر۔۔۔ کسی احساس کے تحت اس نے گردن موڑی۔

بنا دروازوں کے اس گھر کے ڈھانچے کی کچی پکی سیڑھیوں کے اوپر۔۔۔ کوئی سایہ گم ہوا تھا۔ اسی وقت پس منظر میں پولیس کے سائرن بجنے لگے۔ وہ تیزی سے باہر کو دوڑا۔ چند منٹ بعد وہ بخیریت کافی دور کھڑی اپنی کار تک آچکا تھا۔

"مجھے شیور نہیں ہے' مگر شاید وہاں کوئی تھا۔۔۔ شاید نہیں تھا۔" اپنے کمرے میں بیٹھے سر جھکائے' نوشیرواں کہہ رہا تھا۔

ہاشم ایک دم اٹھا۔ سارا نشہ ہرن ہوا۔ "کیا اس نے پچھلے قتلوں کا حوالہ دیا؟ میرا نام لے کر کچھ کہا؟"

"ہاں' بہت کچھ بولا تھا اس نے۔"

"تو پھر ظاہر ہے' وہاں کوئی تھا اور وہ جانتا تھا کہ وہاں کون ہے۔ اوہ' میرے خدا!" بے اختیار اس نے ماتھے کو چھوا۔

"تمہیں کسی نے گولی چلاتے دیکھا ہے۔ یعنی کہ اب موقع کا گواہ بھی موجود ہے۔ لعنت ہے تم پہ نوشیرواں!" غصے اور پریشانی سے سر جھٹک کر اس نے ادھر ادھر دیکھا۔

"تمہارا پاسپورٹ کہاں ہے؟ مجھے دو۔ اور اپنا سامان تیار کرو۔ تم ابھی اسی وقت ملک سے باہر جا رہے ہو۔ تم اس وقوعے کے وقت بھی ملک میں نہیں تھے۔ میں پاسپورٹ پہ بیک ڈیٹ کی ایگزٹ اسٹیمپ لگوا دوں گا۔ پاسپورٹ لاؤ' جلدی!" آخر میں وہ غصے سے چلایا۔ تو نوشیرواں تیزی سے بستر سے اترا اور الماری کی طرف لپکا۔

ان چند گھنٹوں میں پہلی دفعہ اسے احساس ہوا تھا کہ وہ کیا کر چکا ہے۔

(باقی ان شاء اللہ آئندہ ماہ)

سرورق کی شخصیت

ماڈل ۔۔۔۔۔۔۔ سدرہ جبار

میک اپ ۔۔۔۔۔۔۔ روز بیوٹی پارلر

فوٹوگرافر ۔۔۔۔۔۔۔ موسیٰ رضا

PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY